14 31

गीता के रत्न

श्रीमान भाई परमानन्द

जी M.A.

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

रणभूमि में श्री कृष्ण द्वारा
अर्जुन को उपदेश

२४

मूल्य

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

1431

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

گیتا کے راز

از

دیوتا سروپ شریمان بھائی پرمانند جی ایم۔اے

پبلشرز
لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی بک سیلرز
لوہاری گیٹ - لاہور
نے
کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں
باہتمام لالہ گوردتا مل پرنٹر چھپوا کر
شائع کیا۔

بار دوم تعداد ... قیمت عہ

1431;U

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

BHAI PARMA NAND JI M. A.,

ON RETURN FROM AMERICA.
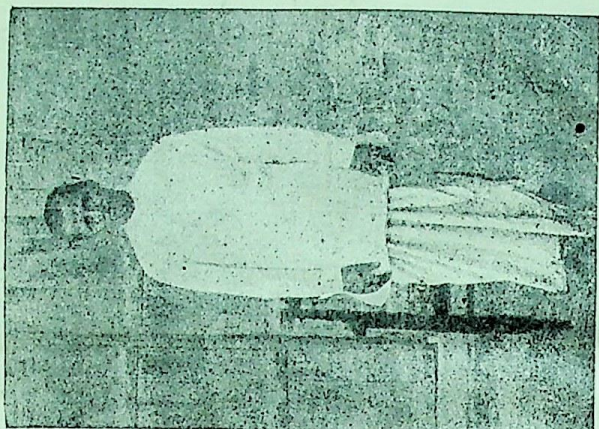
ON RETURN FROM ANDEMANS.

1431;U
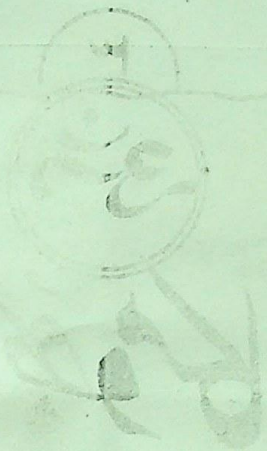
CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri
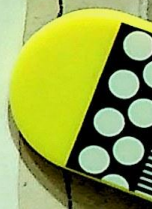
بھومکا

یہ نوٹ انڈیمان جیل میں رہتے ہوئے بطور یادداشت رکھے گئے۔ ایک سلسلہ خیالات کا تھا۔ جو بار بار میرے دل پر گزرتا تھا۔ میرا خیال تھا۔ کہ اگر میرے شریر تیاگ دینے کے بعد یہ کسی یوگیہ پُرش کے ہاتھ میں پڑ جائیں گے۔ تو وہ اُنہیں چھپوا کر پرکاشت کر دے گا۔ سمے نے رنگ بدل لیا۔ اور مجھے خود ہی اُن کو پرگٹ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ تاہم میں نے اُن کے اندر کوئی تبدیلی کرنی مناسب خیال نہیں کی۔ اور بے کم و کاست ناظرین کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ ایک طرح سے یہ خیالات میرے انت کے سمے کے ہیں۔ جبکہ میں سمجھ بیٹھا تھا۔ کہ میرا دنیا سے کبھی تعلق نہ ہوگا۔ باوجودیکہ ان میں تحریر کا میلان ادویت کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ میں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اب بھی میں سادھارن طور پر سوامی دیانند جی کے سدھانتوں کو درست مانتا ہوں۔

پرمانند

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گیتا کے راز

۱- گیتا کی طرف توجّہ

اپنی طالب علمی کا زمانہ ختم کرنے کے بعد مجھے یہ خیال آیا - کہ وہ کونسی کتاب ہے - جسے میں اپنے سوادھیائے کے لئے ہر سمے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں - کارلائل کی کتاب "سارٹر ریسارٹس" نے میرے دل پر نہایت گہرا اثر ڈالا تھا - کہ میں نے اسے اپنا رفیق بنا لیا - کچھ عرصہ گذر گیا - جبکہ مجھے یہ پڑھنے کا اتفاق ہوا - کہ ایک موقعہ پر امریکہ کا اکیلا مشہور فلاسفر ایمرسن کارلائل کی ملاقات کو گیا - وداع ہوتے وقت کارلائل نے گیتا کی ایک کاپی بطور تحفہ اُس کی نذر کی - اس واقعہ نے میرے اندر یہ تبدیلی پیدا کی - کہ میں نے "سارٹر ریسارٹس" کو پرے رکھ دیا - اور اُس کی جگہ بھگوت گیتا کو اپنے ساتھ کر لیا ؛

۲- گیتا کی ہر دل عزیزی

ہندو جاتی کا بچّہ بچّہ گیتا کے نام سے واقف ہے - ہندوستان میں اس کتاب کے جتنے مختلف ایڈیشن چھپے ہیں - اور کسی کے نہیں - اور جتنا مطالعہ اس کا کیا جاتا ہے - اتنا کسی اور کا نہیں - آریہ جاتی کے پرانے ودوانوں میں کوئی شاذ ہی ایسا ہوگا - جس نے گیتا پر اپنی ٹیکا نہ لکھی ہو - موجودہ زمانہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں بھی تعلیم یافتہ مہاشیوں میں سے کافی تعداد نے دیش کی مختلف بھاشاؤں میں گیتا پر تشریحیں لکھی ہیں۔ غیر زبانوں میں شائد ہی کوئی زبان ہوگی۔ جس میں گیتا کا ترجمہ موجود نہ ہو۔

۳۔ گیتا کی عزت مسلمانوں میں

مسلمانوں میں سب سے پہلا شخص جس کی توجہ گیتا کی طرف ہوئی بخارا کا شاہزادہ البرونی تھا۔ جسے محمود غزنوی نے قید کیا ہوا تھا۔ اور حراست میں رکھنے کے لئے ہند پر حملوں کے وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ البرونی نے دوران لڑائیوں کے بڑی دقتوں کے بعد سنسکرت کا مطالعہ کیا۔ اپنی مشہور کتاب "انڈیا" میں جو کہ اس زمانہ کے ہند کی ایک تصویر ہے گیتا کے شلوک نقل کئے ہیں۔ اس نے روحانیت کے لحاظ سے اسے نہایت اعلےٰ اور پوتر کتاب قرار دیا ہے۔ بعد ازاں اکبر کے حکم سے فیضی نے اس کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ دارا شکوہ نے اس کا نام "سرِّ اکبر" رکھا اور دیباچہ میں گیتا اور مہرشی ویاس کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا

۴۔ دارا شکوہ کی رائے

"یہ کلام خوشی بخشنے والی۔ سچائی کا راستہ بتانے والی۔ حق کو پہنچانے والی۔ بے انتہا معرفت سے بھری ہوئی۔ گہرے بھیدوں کو کھولنے والی۔ ایکتا کو دکھانے والی مخصوص انسانوں میں سب سے سرشت گیانی مہارشی ویاس جی کی تصنیف ہے۔ جن کی تعریف بیان کرنا زبان اور قلم کی طاقت سے باہر ہے۔ چنانچہ افلاطون جو دنیا کا پہلا مشہور فلاسفر

اور عرب اور یونان کے فلاسفروں کا سرتاج ہے۔ باوجود اپنے مختلف قسم کے علوم کا مالک ہونے کے گیان کی ذیل میں "تمیم ہندی" کے شاگردوں میں سے ایک اونے شاگرد تھا۔ "تمیم ہندی" اتنا بڑا فلاسفر ہو گزرا ہے کہ افلاطون نے اپنی کتاب میں اس کے کمالیت سے بھرے اوصاف کو اپنی قلم سے لکھا ہے۔ اور یہ شخص سوامی ویاس کے مریدوں کے سلسلہ میں سے ایک تھا۔ سوامی ویاس کی بزرگی کا اندازہ صرف اسی ایک امر سے لگایا جا سکتا ہے"۔

۵۔ مغربی دُنیا پر گیتا کا اثر

گیتا اور اُپ نشدوں کے فارسی ترجمے یورپ میں پہنچے۔ یورپ کے فلاسفر ان کو پڑھکر حیرت میں آ گئے۔ مشہور شاعر فلاسفر "شلے گل" گیتا کو پڑھکر وجد میں آ گیا۔ اور اس کی تعریف کرنے لگا۔ "شاپن ہاور" اور "ہرینی" کے خیالات پر اُن کا گہرا اثر ہوا۔ امریکن فلاسفر ایمرسن کا گورو "تھیورو" گیتا کا بھگت بن گیا۔ وہ کہتا ہے "میں ہر روز گیتا کے پوتر جل میں اشنان کرتا ہوں۔ موجودہ زمانہ کی تصنیفات سے یہ کہیں بڑھ چڑھ کر ہے جس زمانہ میں یہ لکھی گئی ہوگی۔ وہ کوئی نرالا ہی زمانہ ہوگا۔

٦۔ گیتا کا مضمون

اگر گیتا کے نفس مضمون کا مطالعہ کیا جائے۔ اور اُس کا شاستروں سے مقابلہ کیا جائے۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ اس کے مصنف نے اس نظم کے بنانے میں قریباً تمام کے تمام آریہ شاستروں سے سہائتا لی ہے۔ ویدانت۔ سانکھیہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یوگ آدی درشنوں، منوسمرتی اور ویدوں کی جھلک صاف اس کے شلوکوں میں پائی جاتی ہے۔ اُپنشدوں کے تو بعض الفاظ اور فقرے اس میں دہرائے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے مُصنّف نے ہندو ساہتیہ اور فلاسفی کے سار کو نہایت مختصر عبارت میں یکجا اکٹھا کر دیا ہے۔ اسی لئے پُوران میں وہ مشہور شلوک ملتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے "سب اُپنشد ہیں گؤ وں کی طرح ہیں۔ ارجن بچھڑے کے سمان ہے۔ اور کرشن دودھ دوہنے والا ہے۔ اور گیتا امرت رُوپی دودھ ہے" اگر ہندو تہذیب کے سمندر دھرم ساہتیہ اور فلاسفی کو ایک کوزے کے اندر بند دیکھنا ہو تو وہ گیتا میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر اور سب شاستر ناش ہو گئے ہوتے۔ اور فقط گیتا ہی رہ جاتی۔ تو بھی ہندو جاتی کی بزرگی کی یادگار دُنیا میں قائم رہتی۔ ہندو تہذیب اسی غنیمت اس میں یہاں تک محفوظ ہے۔ کہ گیتا کا پھیلاؤ یا ناش ہندو دھرم کا پھیلاؤ یا ناش ہے۔ یہ سچ کہا گیا ہے۔ کہ ویدک دھرم کے کلپ برکش کا پکا ہوا امرت رُوپی پھل گیتا ہے"

۷۔ گیتا اور سوامی دیانند

اِس زمانہ کے آریہ دیش کے سب سے بڑے وِدّوان سوامی دیانند نے گیتا کو یہ درجہ نہیں دیا۔ وچارنے پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی دیانند جی کے ایسا نہ کرنے کے خاص وجوہات ہیں۔ سوامی دیانند کے جیون میں ایک ہی جذبہ کام کرتا ہے۔ وہ جذبہ ویدک دھرم کی رکھشا کا ہے۔ سوامی دیانند ویدوں سے اتنا پریم رکھتا تھا۔ کہ اُسے جب کوئی چیز اس کے راستہ میں روکاوٹ ڈالنے والی معلوم ہوتی تھی تو وہ اُسے حقارت کے ساتھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پرے کر دیتا تھا۔ دوسرے ہر ایک سمے میں ہندو آچاریوں نے اپنے اپنے بھن بھن متوں کو گیتا کے آسرے پر سدھ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان ہی مت متانتروں کے جھگڑے میں نوین ویدانت کی بُنیاد پڑی ہے۔ اور ظاہرا طور پر گیتا بھی نوین ویدانت کو مدد دیتی معلوم ہوتی ہے۔ سوامی دیانند ان مت متانتروں اور نوین ویدانت کی تعلیم کو جاتی کی دھارمک اور اخلاقی گراوٹ کے لئے ذمہ وار سمجھتا تھا۔ اس لئے اُس نے گیتا کو بھی نظر انداز کرنا ہی مناسب خیال کیا۔

۸۔ گیتا اور وید

گیتا کی پوزیشن وید کے بارہ میں پرسپر ورودھی معلوم ہوتی ہے کئی موقعوں پر مثلاً ادھیائے ۳ کے ۵ اشلوک میں اور ۷۔ ادھیائے کے ۸ شلوک میں اور ۱۵۔ اور ۱۷۔ ادھیائوں میں بھی وید کو برہم اور برہم سے ہی پیدا ہوتا بتلایا ہے۔ لیکن ۲۔ ادھیائے کے ۴۲-۴۵-۴۶-۵۳ آدی شلوکوں میں وید کو پیچھے چھوڑ کر آگے جانے کی ہدایت پائی جاتی ہے۔ اس ظاہر ورودھ کا دور ہونا تب ہی ممکن ہے۔ جب ہم سمجھ لیں کہ مہابھارت کے زمانہ سے پہلے ہی وید شبد کے استعمال میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اُس وقت نہ صرف سنگھتا کو ہی وید کہا جاتا تھا۔ بلکہ برہمن گرنتھوں شوتر گرنتھوں وغیرہ کے لئے بھی وید شبد استعمال ہوتا تھا۔ ان گرنتھوں میں خاص رسوات کرنے اور اُن سے خاص پھل حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے گیتا کے دوسرے ادھیائے میں ان کو ہی ویدک رسوم کہہ کر اُن کے کرم کانڈ کو ادنےٰ درجہ بتایا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۹- گیتا کی خاص خوبی

سوامی دیانند کے ویدک دھرم کی بنیاد صرف سنگھتا پر رکھی ہے
وید (سنگھتا) کو آریہ رشی شروع سے ہی سوتہ پرمان اور فقط اُسے
ہی غلطی سے مبرا مانتے چلے آئے ہیں۔ سوامی دیانند نے اس لئے وید
دھرم کی رکھشا کے لئے پھر ان کا ہی آشرا لیا ہے۔ اس سدھانت کی سچائی
اور سوامی جی کے اُپدیش کی پوترتا میں کوئی سندیہہ نہیں ہو سکتا۔ باوجود
اس کے اب وقت معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سوال اُٹھایا جائے۔ کہ آیا وید سنگھتا
ویدک دھرم کے بچاؤ اور پھیلاؤ کے لئے وہ کام کر سکتا ہے۔ جو کہ دوسرے
مذاہب کی کتابیں عملی طور پر کر رہی ہیں۔ تاکہ کوئی کتاب پائیدار مذہبی زندگی
پیدا کر سکے۔ صرف اس کی سچائی کافی نہیں۔ بلکہ ہر شخص کے لئے اس کا
مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ویدوں کی بھاشا بہت کٹھن ہے۔ اس کی
ویاکھیائیں بھی ویسی ہی مشکل ہیں۔ ویدوں کا ابھی تک کوئی مستند ترجمہ
نہیں ہوا۔ جو کہ عام لوگوں کے ہاتھ میں دیا جا سکے۔ ابتدا سے آج تک ہمیں
صرف چند ہی نام ملتے ہیں۔ جو کہ ویدوں کے جاننے والے کہے جا سکتے
ہیں۔ آریہ سماج کی آدھی صدی کی کوشش اس نتیجہ پر لاتی ہے۔ کہ عام لوگوں
کے لئے ویدوں کو سمجھنا اور مطالعہ کرنا قریباً ناممکن امر ہے۔ وید ہمیشہ ایک
تحقیقات کی کتاب کے طور پر رہے ہیں۔ جن کا مطالعہ مخصوص اشخاص
کے لئے معلوم ہوتا ہے۔

۱۰- غیر اقوام کے لئے گیتا زیادہ موزوں ہے

اگر غیر ممالک کے اندر ویددھرم پرچار کا خیال ہو تو وہاں لوگوں کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مطالعہ کے لئے ایک دھرم پستک کا دینا ضروری ہے۔ جب ہم ویدوں کے پڑھنے والے آریہ دیش میں اتنے کم پاتے ہیں۔ تو دوسرے ممالک میں اُن کو سمجھنے والوں کی کوئی اُمید نہ رکھنی چاہیئے۔ آریہ سماجی بعض اوقات ستیارتھ پرکاش کو اس مطلب کے لئے پیش کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش کا خاصہ حصہ صرف ہندوستان کے متعلق ہے۔ جس میں دوسروں کو کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ اِس کے مقابلہ پر گیتا کی حالت دیکھئے اُس کے اندر ایک خاص خوب صورتی اور کشش پائی جاتی ہے۔ غیر ممالک کے اندر بہت سے استری پرش ملتے ہیں۔ جن کو گیتا تمام کی تمام زبانی یاد ہے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں۔ کہ گیتا ایک ایسا دھرم پستک ہے۔ جس سے ایک ماتر آریہ دھرم کے پھیلاؤ میں کام لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ایک قوم کی قوم اسے اپنا مذہبی پستک مانتی ہے۔ اور چونکہ اُس میں ویدک گیان کا عطر جیسے کہ رشی مُنی اور وارشنک لوگ مانتے آئے ہیں۔ موجود ہے۔ اسے متفقہ طور پر آریہ دھرم کا مستند پستک قرار دینا مناسب ہے۔

۱۱۔ گیتا۔ اِنجیل اور مہابھارت

بعض مغربی وِدوانوں کا خیال ہے۔ کہ گیتا کی تعلیم بہت پوتر ہے۔ اور انجیل کی تعلیم سے ملتی ہے۔ اس لئے گیتا ضرور انجیل سے لی گئی ہوگی۔ یہ دعوٰے بالکل ایسا ہے جیسا کہ کنوئیں کے اندر پیدا ہوئے مینڈک نے اُس مچھلی سے کیا۔ جو کہ سمندر میں طوفان آنے پر اس کنوئیں میں آ گری۔ مینڈک نے پوچھا۔ کہ سمندر کتنا بڑا ہوتا ہے۔ مچھلی نے کہا۔ وہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ مینڈک تھوڑا پرے ہوتا تھا۔ اور بار بار وہی سوال دوہراتا تھا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حتّی کہ وہ کنوئیں کے دوسرے کنارے تک جا پہنچا۔ جب مچھلی نے کہا۔ کہ اس سے بھی بڑا۔ تو وہ گھبرا کر کہنے لگا۔ کہ یہ ناممکن ہے۔ اس سے بڑا دنیا میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ گیتا جیسی اکیلی پستک اچانک اُگ کر پیدا نہیں ہو سکتی اس سے پہلے مدتوں کی علمی ترقی کا ہونا لازمی شرط ہے۔ جہاں پر اُپ نشدوں اور درشنوں کی فلاسفی موجود نہ ہو۔ وہاں گیتا نہیں لکھی جا سکتی۔ نیز صرف مہابھارت میں ہی اس کی تشریح کرنے والے درشٹانت مل سکتے ہیں۔ نہ کہ توریت کے قصّے کہانیوں میں۔ اس لئے گیتا کی تعلیم کا ہونا صرف گنگا کی وادی میں ہونا ممکن تھا۔ نہ کہ دجلہ و فرات کی سرزمین میں ✦

۱۲۔ گیتا کا مصنّف

مہابھارت کی کتھا میں گیتا ایک چمکتے ہیرے کے سمان ہے۔ مہابھارت کا مصنّف بلا شبہ رشی ویاس ہوا ہے۔ خواہ گیتا کے گیان کا اُپدیش اُس کی دماغی طاقت کا نتیجہ ہے۔ خواہ سچ مچ کرشن مہاراج نے اس گیان کا اُپدیش ارجن کو کیا۔ اس امر پہ بحث کرنا بالکل بے سود ہے۔ اس سے گیتا کی عظمت میں کسی طرح سے فرق نہیں پڑتا۔ وہ عظمت اس کے اندر ہی پائی جاتی ہے۔ ۱۸-ادھیائے کے ۷۵ شلوک میں سنجے کہتا ہے "اس طرح ویاس کی کرپا سے کرشن مہاراج کی یہ اُتم بارتا میں نے سنی۔ اس کو جتنا میں یاد کرتا ہوں۔ میں اتنے ہی زیادہ گہرے آنند میں پڑتا جاتا ہوں"

بالفرض اگر ویاس نے خود لکھ کر اسے کرشن مہاراج کے منہ سے کہا گیا سمجھا۔ تو یہ امر کرشن کی بزرگی اور علمیّت کو انسانی حد سے کہیں بڑھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیتا ہے۔ کہ ویاس جیسا رشی بھی دھرم کے تتو گیان کا پرچار کرشن کے نام سے ہی کرنا مناسب اور ضروری سمجھتا تھا ۔

کرشن

۱۳۔ کرشن کا جنم

کرشن کا جنم متھرا کے پوتّر بندی خانے میں ہوا۔ جہاں اُس کے ماں باپ کو اُس کے ماموں کنس راج نے قید کر رکھا تھا۔ کنس متھرا کا ایک ظالم راجہ تھا اُس نے نہ صرف اپنے پتا اگر سین کو بلکہ دوسرے نزدیکی رشتہ داروں کو جن کا اسے کبھی ڈر ہو سکتا تھا۔ قید میں ڈال رکھا تھا۔ جس وقت کرشن کا جنم ہوا۔ اُسی رات اُن کے پتا واسدیو پہرے داروں کی غفلت یا چشم پوشی کی وجہ سے کرشن کو جمنا کے پار اپنے گوالے متر نند کے ہاں چھوڑ آئے اور اُن کے ہاں سے ایک نوزائیدہ لڑکی کو لاکر کرشن کی جگہ رکھ دیا۔ کنس نے دوسری صبح اُس لڑکی کو مروا دیا۔ لیکن بعد ازآں شک ہو جانے پر کتنی ہی کوششیں بچے کرشن کو ڈھونڈھنے اور اُس کے مروانے کے لئے کیں۔ جن کی کہانیاں ہندو لوگوں کے دلوں کو موہنے والی مگر نہایت مبالغہ آمیز اور شاعرانہ زبان میں بیان کی گئی ہیں ۔

۱۴۔ کرشن کا بچپن اور جوانی

جوں جوں بچہ کرشن بڑھتا گیا۔ اُس کی عقل۔ خوبصورتی اور اُس کی بنسری

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا بجانا۔ گوکل کے گوالوں اور گوپیوں کے دلوں کو کھینچتا گیا۔ گوپیوں کا کرشن کے ساتھ پریم اور بچپن کی راس لیلاؤں کو بعض گرے ہوئے لوگوں نے برے رنگ میں ظاہر کیا ہے۔ ایسا ہی جیسا کہ ایک وشہ میں پھنسا ہوا آدمی لڑکوں اور لڑکیوں کے باہمی پریم اور کھیل کی تصویر کا نقشہ اپنے پاپی دل پر بناتا ہے متھرا کے گوالے بھی کرشن پر اتنے فدا تھے۔ کہ چڑھتی جوانی میں ہی کرشن اُن لوگوں کے لئے ایک لیڈر سا بن گیا۔ اور جب اُسے اپنے آپ کو اور اپنی پرجا کو کنس کے ظلم سے بچانے کا کوئی ذریعہ نظر نہ آیا۔ تو اس نے ان گوالوں کی چھوٹی سی فوج اکٹھی کی۔ اور متھرا پر حملہ کر کے کنس کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ متھرا کا راج پاٹ کنس کے پتا اگرسین کے سپرد کر دیا۔ کنس کا سُسر جراسندھ جو کہ مگدھ کا راجہ تھا۔ اپنے داماد کا بدلہ لینے کے لئے متھرا پر حملہ آور ہوا۔ کئی لڑائیوں میں تو کرشن اس کی فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن بہت دیر تک لڑتے لڑتے اور اپنے آپ کو ایک بھاری دشمن کے مقابلے پر کامیاب ہوتا نہ دیکھ کر کرشن نے متھرا کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اپنے ساتھیوں کو لے کر دور دراز جا کر دوارکا شہر بسایا۔ اور ایک نئی راجدھانی کی بنیاد ڈالی۔

۱۵۔ کرشن اور پانڈو

اسی سمے میں ہستناپور میں پانڈو اور کورو کا تنازعہ شروع ہوا جس کی بنیاد میں اس کا جسنہ بو یا گیا۔ جو کہ موجودہ زمانے تک راجپوتوں مرہٹوں اور سکھوں وغیرہ کے اتہاس میں اپنا پھل برابر دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ یدھشٹر آدی پانچ پانڈو بھائی سب قسم کے فنوں میں ایسے ماہر تھے۔ کہ اُن کی شہرت دیکھ اُن کے چچا زاد بھائی کورو۔ جن کا سردار دریودھن تھا۔ حسد کی آگ میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جلنے لگے۔ اُس نے ہر چند کوشش کی۔ کہ کسی طرح پانڈو بھائیوں کی زندگی کا
خاتمہ کر دے۔ یہاں تک کہ ایک خاص قسم کا مکان بنا کر اُس میں انہیں معہ اُن
کی ماتا کنتی کے جلا دینے کا انتظام کیا گیا۔ اُن کو اس بھید کی پہلے خبر ہو گئی۔
اور وہ وہاں سے بھاگ نکلے۔ بھیس بدل کر اِدھر اُدھر وقت گذارتے تھے۔
کہ اُن کو پنچال کے راجا کی لڑکی دروپدی کے سوئمبر کی خبر ہوئی۔ اور بدلے ہوئے
بھیس میں یہاں آئے۔ جہاں بہت سے راجے مہاراجے پہلے ہی جمع تھے۔
غریب برہمن کی شکل بنائے اکیلے ارجن نے سوئمبر کی نہایت ہی مشکل شرط
کو پورا کیا۔ اور دروپدی نے اُس کے گلے میں ہار ڈال دیا۔ دوسرے کشتری
راجے حیران رہ گئے۔ اور انہیں برہمن سمجھ کر اُن کے ساتھ فساد پر آمادہ ہو
گئے۔ کرشن وہاں پر موجود تھا۔ اُس نے پہلی دفعہ ہی اپنے سنبندھی پانڈوؤں
کو دیکھا تھا۔ اُس نے انہیں پہچان لیا۔ اور اُن کی مدد پر طیار ہو گیا۔ وہ انہیں
ہستنا پور واپس لے آیا۔ اور کوروؤں کے ساتھ پوری صلح صفائی کرا دی
پانڈوؤں نے ہستنا پور کے ساتھ ہی اپنی جُدا راجدھانی قائم کی۔ جس
کا نام اندر پرست رکھا۔

۱۶۔ کرشن کی شہرت

کرشن دوارکا کو واپس چلا گیا۔ اور اُس کی شہرت دن بدن بڑھنے لگی۔
اُس سمے میں اُس کا نام سُن کر اس کا ایک پُرانا دوست سُداما اُسے ملنے کے لئے
دوارکا گیا۔ بچپن میں یہ سُداما کرشن کے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ لیکن اب
بہت غریبی کی حالت میں تھا۔ کئی دن لگاتار پیدل سفر کرنے کے بعد تھکا
ماندہ دوارکا پہنچا۔ چلتے سمے اُس کی استری نے تندل بطور نذر لے جانے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے لئے اُس کی پھٹی ہوئی چادر کے ایک کونے میں باندھ دیئے تھے۔ جونہی کرشن
کو سداما کے آنے کی خبر ہوئی۔ وہ محل سے دوڑے ہوئے باہر آ گئے۔ اور سداما
کو اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ ہاتھ پاؤں دھلانے کے بعد اُسے چوکی پر بٹھلایا اور
پریم کی بات چیت کرتے ہوئے اُس سے پوچھا۔ میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو؟
سداماں مارے شرم کے چادر کے کونے کو چھپاتا تھا۔ کہ اتنے میں کرشن نے
اٹھ کر اُس سے وہ تندل چھین لئے اور جھٹ منہ میں ڈال کر چبانے لگے۔
باقی کے رکمنی کو دیئے۔ کہ اُن کو سب میں بانٹ دے۔ کرشن سداماں کی استری
کی بڑی تعریف کرنے لگے۔ کہ اُس نے ان کو یہ تحفہ بھیجکر بڑی کرپا کی۔ یہ ایک
سیدھا سادہ واقعہ تھا۔ لیکن یہ دیش کے ہر کونے میں پھیل گیا۔ اور اس سے
کرشن کی بزرگی اور ہر دلعزیزی کا ڈنکہ بج گیا۔

۱۷۔ کرشن اور راجسُویگیہ

کرشن کو خبر ملی کہ یدھشٹر نے ایک راجسویگیہ کرنا آرمبھ کیا۔ کرشن
وہاں پہنچے اور اپنے صلاح مشورے سے سہائتا دینی شروع کی۔ اُن کی رائے
کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ راجسُویگیہ کرنے سے پہلے جراسندھ کے ابھیمان
کو توڑنا ضروری ہے۔ کچھ وچار کے بعد نشچے ہوا۔ کہ کرشن۔ ارجن اور بھیم صرف
تینوں ہی اُس کی راجدھانی میں جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بھیم نے جراسندھ
کے ساتھ دوند یدھ کرکے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اور اُس کے بیٹے کو گدی پر
بٹھا دیا۔ واپس آنے پر یگیہ کی تیاری ہونے لگی۔ یگیہ کے آرمبھ کے وقت
قاعدے کے مطابق ایک شریشٹ آدمی کا انتخاب کیا جانا ضروری تھا۔ جس
کی کہ سب سے پہلے پوجا کی جائے۔ مہابھارت کے اندر اس بحث کا نظارہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک نہایت خوب صورت اور لاثانی طریق پر بیان کیا گیا ہے۔ اس میں ایک طرف کے لوگ جن کا لیڈر بھیشم پتامہ تھا۔ یہ پوجا دیش کے سب سے سریشٹ پرش کرشن کو دینا چاہتے تھے۔ اور دوسری طرف بھی کئی راجے تھے جن کا اگوا شِشو پال تھا۔ جو کرشن کو نیچا دکھانا چاہتے تھے۔ انت میں ششو پال اور کرشن کے درمیان دوندھ ہوا۔ کرشن نے ایک ہی سودرشن چکّر چلایا۔ جس سے ششو پال کا سر پھٹ سا اُڑ گیا۔ کرشن جی کی سب سے پہلے پوجا کی گئی۔ اس سے کرشن کا درجہ سب سے اونچا ہو گیا۔ اور وہ دیوتاؤں کی پدوی پر جا پہنچے۔

۱۸۔ یدھشٹر کو جوئے کا چیلنج

یگیہ کی کامیابی کو دیکھ کر دریودھن کے حسد کی کوئی حد نہ رہی۔ اُس نے پھر کسی نہ کسی حیلہ سے پانڈواں کو گرانا چاہا۔ اور اپنے ماموں شکنی کی امداد سے ایک فریب بنا کر پانڈو بھائیوں کو اپنے مکان پر بلا بھیجا۔ اور وہاں یدھشٹر کو جوآ کھیلنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ایک قسم کا چیلنج تھا۔ اور کھشتری کے واسطے دوسرے کھشتری سے پیش کئے چیلنج کو منظور کرنا ہی دھرم سمجھا جاتا تھا۔ یدھشٹر راضی ہو گیا۔ شکنی کپٹ جوآ کھیلنے میں بڑا طاق تھا۔ اُسے یقین تھا۔ کہ یدھشٹر بڑا دھرماتما ہے۔ وہ کھشتری کے چیلنج کو کبھی نامنظور نہ کرے گا۔ یدھشٹر نے سب مال و متاع اور یگیہ میں حاصل کئے ہوئے نذرانے جوئے میں ہار دئیے۔ راج دھانی ہار دی۔ اپنے بھائیوں اور اپنے آپ کو ہار دیا۔ بعد میں اُسے دروپدی کو بازی پر لگانے کے لئے کہا گیا۔ دروپدی بھی ہار دی گئی۔ جب دروپدی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو بڑی بے عزتی کے ساتھ باندھ کر سبھا میں لایا گیا۔ تو اس نے بھیشم سے بڑی زبردست دلیل پیش کی۔ کہ یدھشٹر کا اپنے آپ کو ہار دینے کے بعد مجھ پر بازی لگانے کا کوئی حق نہ رہا تھا۔ جس کو سُنکر بھی بھیشم چپ چاپ بیٹھا رہا۔ اس ساری کھیل کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانڈوؤں کو تیرہ برس کے لیے بن باس جانا پڑا۔ اس جلاوطنی کے زمانہ میں کرشن ہمیشہ پانڈوؤں کی خبر لیتا رہا۔ بن باس کا سمے ختم ہو جانے پر پانڈوؤں نے ہر چند کوشش کی۔ کہ دریودھن اُن کو گذارہ کے لئے کچھ علاقہ دے دے لیکن وہ ایک تل بھر بھی زمین دینے پر راضی نہ تھا۔ آخر راجہ پنچال وراٹ اور کرشن کی امداد سے پانڈوؤں نے یدھ کر کے اپنا حصہ لینے کے لئے یدھ کی طیاری شروع کر دی +

۱۹۔ پانڈو اور قاصد سنجے

پانڈو ابھی وراٹ نگر میں تھے۔ جبکہ کوروں کے پتا دھرت راشٹر کی طرف سے مہا ودوان سنجے پانڈوؤں کے پاس قاصد بن کر آیا۔ اس نے پہلے تو صاف اقبال کر لیا۔ کہ پانڈوؤں کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔ دریودھن نے کئی بار اُن کے ساتھ کپٹ کیا ہے۔ چونکہ دونوں طرف ایک ہی خاندان ہے۔ اس لئے یدھ کرنا مناسب نہیں۔ ایک ہی گھرانہ نشٹ ہو گا اور دوسرے لاکھوں کھشتری مارے جائینگے۔ اس لئے سنتوش اور شانتی کرنا ہی بہت اُتم ہے۔ اس کا جواب کرشن نے بھری سبھا میں یوں دیا۔ ورسے آپ ویدوں اور شاستروں کے اتنے بڑے ودوان ہو کر کھشتری کو دھرم یدھ سے روکنا چاہتے ہو۔ انیائے کو دور کرنے اور ترپال

کی رکھشا کے لئے بنائے گئے ہیں۔ شاستر بھی اسی لئے رچے
گئے ہیں۔ اگر کھشتری اپنا دھرم چھوڑ دینگے۔ تو باقی ورنوں
کے دھرموں کا آپ ہی ناش ہو جائیگا۔ جیسے خالی روٹی شبد
کہنے سے بھوکے کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسی طرح بنا کرم خالی
گیان کسی کام کا نہیں۔ سنجے واپس گیا۔ پھر کرشن خود پانڈوں کی
طرف سے دھرت راشٹر کی سبھا میں گئے۔ تاکہ اُن کا حق دلانے کی کوشش
کریں۔ وہ جانتے تھے۔ کہ دریودھن اُن کی بات نہ سنیگا۔ مگر اُن کا
خیال تھا۔ کہ یہ کلنک بھی اُس کے ذمہ لگانا چاہئے۔ یدھ کی تیاریاں پوری
ہوئیں۔ دونوں فوجیں کورکشیتر کے میدان میں مقابلہ پر اکٹھی ہوئیں
کرشن ارجن کا رتھبان ہوا۔ ارجن ادھر کا جرنیل تھا۔ دوسری طرف بھیشم
پتا۔ تھا۔ ارجن نے کہا۔ کہ رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا کرو۔
اس پر ارجن نے دونوں طرف نگاہ کی۔ دونوں ہی طرف اُسے اپنے بھائی۔
گورو۔ اور آچاریہ نظر آئے۔ ارجن موہ کے سمندر میں ڈوب گیا۔
اُداس ہو کر آنسو اُس کی آنکھوں سے نکل پڑے۔ اُس نے ہتھیار
کرشن کے سامنے ڈال دیئے۔ یہ کہکر کہ یہ تو بھیک سا راج ہے۔
میں تو تینوں لوک کے راج کے لئے انکو قتل نہ کرونگا۔ کرشن
کے سامنے یہ بڑی دقت پیش آئی۔ جس کا حل بھگوت گیتا ہے

۲۰۔ ارجن کی مشکل

انسان کی زندگی اور جاتیوں کی زندگی میں بھی کئی بار ایسے نازک موقعہ
آجاتے ہیں۔ جبکہ انہیں معلوم نہیں ہوتا۔ کہ دھرم کیا ہے۔ اور ادھرم کیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے۔ ان موقعوں پر ایک بڑا کٹھن اور پیچیدہ معمہ سامنے آ جاتا ہے۔ جس کا حل دکھائی نہیں دیتا۔ دونوں پہلوؤں پر معقول دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ بڑے بڑے شور بیروں اور تیاگیوں کی عقل چکرا جاتی ہے۔ ادھرم کو دھرم کی صورت میں منظر آنے لگتا ہے۔ جن کو سنسار سے اتنا ویراگ ہے کہ انہوں نے اپنا سروسیہ تیاگ دیا ہوتا ہے۔ ان کی بدھی بھی بھنے کے بس میں آکر الٹے وچاروں میں پڑ جاتی ہے۔ بھگوت گیتا کے اندر وہ گیان پایا جاتا ہے جس کے اچھی طرح سمجھ لینے پر منش میں وہ شکتی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ دھرم ادھرم کو ٹھیک طور پر پہچان سکتا ہے۔ اس شکتی کا اقرار ارجن نے ۱۸ ادھیائے کے ۷۳ شلوک میں کیا ہے۔ اس کا من ایک گہرے اور کٹھن سنشے میں پڑ کر اندھیکار میں پڑ گیا تھا۔ اور آخیر میں اس نے یہ محسوس کیا اور کہا۔

"تمہاری کرپا سے مجھے ستیہ گیان پراپت ہو گیا ہے۔ میرا موہ دور ہو گیا ہے۔ میرے سنشے چھِن بھِن ہو گئے ہیں۔ میں وہی کروں گا۔ جو تم آگیا کرو گے"

گیتا میں کرشن نے تین مختلف راستوں سے وہ گیان ارجن کو دینے کی کوشش کی ہے۔ پہلے حصہ میں ایک سے چھٹے ادھیائے تک کرم تیاگ اور گیان پر بہت گورتھ بحث ہے۔ دوسرے میں یعنی ۷ سے ۱۲ ادھیائے تک یہ بتایا ہے۔ کہ یہ سب سنسار جو درشٹی گوچر ہے۔ اس سب کا بیج آتما روپ ہی ہوں۔ وہ مجھ سے پیدا ہوتا اور سمہار پاتا ہے۔ تیسرے حصہ میں ۱۳ سے ۱۸ تک یہ بتایا ہے۔ کہ کس طرح پرکرتی سے گن۔ تم۔ رج۔ ست برہمانڈ کے اندر کام کرتے ہیں۔ اور کس پرکار یہ جب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

باہر یہ سنسار ایک ہی شکتی سے پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۔ کرشن مختلف صورتوں میں

گیتا میں کرشن پہلے تو ارجن کا رتھوان ہے۔ پھر اُسے گیان کا اُپدیش کرنے والا دکھائی دیتا ہے۔ آگے چل کر کرشن ارجن کو بتاتا ہے۔ کہ میں مہایوگی اور مہاگیانی ہوں۔ چوتھے ادھیائے میں کہتا ہے۔ کہ میں موقعہ بہ موقعہ دشٹوں کا ناش کرنے اور دھرم کی رکھشا کے لئے جنم لیتا ہوں۔ چھٹے میں یہاں تک کہہ دیا۔ کہ سب بھگتوں اور پیارے بھگتوں کی آتما میں ہی ہوں۔ دوسرے حصہ میں صاف طور پر بتا دیا ہے۔ کہ سب برہمانڈ میرا ہی کھیل ہے۔ یہ ایک بڑا بھاری معمہ ہے۔ کہ کس طرح سے ایک منش یہ سب کچھ کہہ سکتا ہے۔ اس کا اُتر تو معمولی ہے۔ کہ جیسے ایک ہی شخص کسی کا تو پُتر کسی کا باپ۔ کسی کا گورو۔ کسی کا شِشیہ مختلف حالتوں میں مختلف ناموں سے بلایا جاتا ہے۔ اول تو ایک شخص اپنے کئی پہلو رکھتا ہے۔ ایک جگہ ذکر آیا ہے۔ کہ جب دو شخصوں میں غلط فہمی ہو کر ناراضگی ہوتی ہے۔ اس کا اصلی سبب یہ ہوتا ہے۔ کہ دو آدمی دو نہیں ہوتے۔ چھ ہوتے ہیں۔ جس سے جھگڑا کا موقعہ نکل آتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے آپ کو کچھ اور سمجھتا ہے۔ اور دوسرا بات کرنے والا کچھ اور ہی خیال کرتا ہے۔ اور تیسرے حقیقت میں وہ وہ تو کچھ اور ہوتے ہیں۔ دوئم ہر ایک شخص بیرونی جسم۔ اندرونی جسم۔ جیو اور آتما سے مرکب ہوتا ہے۔ اور دوسری چیز کو بال اپنے من کی اوستھا پر منحصر ہے۔ اگیانی آدمی تو صرف ظاہر جسم کو ہی دیکھ سکتا ہے۔ وچار وان شریر کو نہیں بلکہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

1431 93644 0.2/2

گنوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن گیانی جسم اور گنوں کو چھوڑ کر صرف آتما کو دیکھتا ہے۔ اس مضمون پر ایک درشٹانت دیا گیا ہے۔ ایک موقعہ پر رام چندر نے ہنومان سے پوچھا کہ تمہارا ہمارے ساتھ کیا سنبندھ ہے؟ ہنومان سوچتا رہا کہ ایک آنسر دینے سے مورکھ مجھے ابھیمانی کہیں گے۔ اور دوسرے جواب سے گیانی مجھے اگیانی کہیں گے۔ سوچ کر یہ جواب دیا۔ مہاراج شریر کے لحاظ سے تو میں آپ کا داس ہوں۔ جیو کے لحاظ سے آپ کی انش ہوں۔ اور آتما کے لحاظ سے آپ کا سروپ ہوں۔ مسیح اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ لیکن ایک موقعہ پر ٹھیک اس کے بر خلاف اس نے کہا کہ میں اور میرا باپ ایک ہی ہیں۔

گیان کی ساپیکشا

۲۲۔ تین قسم کے پرمان

نیائے درشن میں پدارتھ کے جاننے کے تین پرمان بتاتے ہیں۔ پرتیکش، انومان اور شبد۔ شبد پرمان میں آپت پرشوں کا کتھن اور اتہاس وغیرہ آتے ہیں۔ لیکن شبد پرمان اس خیال سے بہت کمزور ہے کہ عام انسان بے سمجھی سے یا کسی مطلب کو سامنے رکھ کر جھوٹ بولنے پر راغب ہو جاتے ہیں۔ مذہبی سمجھوتے اور کرامات عام طور پر غیر ذمہ دار اشخاص کی گواہی کی بنا پر چلائے گئے ہیں۔ اور اس لئے قابل اعتبار نہیں کہے جا سکتے۔ جب دو چیزوں کا سنبندھ ہمیشہ ایک جگہ پایا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاتا ہو۔ تو وہ ایک دوسرے کی موجودگی کا نتیجہ نکالنا انومان کہلاتا ہے
جیسا کہ دھوئیں کو دیکھ کر آگ کا خیال کرنا۔ اگر غور کیا جائے۔ تو انومان پرتیکش
گیان پر ہی منحصر ہوتا ہے۔ پہلے بار بار پرتیکش گیان ہونے کے بعد ہی انومان
کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اصل میں کیول پرتیکش پرمان ہی گیان حاصل کرنے کا ذریعہ
ہے۔ پرتیکش وہ گیان ہے۔ جو کہ ہم کو اندریوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے
الغرض ہم تمام گیان اندریوں کے ذریعہ سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ ہماری گیان
اندریاں یعنی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان اور توچا (چمڑہ) بذریعہ خاص ریشوں
(Nerves) کے دماغ کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں۔ دماغ ایک طرح کا سنٹرل
ٹیلیگراف سٹیشن ہے۔ جس سے وہ ریشے تاروں کے طور پر جسم کے ہر ایک حصہ
میں پہنچتے ہیں۔ یہ ریشے دو قسم کے ہیں۔ ایک موٹر (Motor) جو کہ
جسم کے اوپر ہر ایک بیرونی اثر کو سندیسے کے طور پر دماغ میں لے جاتے ہیں۔
دوسرے ریشے سنسری (Sensory) کہلاتے ہیں۔ جو کہ دماغ سے تمام
احکام کو جسم کے مختلف حصوں تک لے جاتے ہیں۔ مثلاً جب کسی بیرونی چیز
ٹھنڈی یا گرم یا نرم کا تعلق چمڑے کے کسی حصہ سے ہوتا ہے۔ تو وہاں کی موٹر
نروز فوراً اس اثر کو دماغ تک پہنچا دیتی ہے۔ پھر دماغ سے اس حصہ کو پیچھے ہٹنے
یا وہیں رہنے کا حکم ملتا ہے۔ یہ سب کام نہایت ہی قلیل وقت کے اندر ہونے سے
ہم کو از خود ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا اثر جب ایک دفعہ ہو کر دوبارہ کسی
اندری کے اوپر ہوتا ہے۔ تو دماغ میں ایک نئی حس کام کرتی ہے کہ یہ اثر پہلے بھی
مجھ میں ہوا ہے۔ یہ حس گیان کی بنیاد ہے بچپن کے زمانے سے یہ سنسکار
بار بار ہماری اندریوں پر پڑتے ہیں۔ اور اس طرح ہمارے دماغ میں گیان
کا ذخیرہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۲۳ - اندریاں گیان کے سادھن

صرف اندریاں ہی ہمارے گیان کے سادھن ہیں - اس لیے لازمی ہوتا ہے کہ اگر اندریوں میں اختلاف ہو تو گیان میں بھی اختلاف واقع ہوگا - جو شخص جنم سے اندھے یا بہرے ہوتے ہیں - اُن کو چیزوں کی شکل یا نام کا کوئی گیان نہیں ہو سکتا ہے - گو اُن کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اُن کی دوسری اندریاں غیر معمولی طور پر تیز ہو جاتی ہیں - اندھے آدمی صرف ہاتھ ٹٹولنے سے سالوں کے بعد آدمی کو پہچان لیتے ہیں - بعض جانداروں کی اندریاں دوسرے جانداروں سے بہت اختلاف رکھتی ہیں - اس لئے اشیا کے متعلق اُن کا گیان بھی مختلف ہوتا ہے مثلاً کتے کو سونگھنے کی طاقت اور باز کو دیکھنے کی طاقت اتنی زیادہ ہے - کہ ہمارے خیال سے باہر ہو جاتی ہے - کتا شکاری کے پاؤں کے زمین پر نشان کو سونگھ کر اُس کی تلاش کر سکتا ہے - عام کہاوت ہے کہ کسی طرح چند اندھوں نے ہاتھی کو صرف ہاتھوں سے ٹٹولنے کے بعد اُس کی شکل کو مختلف طریقوں سے بیان کیا - ایک چیز کا گیان انسان کو ایک خاص طرح کا ہوتا ہے - لیکن اُسی چیز کے گیان کا نقشہ ایک چیونٹی یا مچھلی کے دماغ پر اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے

۲۴ - بیچ میں فاصلہ حائل ہونے سے گیان میں تبدیلی

پدارتھوں کے ہماری اندریوں سے فاصلہ کم و بیش ہونے پر یا درمیان میں کسی اور چیز کے حائل ہو جانے پر ہمارا گیان اُن کے متعلق بالکل تبدیل ہو جاتا ہے - ایک پہاڑ کو چار میل پرے دیکھنے سے ایک شکل دکھائی دیتی ہے - دو میل پر اور شکل ہوتی ہے - ایک میل پر آدھ میل پر - سو گز پر اور ہوتی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ غرضیکہ اگر اس فاصلہ کے پانچ حصے کئے جائیں۔ تو اُس پہاڑ کے شکل میں
لاانتہا تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب ہم خوردبین کے ذریعہ چھاچھ کے ایک
قطرے کو دیکھیں۔ تو اُس میں ہزاروں پرانی (بکیٹریا) حرکت کرتے دکھائی
دیتے ہیں۔ حالانکہ خالی آنکھ سے دیکھنے پر بھرے پیالے میں کچھ نظر نہیں آتا۔
دُوربین کے ذریعہ ستاروں کو دیکھنے پر برہمانڈ کا نقشہ ہی ہماری نظروں میں
پلٹ جاتا ہے۔ اسی طرح دیگر مثالیں بتائی جاتی ہیں۔ کہ اندھیرا بیچ میں حائل
ہونے پر معمولی سی رسی سانپ کی شکل میں دکھائی پڑتی ہے۔ فاصلہ اور سورج
کی کرنیں بیچ میں آ جانے پر میراج (مرگ جل) کا نظارہ ہم دیکھتے ہیں۔ جس سے
کہ ریت پانی کی شکل میں نظر آتی ہے۔ اس پانی کے دھوکے میں کہا جاتا ہے کہ
ہرن دوڑ دوڑ کر اپنی جان کھو بیٹھتا ہے۔ اسی قسم کا دھوکا بھرتری ہری
کو ہوا۔ جبکہ وہ راج پاٹ کو تیاگ کر چاندنی رات کے سمے جنگل میں جا رہا تھا۔
تو اُس نے ایک چمکتی ہوئی منی کو دیکھا۔ ترشنا پھر جاگ اُٹھی۔ اس کی طرف
ہاتھ اُٹھایا۔ معلوم ہوا کہ وہ تو کسی جانور کی تھوک تھی۔ جو کہ چاند کی کرنوں کی
وجہ سے اتنی چمکتی تھی۔

۲۵۔ دماغی حالت بدلنے سے گیان میں تبدیلی

گیان چونکہ دماغ میں واقع ہوتا ہے۔ دماغ کی گیان والی اوستھا کو بدھی
کہتے ہیں۔ بدھی کی حالت بدل جانے پر گیان بھی بدل جاتا ہے۔ شکشا ملنے پر
بدھی تیز ہو جاتی ہے۔ نشتی امشیا یعنی شراب۔ بھنگ۔ افیم وغیرہ کے اثر سے اُلٹی
سی ہو جاتی ہے۔ دونوں حالتوں میں اُنکا گیان بالکل مختلف ہوتا ہے۔ پانی
کے ایک چھپڑ کے اندر ان بے شمار انسانوں کو سوائے گندگی کے کچھ دکھلائی نہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیتا۔ لیکن بکٹیریا کا علم جاننے والے کی نظر میں اسی کے اندر جانداروں کی سینکڑوں بستیاں دکھائی دیتی ہیں۔ جن چیزوں کو ایک معمولی بدھی رکھنے والا انسان بھی کنکر یا گڑیوں کی کھیلیں سمجھتا ہے۔ وہ اُن بچوں کی نظر میں جو اُن سے کھیلتے ہیں۔ بڑے ضروری و قیمتی اشیا ہیں۔ ایک کہانی ہے۔ کہ ایک راجہ کو ایک جوتشی نے یہ بتایا۔ کہ فلاں دن فلاں مہورت ایک ایسی ہوا چلیگی۔ جس سے سب لوگ متوالے ہو جائینگے۔ راجہ نے اپنے منتری سے مشورہ کرکے اپنے آپ کو منتری سمیت ایک ایسی جگہ میں بند کیا۔ جہاں پر کہ ہوا نہ لگ سکے۔ ہوا چلی۔ لوگوں کی بدھی بدل گئی۔ باہر نکلنے پر وہ لوگوں کو دیکھ کر انہیں پاگل بتاتے تھے۔ حالانکہ دوسرے سب لوگ اُن دونوں کو ہی پاگل خیال کرنے لگے۔

۲۶۔ کام کرودھ آدی کے اثر سے گیان میں تبدیلی

جب ہمارا دماغ (من) کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ آدی جذبوں میں سے کسی ایک کے غلبے کے نیچے آجاتا ہے۔ تو اس وقت بھی ہمارے گیان کی حالت بالکل بدل جاتی ہے۔ گیتا کے تیسرے ادھیائے کے ۳۷۔ ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ شلوکوں میں بڑے اُتّم طریقے سے بتایا ہے۔ کہ کس طرح سے ہماری خواہش کی میل اس من کو دھندلا کر دیتی ہے۔ جیسے دھواں آگ کو۔ اور دھولی شیشے کو چھپا دیتی ہے۔ لوبھ کے بس میں ہوا ہوا کتا اپنے منہ میں پکڑے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کا سایہ پانی میں دیکھ کر اُسے گوشت کا ٹکڑہ سمجھ کر پکڑنے کے لئے منہ کھولتا ہے اور اپنا ٹکڑہ بھی پانی میں کھو دیتا ہے۔ اسی طرح بھرتری نے ایک سندر شلوک میں بتایا ہے کہ کیسے ہاتھی ہرن۔ پتنگ بھونرا اور مچھلی کے مختلف جذبوں یعنی چھونے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سُننے دیکھنے۔ سُونگھنے اور کھانے آدمی کے بس میں آتے ہوتے اپنی جانوں کو کھو بیٹھتے ہیں۔ بڑے درد کے ساتھ بھرتری کہتے ہیں۔ کہ جب ایک ایک اِندری اُن کو اس قدر دُکھ پہنچاتی ہے۔ تو منش کا کیا حال؟ جو کہ سب اندریوں کے بس میں پڑا ہو۔ اس قسم کے اگیان کا ایک موٹا سا درشٹانت ہے۔ کسی کھیت میں ایک سُوکھے درخت کا ٹنا کھڑا تھا۔ رات کے سمے میں چوکیدار نے اُسے چور سمجھکر اُس کی طرف قدم بڑھایا۔ ایک دھوبی اپنے کھوئے ہوئے گدھے کی تلاش میں اُس کو گدھا سمجھ کر اُس کے پاس گیا۔ موہ کے بس میں ہوئی ہوئی ایک جوان استری اُسے اپنا پریتم سمجھ کر اُس کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگی۔ اندریوں کے بس میں پڑے ہوئے اگیان کا اندازہ ہم کو بُدھ کے ایک بھکشو کے قصے سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔ روایت ہے۔ کہ ایک بہت خوب صورت اور جوان بھکشو گاؤں میں بھکشا مانگنے کو جایا کرتا تھا۔ پہلے ہی مکان میں رہنے والی ایک استری جو کہ اُسے دیکھ کر موہت سی ہوگئی۔ اُسے تھالی بھر آٹا دے دیتی تھی۔ اور وہ واپس چلا جاتا تھا۔ کچھ دن گذرنے پر اُس استری نے بھکشو سے اپنے دل کی خواہش ان لفظوں میں ظاہر کی۔ مہاراج میں آپ کے نینوں پر مر رہی ہوں۔ بھکشو نے سلائی سے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر اُس کے حوالے کیں۔ اسی طرح ایک درشٹانت ایک جوان استری کا ہے۔ جس نے کہ ایک راجہ کو گیان کا راستہ بتایا۔ وہ استری بڑی شُدھ آچار لی تھی۔ ایک راجہ اُس کے اوپر موہت ہوگیا۔ اُس استری نے راجا سے تین دن کی مہلت مانگی۔ اور اس عرصہ میں ایک سخت جُلاب لے لیا۔ نوکرانی کو یہ کہکر کہ سب گندگی کو ایک ٹھیکرے میں جمع رکھتی جاوے۔ اُس کا جسم ایک ہڈیوں کا پنجر بن گیا۔ اُس نے راجہ کو بُلا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھیجا۔ راجہ اُس کی شکل نہ پہچان کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ جس پر اُس نے راجا سے یُوں کہا۔ اب مجھے آپ دیکھنا ہی نہیں چاہتے۔ اور اس ٹھیکرے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔ کہ وہ چیز ہے۔ جو میرے اندر ہونے پر آپ اتنے فریفتہ تھے۔ آپ اس ٹھیکرے کو اپنے ساتھ لے جائیے +

۲۷۔ ساپادھی گیان کا نام مایا ہے۔

اِس ساپادھی (اندریوں دوارا) گیان کو مایا نام دیا گیا ہے۔ اور انہی معنوں میں یہ سنسار مایا رُوپی ایک کھیل سا ہے۔ جس میں کہ جیو آتما پھنسا ہوا ہے۔ برہمانڈ کی بناوٹ میں اِنسان بھی اس بڑی مشین کا ایک پُرزہ ہے۔ اسے دُوسری چیزوں کا نروکلپ یعنی (Absolute) گیان ہونا سمبھو نہیں۔ ہم سادھارن اوستھا میں بیرونی دُنیا کے اِتنے زیر اثر ہیں۔ کہ ہم کو اُس کی اصلیّت کی طرف غور کرنے کا کبھی دھیان نہیں آتا جیسے ایک آدمی تھیٹر کے اندر بیٹھا ہوا ڈراما کو دیکھتا ہے۔ یا ایک شخص ایک ناول کو پڑھ رہا ہوتا ہے۔ وہ اُس سمے کے لئے اُس ناٹک یا قِصّے کے حالات میں اتنا پھنس جاتا ہے کہ وہ اُن کو ہی درست واقعہ سمجھ کر اُن سے خوشی رنج اور دُکھ اُسی طرح محسوس کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی دُنیا میں محسوس کرتے ہیں۔ وہ اصلی گیان کو اتنا بھول جاتا ہے۔ کہ اُسے خیال ہی نہیں آتا۔ کہ میں ایک تماشہ دیکھتا ہوں یا فرضی قصہ پڑھ رہا ہوں +

سنسار کا ہمارا سارا گیان اندریوں کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے۔ اور یہ اِندریاں نہایت کمزور اور نامکمل ہیں۔ اِس لئے یہ نتیجہ صاف ہے۔ کہ ہم کو کسی چیز کا نرپکیش گیان ہو نہیں سکتا۔ جب ہم اِس سنسار کو ہی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں جان سکتے۔ جس کو کہ ہم اتنا جانتے ہیں۔ تو برہم کا جو کہ اندریوں کی شکتی سے کہیں پرے ہے۔ جیسے گیان حاصل کر سکتے ہیں۔ عام طور پر انسان ایشور کی تصویر اپنے دماغ سے اختراع کرتا ہے۔ یعنی جو اوصاف اُسے زیادہ پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ اُن کے مطابق ایشور کی ایک شکل بنا لیتا ہے۔ ایشور کو تو چھوڑ دیں۔ ہم مہاپرشوں کو بھی اپنی اپنی طبیعت کے میلان کے مطابق دیکھتے ہیں۔ مثلاً گورو گوبند سنگھ دشمنوں کی نظروں میں تو دین کا نہایت خطرناک دشمن تھا۔ ہم ہندوؤں کی نظر میں جاتیہ دھرم کا رکھشک تھا۔ پریمی سکھوں کی نظر میں وہ ایشور کا اوتار ہے۔ سوشلسٹ خیالات کے سکھ اُسے بڑا کمیونسٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح جن خوبیوں کو انسان پسند کرتا ہے۔ اُن کو کمالیت درجہ دے کر ایشور کے اندر ڈال دیتا ہے۔ ہم پریم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں۔ ایشور سب سے پریم کرتا ہے۔ ہم رحم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ایشور بڑا نیائے کاری ہے۔ اسی طرح بعضے انسان اُسے قہار جبار بھی بنا لیتے ہیں۔ گیتا کے ۱۳۔ ادھیائے کے ۱۴ شلوک میں کہا ہے۔ کہ وہ جسے اتنے گنوں والا کہا جاتا ہے۔ اصل میں نرگن ہے +

اس امر کا سب سے بڑا ثبوت ہم کو اُس سوال کی شکل میں معلوم ہوتا ہے۔ جو کہ ہمیشہ عام آدمیوں کی زبان پر پایا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ ایشور نے اس دُنیا کو کیوں بنایا۔ اس کے بنانے میں اس کی کیا غرض ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ ہماری تمام زندگی کا پردہ ہمیں ایک ہی سبق سکھاتا ہے۔ ہم کوئی کام بغیر غرض کے نہیں کرتے۔ ہر ایک کام میں ہماری غرض ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ ہمارے دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہو چکی ہے۔ کہ ہم اس دُنیا کو بنا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی غرض کے بنا ہو تصوّر نہیں کر سکتے۔ جس برہم کو ہمارے لئے جاننا ہی ممکن نہیں ہے۔ اُس کے متعلق یہ سوال کرنا۔ کہ اُس نے کیوں کیا؟ اس کی کیا غرض ہے؟ کچھ معنے نہیں رکھتا۔ گیتا کے تیسرے ادھیائے کا دسواں شلوک صاف یہ بتاتا ہے۔ کہ اس برہم نے پرجا کو یگیہ سے یعنی بلا کسی غرض کے رچا ہے ٭

۲۸۔ ساپیکھش اور نرپیکھش گیان

دوہار میں ہمارا گیان کیول ساپیکھش ہی ہوتا ہے۔ گیتا کے دوسرے ادھیائے کے ۵۶۔ ۵۷ اور ۱۲ ادھیائے کے ۱۳ آدی شلوکوں میں کہا ہے۔ کہ بدھیمان پُرش کی نظر میں سُکھ۔ دُکھ۔ تعریف۔ نندا۔ پر۔ یہ اوستھا یہ سوتا اور پھر ایک ہی ہیں۔ جتنے دوندسنار ہیں ہمیں ایک دوسرے کے متضاد دکھائی دیتے ہیں۔ وہ نرپیکھش طور پر دیکھنے سے ایک ہی صورت اختیار کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اُن میں صرف درجہ کا فرق ہوتا ہے۔ جنس کا نہیں۔ سائنس میں ہم جانتے ہیں۔ کہ بجلی کی لہر ایک ہی طاقت ہے اس کا مثبت اور منفی (Negative اور Positive) ہونا صرف ایک فرضی اصول ہے۔ اسی طرح نیکی و بدی۔ زندگی و موت سردی و گرمی بھی ہمارے دوہار کے لئے اصطلاحیں بنائی ہوئی ہیں دائیں اور بائیں طرف بذاتہ کچھ نہیں۔ تھوڑی سی حرکت ایک چیز کو دائیں سے بائیں طرف کر دیتی ہے۔ اس وقت جو ہمارا شمال ہے۔ تھوڑی سی حرکت سے ہمارا جنوب ہو جاتا ہے۔ واشنگٹن میں دار الخلافہ کے مکان کی چھت کی چھت کی بناوٹ ایسی ہے۔ کہ اُس کی چوٹی پر بارش کے قطرے گرتے ہیں۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بال بھر کے فرق کے ہونے پر ایک، قطرہ شمال کی طرف خلیج لارنس ہیں اور دوسرا جنوب کی طرف خلیج میکسیکو میں ایک دوسرے سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر جا پڑتا ہے۔ سولھویں صدی کے عالموں کی دنیا اس قدر پیچھے تھی۔ کہ جب کولمبس نے سپین کے بادشاہ کے سامنے امریکہ دریافت کرنے کا سوال پیش کیا۔ تو بادشاہ نے یہ سوال یونیورسٹی کے علماء کے سامنے رکھا۔ عالموں نے فیصلہ دیا۔ کہ اگر کوئی ایسا ملک زمین کے نیچے موجود ہے۔ تو وہاں کے باشندے سر نیچے اور پاؤں اوپر کر کے چلتے ہونگے۔ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا رشتہ پیدا کرنا جائز نہ تھا۔ علماء لوگ اُس وقت یہ بھی نہ سمجھ سکتے تھے۔ کہ اوپر اور نیچے دو فرضی اصطلاحیں ہیں۔ جو کہ ہم نے اپنے ووہار کے لئے اختراع کی ہیں ؛

۲۹۔ سُکھ اور دُکھ کے درمیان اصل میں کچھ فرق نہیں

سُکھ دُکھ کے بارہ میں یہی اصول کام کرتا ہے۔ دُنیا کا تجربہ ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ ہر قسم کے سُکھ کے لئے تھوڑے بہت دُکھ کا اُٹھانا ضروری ہوتا ہے۔ گویا سُکھ کے اندر ہی دُکھ کا وجود موجود ہوتا ہے۔ خوشی کی تلاش ہی دُنیا میں دُکھ کا سب سے بڑا کارن ہے۔ اسی وجہ سے انسان کو سُکھ کی نسبت دُکھ سے بہت تجربہ اور گیان حاصل ہوتا ہے۔ ایک بوجھ ہم مزدوری کے بدلے میں اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی دُکھ یا سُکھ نہیں۔ بیگار میں لے جانے میں دُکھ ہوتا ہے۔ وہی بوجھ اپنے پیارے مِتر کے لئے اُٹھانے میں سُکھ ہوتا ہے ؛

ایک لڑکا سالہا سال تک محنت کرتا ہے۔ کشٹ اُٹھاتا ہے۔ اس سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کو وِدیالابھ کا آنند حاصل ہوتا ہے۔ غرضیکہ دُنیا میں کوئی کام کرنا ہو جس کے خاتمہ پر ہمیں خوشی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے پہلے محنت کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ جسمانی صحت قائم رکھنے کے لئے بھی ہر روز تھوڑی بہت ورزش کرنا ضروری ہے۔ جو کہ اُس وقت دُکھ سا معلوم ہوتا ہے۔ دُنیا میں روپیہ کمانے کی اس قدر کشمکش ہے۔ ایک شخص کو روپیہ کمانے میں کامیابی ہوتی ہے۔ اُسے سُکھ معلوم ہوتا ہے۔ وہی بات دُوسروں کے لئے دُکھ ہے مقدمہ میں ایک فریق جیت جاتا ہے۔ اُس کو خوشی ہوتی ہے۔ دوسرے فریق کے لئے اُس سے رنج ہوتا ہے۔ برسات گرتی ہے۔ راستہ میں چلتا مُسافر اس سے کتنا دُکھ اُٹھاتا ہے۔ اور دل سے جلتا ہے۔ لیکن اس برسات سے کسانوں کے دِل کتنے خوش ہوتے ہیں۔ اس کی عمدہ مثال اس لومڑی کی ہے۔ جس کے پیچھے شکاری کُتّے لگے تھے۔ وہ بہت تھک گئی۔ کتّوں کی طرف مُڑ کر اُس نے کہا۔ آخر یہ تو بتاؤ۔ کہ تم میرے پیچھے کیوں پڑے ہو" کُتّوں نے جواب دیا۔ "تماشہ کے لئے" لومڑی کہنے لگی "کیا تم جانتے ہو کہ جو تمہارے لئے تماشہ ہے۔ وہی میرے لئے موت ہے" جہاں یُدھ میں ایک فریق فتح میں خوشیاں مناتا ہے۔ وہاں دوسرا فریق شکست کے غم میں ڈوبا ہوتا ہے۔ بعض اوقات سُکھ دُکھ دونوں صرف خیالی ہستی رکھتے ہیں۔ ایک گانے والا ایک امیر کے پاس گانا گاتا رہا۔ آخر میں امیر نے کہا۔ کل آنا۔ تم کو انعام دیا جائیگا۔ گانے والا خوشی خوشی گھر چلا گیا۔ جب دوسرے روز آکر انعام مانگا۔ تو امیر نے کہا۔ کہ جس طرح باتوں سے تم نے میرے دل کو خوش کیا ہے۔ میں نے بھی ایک بات کہکر رات بھر تم کو خوش کر دیا *

۳۴۔ بھلائی اور بُرائی کا وجود بھی ایسا ہی ہے۔

بھلائی اور بُرائی۔ عام لوگ دُنیا میں بیماری اور موت کے دُکھ کو دیکھ کر گھبرا اُٹھتے ہیں۔ بہتیرے شخص تو ان کو اس دُنیا کے بنانے والے ایشور کے خلاف ایک بڑا اتہام سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر سچ مچ کوئی ایشور ہے۔ تو وہ دُنیا سے ان بیماریوں اور وباؤں کو دُور کیوں نہیں کر دیتا۔ سپین کے بادشاہ الفنزو نے ایسے لوگوں کی رائے کا اظہار کیا۔ جب اُس نے یہ کہا۔ کہ اگر میں دُنیا کی پیدائش کے وقت موجود ہوتا۔ تو خدا کو اس دُنیا کو بہتر بنانے کا مشورہ دیتا۔ کئی ناستک لوگ جب کبھی کوئی طوفان یا بھونچال کا موقعہ آتا ہے۔ تو ایشور پر یقین رکھنے والوں کو یہ کہتے ہیں۔ کہ تم اپنے ایشور کو کیوں نہیں بُلاتے۔ تاکہ وہ تمہاری مصیبتوں کو آ کر روکے۔ دُنیا میں اتنی خوفناک بدی دیکھ کر وہ اتنے گھبرا جاتے ہیں۔ کہ اُن کے دماغ میں ایک طرح کی بیماری سی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔

کہتے ہیں۔ ایک بُڑھیا نے کثیر تعداد اُونٹوں پر رُوئی کے بورے لدے ہوئے دیکھے۔ اُس کے دل میں یہ فکر دامنگیر ہو گیا۔ کہ اتنی رُوئی کون کاتیگا۔ اسی فکر میں وہ پاگل ہو گئی۔ کسی علاج سے اُس کی بیماری اچھی نہ ہوتی تھی۔ آخر ایک تجربہ کار حکیم نے اُس کا سبب معلوم کر کے اُس کے کانوں میں یہ خبر پہنچا دی۔ کہ اُن بوروں کو آگ لگ گئی ہے۔ حیرانی میں بُڑھیا نے پُوچھا۔ کہ وہ سب جل گئے۔ جس کے ساتھ ہی اُس کے ہوش و حواس پھر قائم ہو گئے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۳۶ - بیماری میں ہماری ہی غلطیوں کی درستی اور موت میں بھلائی پائی جاتی ہے -

تھوڑا وچار کرنے پر معلوم ہوگا - کہ یہ بیماریاں اور موت اتنے ہی برائی کا نمونہ ہیں - جتنے کہ بھلائی کا - بیماری اصل میں کیا ہے؟ یہ صرف ہماری جسمانی غلطیوں کی درستی ہوتی ہے - مثلاً جب ہمیں قے آتی ہے - تو اُس کے یہ معنے ہوتے ہیں - کہ ہم نے کوئی ناموافق چیز کھا لی ہے - جسے کہ ہمارا معدہ اپنے اندر سے خارج کرنے کی کوشش کرتا ہے جب زخم میں پیپ پڑ جاتی ہے - تو وہ صرف ہمارے خون کی جد وجہد کا نتیجہ ہوتی ہے - جبکہ وہ اپنے اندر سے اس گندے مادے کو نکالنا چاہتا ہے - جو کہ ہم اپنی غلطی سے اندر داخل کرتے ہیں - اسی طرح بعض اوقات یہ ہوتا ہے - کہ ہم لوگ گلے کے اندر تھوڑی سی خارش کو نہ سمجھ کر جو کہ ذرا گرم سرد ہونے سے پیدا ہو جاتی ہے - اپنے اندر بلغم کی زیادتی سمجھ لیتے ہیں - اور سالوں تک ہر صبح کف کو نکالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں ہماری اپنی عادات اور غلطیاں ہی ہماری بیماریوں کا باعث ہوتی ہیں -

ہم اپنے ارد گرد گندگی رکھ کر ایک خاص قسم کا مچھر پیدا کرتے ہیں - جو کہ ہمیں کاٹتا ہے - اُس سے ملیریا بخار پیدا ہوتا ہے - ہم اپنی بیماری کا کارن خود پیدا کرتے ہیں - اور اس سے اپنی حفاظت نہیں کرتے -

چھوت کی بیماریاں ہماری جسمانی اور اخلاقی غلاظت سے پیدا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوتی ہیں۔ جب کوئی شخص اس قسم کی بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ تو اُس کے لئے یہ تنبیہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی غلاظت سے سوسائٹی کے دوسرے ممبروں کو دُکھ میں نہ ڈالے۔ اور نہ آئندہ نسل پیدا کر کے اُن کے لئے دُکھ کا کارن بنے۔ اسی طرح وبائی بیماریاں بھی سوسائٹی کی مجموعی غلاظت اور گراوٹ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ جن ممالک میں لوگ مکانات عمدہ اور ہوادار رکھتے ہیں۔ اور اپنی خوراک صاف رکھتے ہیں۔ اُن میں ان بیماریوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ گو وبائی بیماری کا آغاز کسی خاص شخص یا مقام میں غلاظت یا زہریلے مادے کے جمع ہو جانے سے ہوتا ہے۔ وہ سوسائٹی پہلے ہی سے اس زہر سے متاثر ہونے کے لائق بنی ہوئی ہوتی ہے۔

سوشیل پاپوں کے بدلے میں ایک عجیب قانون کام کرتا ہے۔ کہ اگر سوسائٹی کا ایک ممبر کوئی سوشل پاپ کرے۔ تو اُس کی سزا نہ صرف اُس شخص تک محدود رہتی ہے۔ بلکہ اُس کا اثر تمام سوسائٹی پر مہلک پڑتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ قدرت تمام سوسائٹی کو بھی ایک ہی آرگنیزم (مجموعی حالت میں ایک ہی جسم) سمجھتی ہے۔ سوسائٹی کے ذمہ یہ بڑا بھاری پاپ ہوتا ہے۔ کہ اُس نے اپنے ایک جزو کو اتنا غلیظ اور گمراہ رہنے دیا۔

سماج کا نیم یہ ہے۔ کہ کوئی شخص اکیلا یا چند اشخاص سوسائٹی کو پیچھے چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتے۔ جہاں پر کسی شخص میں آگے بڑھنے کی خواہش ہو۔ اُس کے لئے لازمی ہے۔ کہ سوسائٹی کے باقی حصوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر اس طرح سے سماج کی بھلائی میں ہماری اپنی بھلائی پائی جاتی ہے۔ کیسی غفلت کی بات ہے۔ کہ ہم خود ہی [illegible] کر کے اپنے اندر

بیماریاں یا تکالیف پیدا کر دیں - اور ہر موقع پر انہیں دُور کرنے کے لئے ایشور کو بُلاتے پھریں ؛

۳۲ - موت اور زندگی لازم و ملزوم ہیں

ایک اور نکتۂ خیال سے دیکھنے پر معلوم ہوگا - کہ موت اور زندگی یہاں تک لازم و ملزوم ہیں - کہ ایک دُوسرے سے علیحدہ تمیز نہیں کی جا سکتی - اگر دُنیا میں موت کا وجود نہ ہوتا - تو نئی زندگی کہاں سے پیدا ہو سکتی تھی پرکرتی کے اندر صرف تبدیلی کا ایک قانون کام کرتا ہے - جس سے کہ ایک جگہ موت اور دُوسری جگہ زندگی پیدا ہوتی ہوئی نظر آتی ہے - ایک بتّی کا جلنا اُس بتّی کی زندگی ہے - اور وہ جلنا ہی اُس کی موت ہوتی ہے - اسیطرح ہم بھی جوں جوں زندگی میں بڑھتے ہیں - اُتنے ہی موت کے نزدیک چلے جاتے ہیں ؛

اس کو ایک اور پہلو سے دیکھیں - بالفرض اگر معمولی جانداروں کے اندر موت واقع نہ ہو تو تھوڑے عرصہ میں ہی یہ زمین کسی ایک قسم کے جانداروں سے اتنی بھر جاتی - کہ دُوسری بے انتہا قسموں کے لئے اس پر کوئی جگہ ہی نہ رہے ہاتھی دُنیا میں سب سے کم پھیلنے والا جانور سمجھا جاتا ہے - سو سال سے زیادہ وہ جیتا ہے - ہتھنی چھ سال کے بعد ایک بچّہ دیتی ہے - عمر بھر میں ایک جوڑے سے دس کے قریب بچے پیدا ہوتے ہیں - ڈارون نے حساب لگا کر دیکھا ہے - کہ اگر ہاتھی کی موت نہ ہوتی - تو صرف ایک جوڑے ہاتھی سے ۷۴۰ ، ۷۵۰ برس کے اندر ایک کروڑ پچاس لاکھ ہاتھی ہو سکتے ہیں - اس ایک مثال سے اندازہ لگا جا سکتا ہے - کہ موت نہ ہونے پر یہ پرتھوی تھوڑے عرصہ تک زندگی کو سنبھال نہ سکتی ؛
زندگی کی قیمت صرف موت ہی سے ہوتی ہے - بالفرض اگر پیدائش کے وقت

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized

سے آج تک، کوئی موت واقع نہ ہوتی۔ نہ کسی انسان میں نہ کسی حیوان میں (کیونکہ یہ تو فضول ہے۔ کہ انسان نہ مریں اور حیوان مرتے جائیں) تو آج زمین پر کیا نقشہ ہوتا۔ خیال دوڑانے کے لئے اچھی مشق ہے۔ اچھا اگر انسان زندہ رہے۔ تو کس عمر میں زندہ رہے۔ بوڑھاپے کی زندگی تو کوئی پسند نہ کریگا۔ بچپن میں تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے اولاد کا پیدا کرنا بھی ضروری ہوگا۔ جوانی سب کے لئے کیسے ہوگی۔ باپ۔ دادا۔ پڑدادا وغیرہ بے انتہا پشتوں تک سب جوان ہی کیسے ہونگے۔ یہ ایک دوسری مشق ہے۔

بعض لوگوں کو بھونچال بہت ہی خوف ناک معلوم ہوتے ہیں مگر وہ یہ بات بھول جاتے ہیں۔ کہ وہی سبب جو کہ اس زمین کو مخلوقات پیدا کرنے کے لائق بناتا ہے۔ بھونچال بھی پیدا کرتا ہے۔ زمین شروع میں آگ کے گولے کی طرح ہوتی ہے۔ زمانہ گزرنے پر جوں جوں اس میں حرارت کم ہوتی جاتی ہے۔ تو اُس کے اوپر زندگی پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ اب بھی زمین کی اندرونی آگ کے گولے کی حرارت دن بدن کم ہو رہی ہے۔ جس سے کہ زمین میں سُکڑنا واقع ہو کر کبھی کبھی بھونچال پیدا کرتا ہے۔ جو کہ زیادہ تر آتش فشاں پہاڑوں کے نزدیک واقع ہوتے ہیں۔ آتش خیز پہاڑ کی موجودگی انسانوں کے لئے کافی تنبیہہ ہے۔ کہ وہ اس مقام سے بچ کر رہیں۔ اگر جان بوجھکر کوئی آگ میں پڑنا چاہتا ہے۔ تو ایشور اس کا کوئی اُپائے نہیں کر سکتا۔

۳۳۔ راگ اور دویش ایک ہی جذبہ کے درجے ہیں

اخلاقی دُنیا میں بھی یہ حالت ہے۔ کہ راگ اور دویش ساتھ ساتھ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاتے ہیں۔ کسی ایک سے محبّت کرنا دُوسروں سے دویش رکھنا ہے جو شخص اپنے بچوں سے ہی پیار کرتا ہے۔ وہ دُوسرے بچّوں کو کبھی اُن کے برابر نہیں سمجھ سکتا۔ جن قوموں میں حُب الوطنی کا مادہ بہت زیادہ ہے وہ لازمی طور پر دُوسری قوموں سے نفرت رکھتی ہیں۔ اُن کے اندر کبھی انسانی محبّت کا مادہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بعینہ یہی حال ست اور است کا ہے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو کچھ دل میں ہو اُسے ظاہر کرنا ست ہے۔ اور اُس کے خلاف است ہے۔ بے شک یہ تو درست ہے۔ لیکن دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی بنی ہے۔ کہ مختلف آدمیوں کے اندر ایک ہی بات مختلف طریقے پر ظاہر ہوتی ہے۔ ایک شخص لیکچر دیتا ہے۔ ہر ایک سُننے والا اُسے اپنی اپنی عقل کے مطابق سمجھتا۔ خیال کرتا اور بیان کرتا ہے جب آدمی دویش پریم یا کسی اور جذبہ کے اثر میں ہوتا ہے۔ تو اُسے سچ کی شکل اور دکھائی دیتی ہے۔ لیکن وہی شخص بھیے بھیت ہوا ہوا سچ کو دیکھتا ہے۔ اُس کی شکل بالکل بدلی ہوئی پاتا ہے۔ امریکہ کے فلاسفر جیمز کی فلاسفی جو کہ پرگمیٹزم کے نام سے مشہور ہے۔ اس اصول پر مبنی ہے۔ کہ نرا اپادھی Absolute شُدّھ ست کو جاننا ایک بیہودہ خیال ہے۔ ہر ایک آدمی کا ست کا خیال اُس کی دماغی حالت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ جو بات ایک شخص کے دماغ کی خاص حالت میں اُسے تسلّی یا خوشی دے سکتی ہے۔ وہی اُس کے لئے ست ہے۔ اس فلاسفی کے مُطابق اس بات کی کچھ پرواہ نہیں۔ کہ سچ مچ کوئی ایسی ہستی ہے یا نہیں۔ جس کو عام لوگ خدا کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ صرف اتنا کافی ہے۔ کہ چونکہ خدا کا ایک خیال اُن لوگوں کو فائدہ بخشتا

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

ہے - اس لیئے اُن کے لئے وہ دستی کی وقعت رکھتا ہے - گیتا کے دُوسرے
ادھیائے کے ۶۹ شلوک میں اس قسم کا خیال ظاہر کیا ہے - جو اگیانی
کی رات ہے - وہ گیانی کا دن ہوتا ہے - اور مورکھ کا دِن
گیانی کے لیئے رات ہے ؎

آتم تتو -

۳۴ - بیرونی جگت کے اندرونی تتو کیا ہے

گیتا کے ۲ - ادھیائے کا ۲۹ شلوک کہتا ہے " بعض اسے آشچریہ
دیکھتے بعض آشچریہ کہتے - بعض آشچریہ سُنتے ہیں - لیکن یہ سب کچھ
کرتے ہوئے کوئی اُسے جانتا نہیں " چھاندوگیہ اُپنشد نے بڑی خوب صورتی سے
یہ راز حل کیا ہے - کہ یہ سب کس کے سہارے ہے - شروع سے لے کر ادھیائے
ادھیائے میں بتدریج حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے - ایک ادھیائے میں ذکر آتا ہے
کہ سورج کی روشنی سے جانداروں کی زندگی ہوتی ہے - چاند سے نباتات کی زندگی
ہوتی ہے - اِس کارن شاید چاند سُورج کے ہی سہارے یہ سب جگت چلتا
ہو - جب ستیہ کام گیان کی تلاش میں ایک رشی کے پاس جاتا ہے - تو اُسے
بڑے لمبے چوڑے ورتانت وے کر رشی تبلاتا ہے - کہ شائد یہ اگنی ہی برہم
جو سب کچھ ہضم کرتی ہے - آگے چل کر شاید یہ پران ہے - جو سب کو چلاتا ہے -
اِس لئے پران ہی برہم ہے " شویت کیتو " سے اُس کے پتا نے اُس کی
وِدّیا ختم ہونے پر پوچھا - کہ وہ کونسا ایک تتو ہے جس کے جاننے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے یہ سب جانا جاتا ہے۔ جیسے مٹھی بھر مٹی سے سب پرتھوی کا گیان ہو جاتا ہے۔ جب شوتیت کیتو، کو اس کا جواب سمجھ نہ آیا۔ تو اودالک نے اُسے سمجھانے کے لئے پیاسا رکھ کر بتایا۔ کہ یہ پانی ہی زندگی کا سہارا ہے۔ یہ دیا برہم ہے۔ پھر بھوکا رکھ کر بتایا۔ کہ یہ انّ ہمارے جیون کا سہارا ہے۔ اور اس لئے یہی برہم ہے۔ جب یہ بات سمجھ نہ آیا۔ تو نمک اور پانی کے درشٹانت سے یہ سمجھایا کہ جیسے یہ نمک پانی کے اندر گھلا ہوا ہے لیکن دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے ہی وہ تو سب کے اندر ہے۔ مگر دکھائی نہیں دیتا۔ آگے چل کر نارد منی سنت کمار سے برہم جاننے کی اچھیا کرتا ہے۔ تو وہ اُسے بتاتا ہے۔ کہ وید۔ اگنی۔ سُوریہ آدی سب اس ایک ہی برہم کے Symbols یعنی علامات ہیں۔ ان سب سے اس کا دھیان کرو۔ آخیر میں جا کر پھر چاہئے اندر کو بتاتا ہے۔ کہ من پران بانی۔ سب سے پرے وہ برہم ہے۔ اس برہم کو "بھوما" کہتے ہیں۔ کیونکہ سب کچھ اُس کے سہارے پر ہے۔ وہ کسی کے سہارے پر نہیں ❖

۳۵۔ درشن کیا کہتے ہیں

نیائے اور یوگ درشن تین انتم تتوں کو سویکار کرتے ہیں۔ یعنی پرکرتی آتما اور برہم۔ پرکرتی جڑ روپ ہے جو آتما الپگیہ پاپ پن کرنے والا اور پھل بھوگنے والا ہے۔ اور برہم سرو گیہ ان سب کو چلانے والا اور رچنے والا ہے۔ سانکھیہ درشن پرکرتی اور پرش دو انتم تتو ہی کافی سمجھتا ہے۔ کہ جن کے آپس کے میل سے یہ سب سنسار چل رہا ہے۔ سانکھیہ کا برہم کے خلاف یہ بڑا اعتراض ہے۔ کہ وہ اس سنسار کو کیوں بناتا ہے؟ یا تو اپنی مرضی سے یا مجبوراً۔ اگر مرضی سے ایسا کرتا ہے۔ تو اُسے کیا ضرورت تھی۔ اور اگر مجبوراً

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

تو وہ پرماتما ہی نہیں رہتا۔ اسے مجبور کرنے والی کوئی اور طاقت ہے۔
ویدانت پرکرتی اور پُرش کی جگہ صرف ایک ہی تتو قرار دیتا ہے۔ اور
وہ برہم ہے۔ پرکرتی برہم کی شکتی کے اظہار کا نام ہے۔

۳۶۔ بُدھ فلاسفر کیا مانتے ہیں؟

بُدھ فلاسفی کے اندر اس اصول پر تین بڑے مت پائے جاتے ہیں
ایک کھشنک واد۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ یہ سنسار صرف تبدیلی کا نام ہے
ہر ایک چیز کھشن کھشن میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ کوئی وستو سِتھر نہیں۔
اس کا درشٹانت دیا ہے۔ پانی کی لہر اور مٹی کے کنارے کو دریا کہتے ہیں۔
یہ لہر اور کنارہ دونوں کھشن کھشن میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے
تبدیلی کے ظہور کو ہی دریا کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی پرکار دیپے کی جوت
ہے۔ جس میں ہر کھشن میں بتّی اور تیل بدلتا رہتا ہے۔ سنسار کی ایک اور مثال
اگنی چکر ہے۔ جس میں لکڑی کے دو نو سروں کو آگ لگا کر اس کو زور سے
پھرانے پر اگنی کا ایک چکر پیدا ہو جاتا ہے۔ دُوسرا وگیان واد یعنی
idealism جو کہ سب وانیہ سنسار کو من کی پیدائش (کلپنا)
مانتا ہے۔ سکاٹ لینڈ کے فلاسفر برکلے اور ہیوم کا مت وگیان
واد سے ملتا ہے۔ اس کے مُطابق جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ وہ صرف اندریوں
کے دوارا ہمارے من کے سنسکار ہیں۔ مثلاً ایک میز کا گیان ہمارے لئے
صرف اس کے رنگ۔ قد۔ سختی۔ نرمی سے محدود ہے۔ جو کہ ہمیں چھُونے
اور دیکھنے کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔ اصل میں میز کیا ہے؟ ہم نہیں
جانتے۔ اسی طرح سارا سنسار صرف ان اثروں کا مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سنسکار من کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ سنسار من کی شکتی سے بنا ہوا ہے ۰۰

تیسرا اشونیہ واد ہے۔ اس کا منشا ہے۔ کہ یہ سنسار اصل میں کوئی ہستی نہیں رکھتا۔ من سے یہ کلپنا ہوتی ہے۔ من نہ رہنے پر کلپنا بھی اُڑ جاتی ہے۔ اِس سے بھن سنسار کچھ نہیں ۰۰

۱۳۔ پچھمی فلاسفروں کے مت

جرمن فلاسفروں میں سب سے بڑا کانٹ (Kant) ہے جو کہ فلاسفی میں قدم آگے بڑھاتا ہے۔ اس کے خیال میں گو یہ سنسار صرف سنسکاروں کا ہی مجموعہ ہے۔ لیکن من کے اندر بعض سنسکار پیدا کرنے کی بذاتِ خود طاقت موجود ہے۔ اُن کا باہر سے کوئی بھی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً کال۔ دیش کا سنسکار ہمارے من میں پایا جاتا ہے۔ مگر کال اور دیش باہر میں کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ وہ سب سنسکاروں کو من کی مختلف ذیلیوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ ہم سنسار کو کچھ جان سکتے ہیں اور نہ سنسارک من یا Cosmic mind کو جو برہمانڈ کے اندر کام کرتا ہے۔ ہیگل اور طریقہ پر چلتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ایک غیر ہستی یعنی اَست ہے۔ دوسرا اُس کے مقابلہ پر ستیہ ہے۔ دونو کے میل سے سنسار بنتا ہے۔ وہ ست کو ایک پرکار کی رِدّھ یا ودھی بُدّھی سمجھتا ہے جس کا پھیلاؤ یہ سب سنسار ہے ۰۰

Fichte (فِشتے) کا مت ہے۔ کہ یہ سنسار اہنکار یعنی ego سے ہی بنتا ہے۔ شاپن ہاور جو کہ کانٹ چھوڑ کر سانکھیہ اور اُپنشدوں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

کی فلاسفی کو کافی سمجھتا ہے - اور اپنی تحریرات میں بار بار اُن کے حوالے دیتا ہے
بلکہ شلوکوں کے شلوک درج کرتا ہے - سنسارک واسنا یعنی - Cos
mic desire کو سنسار کا کارن سمجھتا ہے - وہ پودوں اور جانداروں کی
مثالوں سے ثابت کرتا ہے - کہ ان سب کے اندر واسنا موجود ہے - جو کہ
سنسار کو پیدا کرتی ہے - اور اس واسنا کو ناش کرنے پر ہی سنسار کا
خاتمہ ہو جاتا ہے ۔

۳۸ - اس وشنہ پر گیتا کیا کہتی ہے؟

گیتا کے ۱۵ - ادھیائے کے شلوک ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ میں کہا ہے کہ دو پُرش
ہیں - ایک ناش وان اور دُوسرا ناش رہت - پرشوتم اور ہے - اور ان
سے علاوہ اس سنسار کو بتاتے ہوتے ہے - وہ میں ہوں - اس لئے
ویدوں میں مجھے پرشوتم کہا ہے - ۷ - ادھیائے کے شلوک ۵ - ۶ - ۷ میں یہ
بتایا ہے - کہ اپرا اور پرا پرکرتی دونو میری ہیں - ان دونو سے
سب سنسار پیدا ہوتا ہے - اس لئے اصل میں اُس کی اُتپتی اور ناش
میرے سے ہی ہے - یہ سب پدارتھ میرے گرد ایسے پروئے ہیں - جیسے
مالا کے دھاگے میں منکے - مُجھ سے علیحدہ اور کچھ نہیں - ادھیائے ۹ کے
شلوک ۴ میں کہا ہے - کہ میں اویکت ہوں - مجھ سے ہی یہ سب سنسار
پھیلا ہوا ہے - ۶ شلوک میں کہ جیسے اکاش میں پون چلتا ہے - ایسے ہی
سب سنسار مجھ میں ہستی رکھتا ہے - سانکھیہ کے اعتراض کا جواب
گیتا کے ادھیائے ۵ کے شلوک ۱۴ - ۱۵ میں آتا ہے - کہ برہم اس سنسار کو
پیدا نہیں کرتا - یہ صرف سبھاو ہے - جو خود بخود کام کرنا چاہتا ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بُدھ دہرم والے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ چونکہ اس سنسار میں کیول گُن ہی گُن یعنی Qualities ہی دکھائی دیتی ہیں۔ اس لئے یہ سنسار گُنوں سے مُرکب ہے۔ گُنی کے ڈھونڈہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ سوامی شنکر آچاریہ نے اِس کا اُتر دیا ہے۔ کہ اگر یہ سب کچھ گُن ہی ہیں۔ تو ایک مقام پر دو متضاد گُن یعنی اُتپتی اور وناش کیسے پائے جا سکتے ہیں ایک ہی جگہ بننے اور نشٹ ہونے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گُنوں کے پیچھے گُنوں کو دھارن کرنے والی کوئی اور طاقت ہے۔ ادھیاء ۹ کے ۱۶-۱۷- شلوکوں میں جواب دیا ہے۔ کہ وہ گُن اور گُنی ایک ہی ہیں۔ جُدا نہیں کئے جا سکتے۔ جیسا کہ ۷۔ ادھیاء کے ۱۹ اشلوک میں کہا ہے۔ کہ یہ سب واسدیو ہی ہے۔ گُن صرف اُس کو ظاہر کرتے ہیں۔

۳۹۔ وید۔ اُپنشد۔ گیتا برہم کو اُتم تتو مانتے ہیں

وید منتر کہتا ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ آدی سب اسی ایک کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ ایک ستیہ ہے۔ بُدھی وان لوگ اُسے بہت ناموں سے پُکارتے ہیں؛ اور وید منتر ہیں۔ جن میں یہ بتایا ہے۔ کہ شُدھ برہم ہمارے سمجھ اور خیال کی طاقت سے باہر ہے۔ اُس برہم کو ہم صرف اُس کی رچنا دوارا ہی جان سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم منش کو صرف شریر سے جانتے ہیں۔ وراٹ روپ میں پرگٹ ہوا برہم شبل یعنی چتکبرا روپ کہلاتا ہے۔

اُپنشد میں کہا ہے۔ کہ ”برہم میں اکھشا (پھُرنا) ہوئی۔ کہ ان جیووں میں داخل ہو کر بدا ہر رُوپ کی ویا کھیا کروں“

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

برہمانڈ کیول نام اور رُوپ سے جانا جاتا ہے ؎
گیتا کے ۱۳ - ادھیائے کے ۱۲ شلوک میں کہا ہے - کہ اُس برہم کا آدانت نہیں - نہ اُسے ست کہہ سکتے ہیں - نہ است - ۱۵ - ادھیائے کے ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ شلوکوں میں - کہ سُورج - اگنی - چاند کی جیوتی میں ہی ہوں - پرتھوی میں میری ہی طاقت سب کو سہارا دیتی ہے - چاند کے اندر میں ہی سوم بن کر نباتات کو بڑھاتا ہوں - تمام پرانیوں کے اندر میں ویشوانر یعنی Vital heat ہو کر زندگی قائم رکھتا ہوں - ادھیائے ۹ - کے ۱۵ - شلوک میں وہی وید منتر کا خیال ہے - کہ گیانی لوگ مجھ ایک کو وشو کے تمام ظہوروں میں پرگٹ ہُوا ہُوا جان کر پُوجتے ہیں - اِسی مدعا کو سامنے رکھ کر ۱۳ - ادھیائے کے ۱۴ شلوک میں کہا ہے کہ وہ ہر طرح سے نرگُن ہے - لیکن وہی سب گُنوں کو دھارن کرنے والا بھی ہے - جس کا تات پریہ یہ ہے - کہ نرپیکھش طور پر دیکھنے سے وہ نرگُن اور ساپیکھش لحاظ سے وہ سب گُن رکھتا ہُوا پرتیت ہوتا ہے ؎

۴۰ - یہ برہمانڈ برہم کے اندر Conception ایک ہے -

۹ - ادھیائے کے ۴ و ۵ شلوکوں میں لکھا ہے - ہے ارجن! میں تم کو سب سے بڑا اور گُپت بھید بتاتا ہوں - وہ یہ کہ مجھ اویکت سے یہ سنسار پھیلا ہُوا ہے - تمام پیدا ہوئی چیزیں میرے اندر ہیں - مگر میں اُن میں نہیں ہوں -

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور یہ ساری پیدا ہوئی چیزیں نہیں بھی ہیں - میری ادبھت شکتی کو دیکھو - میری آتما تمام سنسار کو پیدا کرتی ہے - گو وہ یہ سب کچھ ہے - لیکن وہ ان میں نہیں ہے " ایک مثال اس مُعمّہ کو واضح کر سکتی ہے - جیسے مصنّف کے دل میں کتاب کا یا مصوّر کے دل میں تصویر کا نقش موجود ہوتا ہے - وہ نقش مصوّر کا ہے - اور مصوّر اس کے اندر ہے - ان معنوں میں کہ مصوّر کا ہُنر اور لیاقت اس سے ظاہر ہوتا ہے - لیکن کتاب یا تصویر سے مُصنّف یا مُصوّر کو جانا نہیں جا سکتا - اس لئے وہ اس سے جُدا ہوتا ہے - تمام سرشٹی برہم کے اندر ایک نقش یا Con- ception کے طور پر ہے - ہم سب اس نقش کا ایک جزو ہیں - اگر اس نقش کو اُپادھی کہا جاوے - تو ہم بھی اُپادھی کا ایک حصّہ ہیں - ہمارا سارا گیان سہ اوپادھی ہو سکتا ہے - ہمارے نکتہ سے یہ سارا خیال یا نقش بالکل ستیہ اور ایسی ہی اصلیّت رکھنے والا ہے - جیسا کہ ہم اپنی ہستی کی بابت محسوس کرتے ہیں - مگر برہم کا گیان اپادھی سے رہت نرد کلپ ہے - اِس کے لحاظ سے اس نقش کی اصلیّت کچھ ایسی ہی کہی جا سکتی ہے - جیسے کہ ہمارے من میں خیالی قلعوں کی جو کہ ہم شیخ چلّی کی طرح بناتے ہیں - دونوں پہلوؤں سے وچار کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے - کہ جس سرشٹی کی پیدائش کے متعلق ہم برہم کی غرض کو تلاش کرتے ہوئے کیوں وغیرہ سوال کرتے ہیں - وہ ہمارے لئے حقیقی ہونے پر بھی برہم کے لئے کوئی خاص ہستی نہیں رکھتی - سوامی شنکر آچاریہ اس بات کو دُوسرے الفاظ میں ظاہر کرتا ہے - وہ کہتا ہے - جب تک مایا کا اثر غالب رہتا ہے - تو اُس وقت جیسے خواب کے دوران میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا - کہ یہ خواب کیوں ہو رہا ہے ؟ یہ سوال بھی غلط ہوتا ہے - کہ یہ سنسار کیوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بنایا؟ مایا کا اثر دُور ہو جانے پر گیان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں - اور یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

۴۱- موجودہ فلاسفر بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں

موجودہ زمانہ کے فلاسفر بھی انتم تتوؤں کے بارے میں ان ہی نتائج پر پہنچتے ہیں - ہربرٹ سپنسر اخیر کے دو تتوں کو مانتا ہے - جنہیں وہ مادہ اور طاقت یعنی میٹر اور فورس کہتا ہے - اُن کی بابت اصلیت جاننے کے قابل نہ ہونے سے ان کو دو اویکت یا Unknowable کا خطاب دیتا ہے - ہیکل ایک قدم آگے بڑھکر یہ کہتا ہے - کہ مادہ طاقت دونو ایک ہی شے ہیں - وہ اسے شے یعنی Substance کا نام دیتا ہے - اور شاپن ہاور کی مانند ادویت کو درست مانتا ہے شاپن ہاور نے تو کہا - کہ ادویت ایک قسم کا ناستک پن ہے - اگر برہمانڈ اپنی اندرونی شکتی سے چل رہا ہے - اور اس سے علیحدہ اور کوئی ہستی نہیں - تو اللہ میاں کو صاف جواب مل جاتا ہے ۔

ہیکل کہتا ہے - کہ ادویت میں خدا قدرت سے علیحدہ اور اوپر کام کرنے والا نہیں - یہ دونو ایک ہی ہیں - اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے - کہ صرف ویدانت ہی موجودہ سائنس کا مذہب ہو سکتا ہے - یوپنی بھی اسی عقیدے کی تائید کرتا ہے - وہ کہتا ہے کہ میں آتما کے لاانتہا ظہوروں کو مانتا ہوں - آتما ایک منزل سے دوسری میں ترقی کرتا ہوا پہنچتا ہے - اسے ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں رکھنا نہ صرف خدا کے انصاف اور رحم سے بعید ہے - بلکہ اُس کے خلاف ایک بہتان ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تمہارا مذہب خدا کو انسانی درجہ میں لے آتا ہے ۔ میرا مذہب انسان کو ترقی کرتے کرتے خدا بناتا ہے Grace یعنی خدا کی پر بھروسہ رکھنا فضول ہے ۔ صرف پرشارتھ ہی معراج پر لے جاتا ہے ۔ اس طرح میرا مذہب متواتر زندگی کی بتدریج ترقی کا سلسلہ ہے ۔

۴۴ ۔ جس پر پرانے فلاسفر پہنچے تھے ۔

پرانے زمانہ کے فلاسفر لوگ بھی اسی خیال پر ہی آٹھرے ہیں مصر میں بھی قدیم زمانہ سے ویدانت کا بیج موجود رہا ہے ۔ فیثا غورث نے آرین فلاسفی کی لہر کو یونان میں چلایا ۔ اور ساتھ ہی آتما کے آواگون کے خیال کا بھی پرچار کیا ۔ آیونک سکول Ionic School کے فلاسفر اینک سامینڈر Anaxamander نے یہ تعلیم پھیلائی ۔ کہ سنسار ہی برہم ہے ۔ اسی میں ہی بار بار پرلے اور اُتپتی ہوتی رہتی ہے ۔ ایمپوڈکلیز Emodecles بھی پرکرتی اور پرش کو ایک مانتا تھا ۔ وسطی زمانہ میں دو نو سمیٹیک مذاہب رومن کیتھلک چرچ اور اسلام نے اس سدھانت کو دبانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا ۔ گی آر ڈی نو برڈ نو ، کو روما میں ان خیالات کے رکھنے اور پرچار کرنے کے بدلہ میں زندہ جلا دیا گیا ۔ شمس تبریز اور منصور اسلام کی تعدی اور تعصب کے شکار ہوئے ۔ باوجود اس کے ایران میں الغزالی اور حافظ اور سیریا میں جلال الدین رومی اس خیال کے اندر محو رہے ۔ اور پرچار کرتے رہے ۔ یوروپ کے فلاسفر Spinoza اور گیٹے Goethe ۔ اس خیال کے رنگ میں رنگے تھے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سرشٹی اُتپتی - دیوی وکاش

۴۳ سنسار میں کارن کاریہ یا علت معلول کا سلسلہ کام کرتا ہے

گیتا کے ادھیائے ۱۰ کے ۸ شلوک میں کہا ہے کہ " سرشٹی مجھ سے پیدا ہوئی ہے " ادھیائے ۹ کا ۱۰ شلوک کہتا ہے کہ " میرے ادھیکش سے چر اور اچر سرشٹی پیدا ہوتی ہے " ادھیائے ۱۴ کا شلوک ۳ کہ " میری یونی مہت برہم ہے - جس میں میں بیج ڈالتا ہوں اور جس سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے - خواہ ہم کوئی سرشٹا مانیں یا نہ - مگر اس سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا - کہ سنسار میں تبدیلی کا ایک ہی قانون کام کرتا ہے - بودھ لوگ اسے کرم کا قانون Law of causation کہتے ہیں - جسے ہم کاریہ کارن کے سنبندھ کا نام دے سکتے ہیں - کوئی چیز دُنیا میں اچانک یا محض اتفاقیہ واقع نہیں ہوتی - بلکہ ہر ایک چیز کا پہلے کارن ہوتا ہے - جس کا یہ کاریہ ہوتی ہے - اور پھر خود کارن بن کر اور کاریہ پیدا کرتی ہے - سورج کی حرارت کارن ہے - بخارات کا پیدا ہونا اس کا ایک کاریہ ہے - یہ بخارات کارن ہیں - بادل اُن کا کاریہ ہیں - بادل پھر کارن بن جاتے ہیں - برسات کاریہ ہوتی ہے - برسات کارن ہو جاتی ہے - اناج اُس کا کاریہ ہوتا ہے - اناج سے سب پرانی بڑھتے ہیں - اس طرح یہ سلسلہ بغیر انتہا کے چلا جاتا ہے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مشہور سوال کہ بیج پہلے ہے کہ برکش - اسی طرح حل ہوتا ہے - کہ بیج کارن ہے - اور کارن پرکرتی کے ساتھ ہمیشہ موجود رہتا ہے " ایک بیج سینکڑوں مختلف کارنوں کے ہونے سے بنتی ہے - اور اس کے بدلنے پر کتنے ہی مختلف نتائج پیدا ہوتے ہیں - چھوٹی سے چھوٹی حرکت بڑے سے بڑے نتیجہ پیدا کرتی ہے ۔

کارلائل نے ایک موقعہ پر کہا ہے - جب ہم ایک پتھر اٹھا کر دوسری جگہ پھینکتے ہیں - تو اس سے زمین کا مرکز ثقل (Gravity) بدل جاتا ہے ۔

۴۴ میٹر یعنی مادہ میں پرمانو آخری کارن معلوم ہوتا ہے

شاستروں میں کارن کی تین قسمیں بتائی گئی ہیں - اُپادان کارن جیسے مٹی گھٹ کا اُپادان کارن ہے - نمت کارن جیسے کمہار - تیسرے ساودھارن کارن یعنی اوزار وغیرہ جس سے گھڑا بنایا جاتا ہے - دنیا میں جو کچھ ہمیں ہمارے اندر گوچر ہوتا ہے - اس کا اُپادان کارن میٹر یا پرکرتی ہے - دستیشک درشن میں پرکرتی کے ۲۲ تتو بتاتے ہیں - آج کل کیمسٹری ودیا جاننے والے ۷۰ تتووں کو مانتے تھے - لیکن ریڈیم Radium کی دریافت سے کیمسٹری میں انقلاب واقع ہو گیا اب یہ ثابت ہوا ہے - کہ یہ تتو بھی ایسے اور زیادہ لطیف ذروں سے بنے ہیں - کہ ایک تتو کے ذرے دوسرے تتو کی شکل میں تبدیل ہو جاتے ہیں - جس کے یہ معنی ہیں - کہ مادہ حقیقت میں صرف ایک قسم کے ذروں سے مرکب ہے - ان ذروں کو لوئی کیولس دانہ اور ایٹم پرمانو کا نام دیا گیا ہے - ایک انو کا قطر ۱/۵۰۰۰۰۰ انچ کا ہوتا ہے - اور پرمانو کا قطر ۱/... مانا گیا ہے - یہ بھی حساب لگایا گیا ہے کہ ایک مکعب انچ

شے ہیں اکیس لاکھ پدم ۲۱
الو پائے جاتے ہیں ۔

۴۵- تمام طاقتیں حرارت آواز وغیرہ ایک ہی فورس سے پیدا ہوتی ہیں -

علم طبعی بھی اس نتیجہ پر پہنچتی ہے - کہ تمام قدرتی طاقتیں بجلی - حرارت آواز - روشنی - طاقت مقناطیسی سب ایک دوسرے میں تبدیل ہو سکتی ہیں - یہ سبھی ایک ہی طاقت سے نکلی ہوئی مانی جا سکتی ہیں - جسے فورس یا انرجی کہا جاتا ہے - یہ فورس حرکت کا نام ہے - جو مادہ کے اندر کام کرتی ہے - یہ حرکت عام طور پر حرکت شاقولی (Vibration) کی صورت میں دکھائی دیتی ہے - ہوا کے اندر حرکت ہونے سے آواز ٹھوس اشیائے کے اندر حرکت سے حرارت - سورج کی کرنوں کی حرکت سے اشیاء کے رنگ بنتے ہیں - اگر کوئی شئے سورج کی کرنوں کی حرکت سے اشیاء کے رنگ بنتے ہیں - اگر کوئی شئے سورج کی کرنوں سے پیدا ہوئی لہروں کو اپنے اندر جذب کرے - تو وہ کالے رنگ کی اور اگر سب لہروں کو واپس کر دے - تو سفید رنگ کی دکھائی دیتی ہے - سپینسر کہتا ہے - کہ مادہ اور طاقت کبھی علیحدہ علیحدہ نہیں رہ سکتے - اور یہ سارا برہمانڈ ان دونوں کی مسلسل ضرب اور تقسیم کا نتیجہ ہے - آج کل یہ خیال زیادہ زور پکڑتا جاتا ہے - کہ مادہ اور طاقت اصل میں دونو ایک ہی ہیں - فرق صرف اتنا ہے - کہ وائی بریشن نہائت ہی تیز ہونے پر فورس کی شکل میں اور نہائت سست ہونے پر مادہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے ۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴۶ - گیتا میں میٹر اور فورس کو چلانیوالا اویکت برہم کہا ہے

سائنس اشیاء کی بیرونی تحقیقات میں باہر سے چل کر اندر کو جاتی ہے۔ فلاسفی اور مذہب برہمانڈ کا اندرونی کھوج کرتے ہیں۔ یہ دونوں انتم تتّوں پر آکر مل جاتے ہیں۔ گیتا کے دوسرے ادھیائے کا ۲۸ شلوک کہتا ہے۔ کہ "ہم اشیاء کے آغاز اور انجام کو نہیں جان سکتے۔ صرف اُن کی درمیانی حالت کو سمجھ سکتے ہیں" اتنا تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ مادہ جڑ ہونے کے کارن اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔ اور فورس (طاقت) بنا گیان اندھی ہے۔ اس لئے گیتا کے ادھیائے ۷ کے ۵ و ۶ شلوک میں کہا ہے کہ "پرا اور اپرا پرکرتی یعنی میٹر اور فورس مجھ سے سہارا لے کر چلتے ہیں" اور ۸ ادھیائے کے ۲۰، ۲۱ و ۲۲ میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ ان تینوں سے پرے ایک اور بڑا اویکت ہے۔ جو کہ کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔ اور سب کچھ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۵ ادھیائے ۱۷ شلوک میں اسے پرشوتم کہا ہے۔ جو کہ ان دونوں پرشوں یعنی کھشر اور اکھشر سے پرے ہے۔ اور تینوں لوکوں کے اندر رہتا ہوا اُن کو سہارا دیتا ہے۔ اوپر کہا گیا ہے۔ کہ اس پرشوتم کا جاننا تو درکنار رہا۔ ہم مادہ اور طاقت پرکرتی کی دونوں حالتوں کی اصلیّت کو بھی جان نہیں سکتے۔ صرف ان کے ذریعہ پڑے ہوئے سنسکاروں کا ہمیں گیان ہوتا ہے۔ ان سنسکاروں سے ہی ہم اتنا سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ان شکتیوں کا رکھنے والا برہم ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ عام اہل مذاہب مادہ بھی پرکرتی کے علم کو اتنی حقارت کریں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور جس برہم کا کوئی گیان ہونا ممکن نہیں - اسے ایک معمار سا تصور کر کے
اُس کے گیان کے اتنے لمبے چوڑے دعوے کریں +

۴۷ - سرشٹی اُتپتی میں آدمی وکاش

۱۴ - ادھیائے کے شلوک ۴-۵ میں کہا ہے - کہ جو کوئی پدارتھ
کسی روپ میں ظاہر ہوتا ہے - مہت برہم اُس کی یونی ہے
اور میں اس میں بیج دینے والا پتا ہوں - یہ پرکرتی ست - رج
تم تینوں گنوں والی ہے یہ گن جیوکو شریر سے باندھتے ہیں - ۱۳ - ادھیائے
کے ۵-۶ میں کہا ہے کہ مول پرکرتی (اویکت) بدھی (مہتو)
اہنکار - اور پنچ مہا تتو گیارہ اندریاں اور پنچ تن ماترا - اچھیا
دویش - سکھ - دکھ - سنگھات - چیتنا اور دلیری یہ سب پرکرتی
کے ہی وکار ہیں " سانکھیہ دنیا میں سب سے پرانی فلاسفی ہے - جس میں
کہ سرشٹی کی پیدائش کے نئے ایوولیوشن یعنی وکاش کے مسئلہ کی تعلیم دی ہے -
لفظ اُتپتی ہی جو کہ سرشٹی کی پیدائش کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - ایوولیوشن
کے لفظی معنوں کا اظہار کرتا ہے - اوپتی کا جو سلسلہ گیتا میں ہے - وہ منو
وغیرہ اور کئی پرانوں میں ویسا ہی پایا جاتا ہے - جس کے مطابق برہم دو
شکتیوں میں پرگٹ ہوتا ہے - منو نے کہا ہے - کہ آدھا برہم استری بنا -
مطلب ہے - کہ توریت میں آدم کی پسلی سے حوا کا نکلنا اسی خیال سے لیا گیا
ہو - پرش اور پرکرتی کو شاعرانہ زبان میں نر اور مادہ بیج کے طور پر بیان
کیا گیا ہے - پرکرتی سے مہتو یعنی بدھی بنتی ہے - اس بدھی کو گیتا میں یونی
کہا ہے - منو میں اس کو ہرنیہ گربھ انڈا بتایا ہے - اس مہتو سے اہنکار
پیدا ہوتا ہے - اہنکار سے مختلف قسم کی تفریق شروع ہوتی ہے - اہنکار ہی کا
علیحدگی پیدا کرتا ہے کسی حیوان مثلاً ایک چیونٹی سے بھی اگر سوال کیا جائے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ دُنیا کے کون سے دو حصے ہیں۔ تو وہ بھی جواب دیگی۔ کہ ایک میں اور
باقی سب دُنیا۔ اہنکار سے سرشٹی کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ سہ اندریہ
اور نر اندریہ۔ ان میں پہلے سے پانچ گیان اندریاں۔ پانچ کرم اندریاں۔
اور دُوسرے حصہ سے پانچ تن ماترا یعنی پرتھوی۔ جل۔ آکاش۔ اگنی وایو
بنتے ہیں۔ آکاش کا گن شبد ہے۔ آکاش تبدیل ہو کر ہوا بنتا ہے۔ جس کا
گُن سپرش (چھونا) ہے۔ اس سے تیج جس کا گن رُوپ ہے۔ تیج سے
پانی جس کا گُن رس ہے۔ پانی سے مٹی جس کا گُن گندھ ہے۔ ان میں
سے ہر ایک کے بعد میں آنے والے میں ایک ایک گُن زائد ہوتا جاتا ہے
ان پانچ اور من اور بدھی مل کر سات تتوں کے ملنے سے یہ ساری سرشٹی
بنتی ہے ۔

گیتا ۔ ۱۰ ادھیائے کے ۶ شلوک میں سات رشی اور چار پُورج
اور منو کی پیدائش کا ذکر ہے۔ وہ خاص اشخاص کی طرف اشارہ معلوم
نہیں ہوتا۔ بلکہ جیسا مانڈوکیہ اُپنشد میں لکھا ہے۔ سات رشی سے مراد
سات اندریاں۔ اور چار پورج۔ من۔ چت۔ بدھی۔ اہنکار ہیں۔ منو
سے مراد مُنش ہے۔ اس شلوک کے پہلے کے اور بعد کے شلوکوں میں بھی
خالی صفات کا ذکر پایا جاتا ہے مخصوص کا نہیں۔ یہ مختصر سا درتانت ہے
جو کہ آریہ شاستروں میں پرکرتی کے اندر آدی وکاش کا ہے ۔

۴۸۔ نیبولر تھیوری اِس آدی وکاش کو بیان کرتی ہے

موجودہ سائنس کی ترقی ہو جانے پر جو مت سرشٹی اُتپتی کا سویکار کیا
گیا ہے۔ وہ لیپ لیس Laplace اور کانٹ Kant
کی نیبولر تھیوری ہے۔ یہ تھیوری آریہ شاستروں کے سدھانت کو
ہی واضح الفاظ میں بیان کرتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اس میں برہم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور پُرش کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف پرکرتی سے اس طرح پر شروع ہوتی ہے۔ کہ پہلے پہل مادہ پرمانوؤں کے بخارات کی شکل میں تھا۔ جن کو نیبولی (Nebula) کہا گیا ہے۔ اِن بخارات میں حرکت کا عمل شروع ہوا۔ جس سے ان کی شکل ایتھر یعنی آکاش کی صورت میں بدلی۔ فورس یا حرکت کی شکل میں ظاہر ہو کر دو طرح کا ہو جاتا ہے۔ ایک مرکزی۔ اور دوسری محوری۔ یہ حرکت اس قدر غایت درجہ کی تیز ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے گیس والی آگ کے کئی ٹکڑے حلقوں کی شکل میں بن جاتے ہیں۔ مرکز میں سب سے بڑا حلقہ رہتا ہے۔ جس کی پوزیشن سورج کی ہوتی ہے۔ جس کے ارد گرد تمام اطراف میں آگ کے گولوں کی شکل میں اجرامِ فلکیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک ہماری زمین کا کرّہ ہے۔ آہستہ آہستہ یہ حلقے اپنی حرارت باہر نکالنے پر ٹھنڈے ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے تو مائعہ شکل میں پھر زیادہ ٹھنڈے ہونے پر۔ اُوپر سے ٹھوس شکل اختیار کرتے ہیں۔ ٹھوس ہونے کے بعد وہ اس قابل ہوتے ہیں۔ کہ اُن پر زندگی قائم رہ سکے۔ زمین کے اندرونی حصے میں ابھی تک آگ ہی آگ ہے۔ اگر زمین کو ایک ہزار فٹ نیچے کھودا جائے۔ تو اس میں پانی اُبلنے کی حرارت ہوتی ہے۔ یہ حرارت دن بدن سورج۔ زمین وغیرہ سب کُروں سے خارج ہوتی رہتی ہے۔ جب سورج کی حرارت بہت کم ہو جائیگی تو اُس وقت زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چکنا چور ہو جائے گی۔ جس کے بعد اس کے اندر اُلٹی کے اُلٹ عمل شروع ہوتا ہے۔ جیسے ہندو شاستروں میں پرلے کہا ہے۔ ایک زمانہ آتا ہے۔ جبکہ سارے برہمانڈ میں وہ عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اُسے مہاپرلے کہتے ہیں۔ اس کا بیان اس طرح کیا جاتا ہے متحرک اور غیر متحرک سب معدوم ہو جاتے ہیں۔ گندھ کو جذب کر کے سارے جل ہی جل ہو جاتا ہے۔ پھر اُس سب کو آگ جذب کر لیتی ہے اس میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سورج بھی چھپ جاتا ہے۔ پھر ہوا سب کو جذب کرتی ہے۔ روپ نہیں رہتا۔ پھر سپرش آکاش میں مل جاتا ہے اور صرف شبد ہی رہ جاتا ہے شبد کو من جذب کر لیتا ہے۔ من اور بدھی ان سب کو کال نگل جاتا ہے اور کال برہم میں لے ہو جاتا ہے ؂

۴۹۔ اس برہمانڈ کی وسعت اور قدامت

اس برہمانڈ کی وسعت اور قدامت کا اندازہ جوتش یعنی اسٹرالوجی اور علم زمین یعنی جیالوجی وغیرہ وِدّیاؤں سے لگایا جاتا ہے۔ یہ ایک مسلّمہ امر ہے۔ کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سکنڈ ہے۔ سورج اتنا دور ہے کہ سورج کی روشنی زمین تک پہنچنے میں آٹھ منٹ لگتے ہیں مگر کئی ایسے ستارے ہیں۔ جن کی روشنی زمین تک آنے میں کئی دنوں کا عرصہ لگتا ہے۔ الفا سینٹار Alpha Centaur وہ ستارے ہیں۔ جن کی روشنی تین سال کے بعد زمین تک پہنچتی ہے۔ سارس Sirius کی روشنی بیس سال کے بعد۔ Mirzam یعنی اٹھارہویں منزل کے چمکنے والے ستاروں کی روشنی دو ہزار سال کے عرصہ بعد زمین تک آتی ہے۔ بعض ایسے نیبولی ہیں۔ جن کی روشنی پیدائش کے زمانہ سے چل رہی ہے۔ اور ابھی تک زمین پر نہیں پہنچی ؂

اسی طرح جیالوجی کا بڑا ودّوان ہکسلے لکھتا ہے۔ کہ زمین کی بناوٹ کے اندر مختلف قسم کی تہیں پائی جاتی ہیں۔ اور ان میں ہر ایک تہ کی ساخت میں مختلف زمانے خرچ ہوتے ہیں۔ زمین کے اندر ایک تہ کریٹیک ہے۔ جس کی بناوٹ میں ۶۰ لاکھ سال کا عرصہ لگا ہے۔ چارلس لائیل نے چاک کی تہوں کی ساخت سے اندازہ لگایا ہے۔ کہ زمین کو موجود

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

حالت میں آنے تک بیس کروڑ سال خرچ ہوتے ہونگے - اس سے پہلے کا
حساب لگانے کے لئے ہمارے پاس کوئی معیار نہیں - اس کے مقابلہ پر ہندو
جوتش شاستر کتنا چھوٹا ایک حساب سرشٹی اتپتی اور پرلے کے زمانہ کا
ہمارے سامنے رکھتا ہے ۔

۵۰ - گننا کا حساب

گیتا کے ادھیائے ۸ کے ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ شلوکوں میں برہم راتری
اور دن کو ایک ہزار یگوں کا بتایا ہے - اور یہ کہ برہم لوک اویکت رات سے
نکل کر ایک ہزار سال تک دن کی حالت میں رہ کر پرلے کو پراپت ہو جاتا
ہے - ۲۳ - ۲۴ - ۲ شلوکوں میں دکشنائن اور اترائن میں مرنے کا ذکر ہے -
وہ صرف استعارہ کے طور پر اگیان اور گیان کی حالتوں سے مراد ہے دکشنائن
اور اترائن سے یگوں کی گنت شروع ہوتی ہے - جوتش شاستر میں سرشٹی
کے دن رات کا حساب اس طرح پر لگایا ہے - چھ ماہ کا اوترائن یعنی دیو
کا دن اور چھ ماہ کا دکشنائن یعنی دیو کی راتری کہلاتی ہے - اس طرح
سے ۳۶۰ دن اور رات مل کر دیو کا ایک سال بنتا ہے - ایسے ۴۸۰۰
دیو سال کا ستیہ یگ - ۳۶۰۰ دیو سال کا ترتیا - ۲۴۰۰ دیو سال کا
دواپر اور ۱۲۰۰ دیو سال کا کل یگ بنتا ہے - کل ۱۲۰۰۰ دیو سالوں کا
ایک مہا یگ اور ۷۱ مہا یگوں کا منونتر اور ۱۴ منونتروں کا برہم دن
اور اسی کی برہم راتری - ایسے ایک سو دن رات کا ایک کلپ ہوتا ہے جس
میں سرشٹی کا آدھا زمانہ گذر جاتا ہے ۔

۵۱ - جیون کی علامات شروع سے پرکرتی میں موجود ہیں

کیمسٹری کی ودیا تمام موجودات کو آرگینک یعنی جاندار اور ان آرگینک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یعنی بے جان اشیاء میں تقسیم کرتی ہے۔ آرگینک مادہ میں خاص کر
کاربن کا جزو زیادہ اور پیچیدہ مرکبات میں پایا جاتا ہے۔ یوروپ
کے ودّوانوں کو زندگی کا بیج ڈھونڈھنے کے لیے بڑی حیرانی اور
سرگردانی ہو رہی ہے۔ جہاں تک جاندار مادہ کا تعلق ہے۔ اس کی
بتدریج پیدائش اور ترقی وکاشش کے اصول کے مطابق باقاعدہ
واضح کی جا چکی ہے۔ صرف اتنا معلوم کرنا باقی ہے۔ کہ زندگی کا
کیوں کر اور کہاں سے آکر آغاز ہوتا ہے۔ یہ مشکل ابھی تک حل طلب
سمجھی جاتی ہے۔ گو جگدیش چندر بوس کی تحقیقات نے اس سوال پر
بہت سی روشنی ڈالی ہے۔ اس کے تجربوں کے ذریعہ یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ
زندگی آرگینک مادہ میں خصوصیت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ
ان آرگینک یعنی معدنیات کے اندر بھی ویسی ہی حالت میں پائی جاتی
ہے۔ زندگی کی بڑی علامت Responce یعنی بیرونی اشیاء
سے اثر پذیر ہونا اور کشش Attaraction اور دولیش
Repulsion معدنیات کے اندر بھی ویسا ہی پایا جاتا ہے مثلاً
اس نے یہ بھی ثابت کیا ہے۔ کہ جب یہ دھاتیں مر جاتی ہیں۔ تو ان کے
اندر یہ علامات ظاہر نہیں ہوتے۔ خاص دھاتیں ہمیشہ خاص شکلوں
کے کرسٹل میں ہی پائی جاتی ہیں اور ان شکلوں سے ان دھاتوں کی پہچان
کی جاتی ہے ان کے اڑ دیئے جانے کے بعد ویسے کرسٹل نہیں بنتے آکسیجن
اور ہائیڈروجن گیس کی رجن کے میل سے پانی بنتا ہے ان آپس کی کشش
اسی طرح کی ہے۔ جیسے نر کے بیج یعنی سپرم کی اور مادہ بیج یعنی اووم
سے ہے۔ بعضے ان آرگینک عنصر آپس میں میل کرتے ہیں۔ مگر جب
ان کو اپنا خاص کشش رکھنے والا ساتھی کہیں ملتا ہے۔ تو وہ فوراً اپنے
عارضی ساتھی کو چھوڑ کر اصلی ساتھی سے جا ملتے ہیں۔ یہی گن کشش اور نفرت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

شروع کے پرماؤں میں محوری اور مرکزی گردش کی وجہ سے ایک طرف کھینچتے اور پرے ہٹاتے ہیں۔ اور یہی گُن حیوانوں میں آکر راگ و دویش کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۱۔ جیون کے لکھشن آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہیں

شاستروں میں جیو کے لکھشن راگ۔ دویش۔ سکھ۔ دکھ۔ اچھیا پریتن کئے ہیں۔ جیو زندگی (جیون) کے ارتھ میں سمجھنا چاہئے۔ بائلوجی یعنی جیون وِدّیا کے جاننے والوں نے بھی زندگی کے لکھشن قریباً ویسے ہی کئے ہیں زندگی کا بیج پرکرتی کے اندر پرتی بن کر شروع سے ہی ہر شے میں موجود ہوتا ہے۔ اور اُس کی آئندہ کی ترقی اس کے بیرونی اور اندرونی حالات معلوم ہونے پر ہوتی ہے۔ ہر ایک زندہ شے کو بیرونی اثرات سے مؤثر ہو کر اپنے آپ کو اندرونی طور پر اُس کے مطابق کرنا پڑتا ہے۔ خاص اثرات کے نیچے بار بار آنے سے وہ خاص شکتیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کو اِندریاں کہا جاتا ہے۔ انہی بیرونی اثرات کے نیچے ہر ایک جاندار کے بیرونی حصے کھال ریشے یعنی Nerves پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سنسکار جسم کے اندر داخل ہوتے ہیں۔

زوآلوجی یعنی علمِ حیوانات کا مطالعہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح نہایت ادنیٰ درجہ کی مخلوقات میں صرف ایک ہی اندری ہوتی ہے۔ اِس سے وہ اپنا سارا کام لیتے ہیں۔ جُوں جُوں گردی حالات تبدیل ہوتے ہوئے ان پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ تو ان میں مختلف حسوں اور اِندریوں کی باقاعدہ ترقی ہو جاتی ہے۔ پہلے پہل سب اثرات صرف چمڑے یعنی بیرونی کھال پر ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ ریڑھ یعنی Spinal cord پیدا ہو جاتی ہے۔ آہستہ آہستہ اس کے ساتھ دماغ بنتا ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہ دماغ سمجھدار حیوانوں کے اندر زیادہ ترقی یافتہ حالت میں ہوتا ہے۔ وحشی انسان کا دماغ حیوانوں کے دماغ کی طرح ہوتا ہے۔ شائستہ انسان کے اندر دماغ بہت ترقی یافتہ حالت میں پایا جاتا ہے دماغی ترقی کے ساتھ ساتھ اندریوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اس طرح پر نر اندریہ اہنکار سے پیدا ہوئے پانچ بھوت سہ اندریہ پرکرتی پر اثر ڈال کر اندریوں کا وجود استھول حالت میں لے آتے ہیں۔ سانکھیہ اس کے ساتھ ایک اور بات اینزاد کرتا ہے۔ وہ یہ کہ گو سہ اندریہ پرکرتی پر روشنی کا اثر پڑنے سے آنکھ پیدا ہوتی ہے۔ لیکن دیکھنے کی خواہش پہلے ہی سے موجود رہتی ہے۔

۵۳ - یہ حرکت اور اُنتی ریلیٹو یعنی سا پکھشک ہے

تیرہ ادھیا کا ۱۹ - ۲۰ شلوک کہتا ہے۔ کہ پرش اور پرکرتی انادی ہیں۔ سب گُن اور وکار پرکرتی میں پیدا ہوتے ہیں۔ کاریہ کارن کے سلسلہ کا منبع بھی یہی ہے۔ ۳۰ شلوک میں کہا ہے۔ کہ جو شخص انیکتا کو ایک سے نکلے ہوئے جانتا ہے۔ وہی گیان کو حاصل کرتا ہے جیسے کہ سوت ایک ہی ہے۔ مگر کپڑے مختلف ہیں۔ لوہا ایک ہے۔ مگر اوزار علیحدہ علیحدہ بنائے جاتے ہیں۔ ادھیاۓ ۱۴ کا ۱۹ شلوک کہتا ہے۔ کہ پرکرتی پرش کا سبھاو ہے۔ اور پرش پرکرتی سے پرے ہے۔ جیسے مکڑی اپنے گرد جالا تنتی ہے۔ اور ریشم کا کیڑا اپنے گرد کویا بناتا ہے۔ ایسا ہی یہ سارا سنسار پرکرتی سے بنا ہے۔ یہ سرشٹی پرکرتی کے اندر حرکت کا نتیجہ ہے۔ جس میں پیدائش اور موت صرف تبدیلی شکل اور نقل مکان کے طور پر ہیں۔ حرکت ریلیٹو ہے۔ یعنی ایک دوسرے کے سنبندھ سے ہوتی ہے۔ چلتی ہوئی گاڑی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو باہر کی ساکن اشیا متحرک نظر آتی ہیں۔ سانکھیہ کا مت ہے۔ کہ پرکرتی اپنے آپ کو پرش کے سامنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کتاب کے ورقوں کی طرح رکھتی جارہی ہے۔ جیسے کشتی میں بیٹھے ہوئے کو کنارا چلتا دکھائی دیتا ہے۔ ویسے ہی پُرش گھومتی ہوئی پرکرتی کو نہ جان کر اپنے آپ کو حرکت کرتا ہوا خیال کرتا ہے۔

اگر بحیثیت مجموعی سنسار کو دیکھا جائے۔ تو اس میں حرکت کا ہونا ممکن نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جب پرکرتی ساکن ہوئی۔ تو اس میں نہ حرکت ہوئی نہ کچھ پیدا ہوا۔ نہ کچھ ناش ہوا اسی بنا پر کہا جاسکتا ہے۔ کہ برہم کے نکتۂ خیال سے کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوتی ہے۔ لیکن انسانی نکتۂ خیال سے اپنتی اور پرلے سچے واقعات ہیں۔ اور ایسی ہی اصلیت رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ہم اور تم۔ ان دو نقطۂ خیالوں کو ہمیشہ مدنظر رکھنے سے گیتا کے وہ معمہ حل ہوتے ہیں۔ جن کو ہم متضاد امور خیال کرتے ہیں۔ مثلاً گیتا کے ۱۳۔ ادھیا سے ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶ اشلوکوں میں کہا ہے۔ کہ وہ برہم اندریاں نہیں رکھتا۔ مگر سب کچھ کرتا ہے۔ وہ نرگن ہے۔ مگر سب گنوں والا ہے۔ اندر باہر اچل ہے۔ مگر حرکت کرتا ہے۔ دور سے دور اور نزدیک سے نزدیک ہے۔ ناقابل تقسیم ہو کر وہ تقسیم شدہ ہے۔ وہی سرشٹی کو پیدا کرتا۔ چلاتا اور جذب کرتا ہے۔

بھوتک سرشٹی

۵۴۔ درخت بیج میں پایا جاتا ہے شہر مٹی کے ذروں میں

اُدّالک رشی نے اپنے بیٹے شنویت کیتو سے کہا۔ کہ بڑ کا ایک پھل لے آ۔ وہ لے آیا۔ اُسے کہا۔ کہ اس کو توڑو اور دیکھو کہ اس میں کیا ہے۔ جواب دیا۔ کہ اس میں انگنت ننھے ننھے بیج ہیں۔ اس کے اندر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایک ننھا سا بیج اُٹھا کر کہا - دیکھو اس میں کیا نظر آتا ہے - سوتیت کیتو نے کہا - بس اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا - اس پر اودالک رشی نے کہا - کہ جس کے اندر تم کو کچھ دکھائی نہیں دیتا - وہاں پر بڑ کا ایک بڑا درخت ہے - اسی ننھے بیج کے اندر درخت کا تنا - شاخیں اور پتّے اور پھل پیدا کرنے کا سامان موجود ہے - ایک اور درشٹانت لے کر دیکھیں - ایک بڑا خوب صورت شہر ہے - اُس کے اندر بڑے عالیشان محل - مکانات اور حویلیاں ہیں - یہ سب کس چیز سے بنے ہیں؟ اینٹ چونہ اور پتھر سے - اینٹ چونہ اور پتھر کیا چیز ہیں؟ : سب ریت کے ذرّے مل کر بنے ہیں - آخیر میں یہ ذرّے ہیں جن کے میل سے اتنے بڑے اختلافات کا ظہور اس شہر کی شکل میں ہوتا ہے -

۵۵ - سیل زندگی کا بیج ہے

ہم نے دیکھا - کہ انوؤں Molecules سے سب سرشٹی بنی ہے - بائی آلوجی (جیون ودّیا) ہمیں بتاتی ہے - کہ تمام قسم کے جاندار جن میں نباتات بھی شامل ہیں - ایک نہایت ہی باریک بیج سے بنتے ہیں جسے سیل Cell کہا جاتا ہے - کہ اسے خالی آنکھ دیکھ نہیں سکتی یہ خوردبین کی امداد سے دیکھی جاتی ہے - یہ سیل زندگی کا مرکز ہے اسے ہم جیون کوش کہہ سکتے ہیں - اسی جیون کوش کا آغاز ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا - اس کے متعلق کئی خیال دوڑائے گئے ہیں - ایک وِدوان کا خیال ہے کہ جب یہ زمین زندگی پیدا کرنے کے قابل ہو گئی - تو اُس وقت یہ سیل شاید کسی دوسرے آباد شدہ کرّے سے گر کر زمین پر پہنچا ہو - غور کرنے سے معلوم ہوگا - کہ اس جیون کوش کی بناوٹ اور پیدائش کا کوئی خاص طریقہ اور وقت ہونے کی تحقیقات بالکل بیہودہ معلوم ہوتی ہے - اگر جیون کوش کا کسی خاص وقت میں پیدا ہونا ممکن ہو تو ساری نباتات اور حیوانات کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہیجوں کا بھی ویسے ہی ایک خاص وقت میں علیحدہ علیحدہ پیدا ہونا ممکن ہے۔ جس حالت میں کہ سائنس تمام قسم کی مخلوقات رجیون کوش کے وکاش کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔ تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ سیل کیوں اس سلسلہ وکاش سے خارج کر کے اُس کے لئے کوئی خاص آغاز ڈھونڈھا جائے۔ جیسے پرمانوؤں کے اندر وکاش کا عمل ہونے سے اتنے تتو یا عنصر بنتے ہیں۔ ان ہی عنصروں میں اس عمل سے تمام دھاتو۔ اسی طرح ان دھاتووں کے اندر وکاش کے عمل سے جیون کوش پیدا ہوا ہے۔ اور اس سے تمام قسم کے جاندار ظاہر ہوتے ہیں۔

۵۶۔ جیون کوش یا سیل کی بناوٹ

جیون کوش یا سیل کی شکل نہایت باریک واٹرے کی سی ہوتی ہے اس کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ زندگی والے حصہ کا نام پروٹوپلازم رکھا گیا ہے۔ ایک پروٹوپلازم میں بارہ کروڑ پچاس لاکھ اٹم ہوتے ہیں۔ ملش کے ویر یہ کی سیل کا قطر انچ کا $\frac{1}{12}$ ہوتا ہے۔ یہ کوش خوراک لے کر ہضم کرتی اور پھیلنا شروع کرتی ہے۔ ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے سولہ کی ضرب کے حساب سے بڑھتی ہیں۔ ایک سکنڈ کے عرصہ میں ہزاروں۔ لاکھوں تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔ ایک ہی قسم کے بے انتہا کوش مل کر جب ایک ہی کام کرتی ہیں۔ تو اُن سے ایک ٹشیو Tissue بنتا ہے۔ بہت سے ٹشیو یا جزو مل کر جسم کے اعضاؤں کے مختلف حصے بنتے ہیں اور اپنا اپنا خاص کام کرتے ہیں۔ بنسپتی اور پشوؤں کے علاوہ ایک اور جانداروں کی قسم بکٹیریا ہے۔

یہ جاندار صرف خوردبین کے ذریعہ نظر آتے ہیں۔ معمولی خوردبین کی امداد سے معمولی آنکھ انچ کا لاکھواں حصہ انچ کے دسویں حصے کے برابر

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دیکھتی ہے۔ بکٹیریا کی بے انتہا قسمیں ہوا۔ پانی اور زمین کے اندر پائی جاتی ہیں۔ تھوڑی سی قسم کے بکٹیریا غلاظت میں پیدا ہوکر وبائی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ باقی کے اقسام مُضر نہیں۔ ان کا بڑا کام آرگینک مادہ میں سڑاند پیدا کرکے پھر اُسے اِن آرگینک حالت میں لانا ہے۔

بہتیرے بکٹیریا صرف ایک ہی کوش والے ہوتے ہیں۔ جیسے مونزا ایک مونیرا کی مقدار انچ کا ۱/ ـــــ حصہ ہوتی ہے۔ اگر گھاس کا پانی ست نکال کر رکھا جائے۔ تو دو دن میں اُن سے بھر جائے گا۔ امیبا پہلا جاندار ہے۔ جو کہ خوردبین سے اچھی طرح نظر آتا ہے۔ اس کی جیون کوش خود تقسیم ہوکر پھیلتی ہے۔ حیوانوں کے اندر کوش کی ترقی نباتات سے خوراک حاصل کرنے پر ہوتی ہے۔ نباتات کے مقدار بڑھانے کا بڑا کارخانہ ہے۔ پتوں میں سبز رنگ کی چیز ہوتی ہے۔ جسے کلوروفل کہتے ہیں۔ اس کا کام یہ ہے۔ کہ ہوا میں سے کاربانک ایسڈ گیس لے کر جو کہ حیوانات اپنے اندر سے خارج کرتے ہیں۔ سورج کی کرنوں کی مدد سے کوش کی تعداد کو بڑھائے۔

۵۷۔ مختلف پرانیوں کی اُتپتی

منوسمرتی آدی شاستروں میں سرشٹی کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے اُدوگ یعنی پرتھوی سے پیدا ہونے والی نباتات۔ کھیدج یعنی پسینہ اور میل سے پیدا ہونے والے جاندار۔ انڈج یعنی انڈوں سے پیدا ہونے والے اور جرآیج یعنی جیر کے ساتھ پیدا ہونے والے جاندار۔ برکھش جوئیں مچھلی پشو آدی ان کی مثالیں ہیں۔ گو مینڈکوں کی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے شریر کے سوکھے ہوئے ٹکڑے پڑے رہتے ہیں۔ اور برسات میں پھر اُن سے ہی مینڈک پیدا ہوجاتے ہیں۔ یہ تو سرشٹی کی تقسیم کا ایک

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پرانا موٹا سا طریقہ ہے۔ موجودہ زمانہ میں ڈاروِن بلاشُبہ علمِ زندگی کا
بانی سمجھا جانا چاہیئے۔ جس نے اپنے مشاہدہ اور تجربوں سے سب جاتیوں
کا ایک ہی جاتی Species سے رفتہ رفتہ وکاش کے ذریعہ پیدا ہونا ثابت
کیا ہے۔ گو اس اصُول کی جھلک پتنجلی کے مہابھاشیہ کے ایک سُوتر میں
ملتی ہے۔ وہاں لکھا ہے (جاتیہ انترا پریِنام پرکرتیہ انوپورا) یعنی
پرکرتی کو اندر جذب کرنے سے جاتی ایک دُوسرے میں بدلتی جاتی ہے۔
اس کا مطلب یہ کہ بیرونی اثرات سے موثر ہو کر جاتی وکاش دوارا ترقی
کرتی ہے۔ اور اس طرح ایمیبا اپنے اندر پرکرتی کے گن جمع کرتا ہوا ایک
دن دیوتا بن سکتا ہے۔ ایک کوش (سیل) سے سرشٹی کا ہونا آسان معلوم
ہوگا۔ اگر ہم کو یہ خیال رہے۔ کہ ابتدا میں صرف چند آوازیں انسان سے
نکلیں۔ جن کے بعد میں نشان بناتے گئے۔ انہی چند آوازوں کے اکٹھا
ہونے سے لفظ اور لفظوں سے زبان اور ایک زبان سے ہزاروں زبانیں
پیدا ہو گئی ہیں۔ اسی طرح شروع میں صرف دس تک گنتی بنی۔ اِن دس
ہندسوں کی بنیاد پر بڑے لمبے چوڑے اور پیچیدہ حساب کے قاعدے بنائے
گئے ہیں ۔

۵۸۔ ڈاروِن کا اصول۔ قانونِ انتخاب اور یوگیہ کا پھیلاؤ۔

ڈاروِن نے اس وکاش کی تہ میں ایک اور اصول کام کرتا ہوا
دریافت کیا۔ جسے یوگیہ کا زندہ رہنا کہنا چاہیئے۔ یوگیہ کے یہ معنے نہ سمجھنے
چاہئیں۔ کہ وہ ضروری طور پر اچھا ہی ہو۔ بلکہ وہ جو کہ اپنے اندر گرد
نواحی حالات کے ساتھ زیادہ مطابقت پیدا کر سکے۔ بیرونی حالات
دو قسم کے ہیں۔ موافق اور ناموافق۔ موافق حالات کو اپنے فائدے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بدن استعمال کرنا اور ناموافق حالات سے بچاؤ کی کوشش کرنا زندگی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ یوں بھی قدرتی بات ہے۔ کہ موافق حالات کے اندر رہنے سے ہر ایک جاندار کو سکھ معلوم ہوتا ہے۔ اور ناموافق حالات کے اندر دُکھ ہوتا ہے۔ اسی لئے ایک کے لئے راگ اور دوسرے کے لئے دویش بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک جاندار کو اپنے آپ کو زندہ رکھنے کے لئے دوسرے جانداروں کے مقابلہ پر جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اسی جدوجہد کے اندر ایک جاتی کے اندر اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور نئی جاتی کی بُکھیا وپڑ جاتی ہے۔ کمزوروں کا ناش ہوتا ہے۔ اور طاقتور کی ترقی ہوتی ہے۔ مثلاً ہرنوں کو طاقتور جانوروں سے شکار ہو جانے کا ڈر رہتا ہے۔ تیز بھاگنے سے ہی اُن کا بچاؤ ہے۔ انتخاب کے قانون کے مطابق صرف وہی ہرن بچ سکیں گے۔ جو کہ زیادہ تیز بھاگنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ انہی کی نسل ترقی کرتی ہے۔ اسی طرح جہاں زیادہ سردی پڑتی ہو۔ وہاں لمبی لمبی پشم رکھنے والے جانوروں کی نسل ترقی کریگی۔ دوسرے سردی سے جلدی مر جائیں گے۔ درختوں میں رہنے والے صرف وہی تِنگے ترقی کریں گے۔ جن کا رنگ درختوں کے پتوں سے زیادہ مشابہت رکھتا ہو۔ کیونکہ پہچانے نہ جا کر آسانی سے شکار نہیں کئے جا سکتے۔ سمجھدار جانداروں کی حالت میں وہی زیادہ ترقی کرینگے۔ جو اپنی سوچ سے اپنے آپ کو گردونواحی حالات کے مطابق بنا سکیں۔

۵۹۔ منش جاتی تک آنے میں کتنا زمانہ لگا

اس طرح جاتیاں ترقی کرتے کرتے وکاس اور انتخاب کے قانونوں کے مطابق آخر میں منش جاتی پیدا ہوتی ہے۔ اسی وکاش کی مثالیں ہم اپنے سامنے انسان کی بنائی اشیاء گھڑی یا موٹر سائیکل وغیرہ کے اندر پاتے ہیں۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

موجودہ زمانہ کی گھڑی کو مکمل ہوتے کوئی تین سو سال کے قریب عرصہ لگا ہے
اس زمانہ میں یہ کئی طرح کی مختلف شکلوں سے ہو کر گذری ہے۔ لکڑی کے
کھلونوں سے شروع کر کے سینکڑوں اقسام کے مختلف سائیکلوں کو درجہ بدرجہ
ترقی کا نتیجہ موجودہ سائیکل ہے۔ اگر ان درمیانی حالتوں کا پتہ لگانے کی
کوشش کی جائے تو کسی دوکان سے وہ پرانے نمونے دستیاب نہیں ہو
سکتے۔ اسی طرح قدرت بھی اُن تمام نمونوں کو جو اُس کے کام نہیں آتے۔
پھینکتی جاتی ہے۔ زمین کے متعلق پراچین وستوؤں کے علم آرکیالوجی
سے ہمیں اس بارہ میں امداد ملتی ہے۔ پرانی ہڈیوں کی تحقیقات سے معلوم
ہوا ہے۔ کہ اس زمین پر تین قسم کے بڑے حیوانات کو کس قدر زمانہ لگا ہے
پہلا زمانہ مچھلیوں کا زمانہ گنا جاتا ہے۔ جس کی عمر تین کروڑ چالیس لاکھ
سال ہے۔ اس زمانہ میں زمین پر صرف مچھلیاں ہی موجود تھیں۔ اس کے
بعد دوسرا زمانہ رینگنے والے جانوروں کا ہے۔ جس کی عمر ایک کروڑ
دس لاکھ سال کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کے گذر جانے پر موجودہ زمانہ
دودھ پلانے والے جانوروں کا آیا ہے۔ جس کی عمر اب تک تیس لاکھ
سال گزر چکی ہے۔ ان زمانوں سے پہلے دو زمانے بلا ہڈی جاندار وں کے
گذرے ہیں۔ جن کی عمر کسی طرح سے اندازہ میں نہیں آ سکتی۔ ان میں
سے ایک سیل (کوش) والے اور بعد از ان زیادہ کوشوں والے جاندار تھے۔
ان مختلف جونیوں کی تعداد جن میں سے حیوانی زندگی گزری ہے۔ شمار
نہیں کی جا سکتی۔ جیون ودیا کا بڑا ودوان ہیکل اپنی کتاب Lost
Link میں لکھتا ہے۔ کہ زندگی کے شروع ہونے سے انسان تک پہنچنے میں
۵۶ لاکھ ... ہزار جونیاں ہوتی ہیں۔ جو کہ گم ہو چکی ہیں۔ یا زندہ ہیں۔ اچنبھے
کی بات ہے۔ کہ پورانوں میں بھی یہی خیال پایا جاتا ہے۔ کہ جیو کو منش جونی
حاصل کرنے میں ۸۴ لاکھ جونیوں سے گذرنا پڑتا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

٦٠ - منش بھی برہمانڈ کے بڑے کارخانہ کا ایک ادنےٰ پُرزہ ہے

وکاش کے اصول پر بڑی ہنسی اس لئے کی جاتی ہے - کہ منش سے پہلی جُون بندر ہے - تو کیا انسان ایک معنے میں بندر کی اولاد ہوئی کیسچ یہ ہے - کہ اس امر سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں - سرشٹی کے شروع سے جب پرمانوؤں میں وکاش کا اصول کام کرتا ہے - جن سے سارا برہمانڈ بنتا ہے - تو اگر وہی اصول جاتی کے اندر کام کرکے نئی نئی جاتیاں پیدا کرے تو اس میں آشچریہ ہی کیا ہے - وحشی انسانوں کے کئی ایسے جنگلی قبیلے پائے جاتے ہیں - جن کو اعلےٰ قسم کے بندروں سے تمیز کرنا مشکل ہے - چین اور ہمالیہ کے درمیانی جنگلوں میں ایسے شکل کے حیوان ہیں جو انسان اور بندر دونوں سے مشابہت رکھتے ہیں - حال ہی میں جاوا میں ایک پرانی نسل کی ہڈیاں ملی ہیں - جن کو سائنس دانوں نے بلا دُم کے بندروں کے پنجر سمجھ کر انسان اور بندر کے درمیان ملانے والی جاتی قرار دیا ہے - ہمیں بندر سے پیدا ہوئی نسل کہلانے میں جو شرم محسوس ہوتی ہے - وہ بالکل دُور ہو جائے - اگر ہم اپنی آغاز کا خیال رکھیں وہ سپرم - تخم کیا ہوتا ہے - جس سے کہ ہم بنتے ہیں - اور پھر نو ماہ کے اندر اس کی شکل میں کیا کیا تبدیلیاں ہوتی ہیں ؟ خیال ہے - کہ اس عرصہ کے اندر وہ تمام حالتوں میں سے ہو گزرتا ہے - جو کہ ایک سیل کو انسان کے درجہ تک پہنچنے میں گزرنی پڑتی ہیں - ایمبریالوجی یعنی ماں کے پیٹ کے اندر بچہ کے علم ۱ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے - کہ انسان، سؤر - کتے اور خرگوش کے بچوں کی ترقی پیٹ میں بہت عرصہ تک ایک ہی طرز پر ہوتی ہے - اور وہ کئی ماہ تک ایک دوسرے کی ہمشکل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رہتے ہیں - بعد میں آکر اختلاف شروع ہوتا ہے - سرشٹی کے وکاش کا
اصول یہ سکھاتا ہے - کہ انسان کوئی خاص طور پر پیدا کی ہوئی علیحدہ ہستی
نہیں - بلکہ برہمانڈ کا ایسا ہی ایک ٹکڑا ہے - جیسا کہ ایک ادنےٰ پرمانو -
برہمانڈ کے ساتھ سچّا بھراتری بھاو اسی تعلیم سے پیدا ہو سکتا ہے ۔

۶۱ - کیا گیان دماغ میں ہوتا ہے جو کہ مائنڈ کا لوتھڑا ہے

بڑا سوال یہ ہے - کہ "ایگو" "میں ہوں" کا گیان کس کو ہے ؟
جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے - سائیکالوجی یعنی من - بھاو - ودّیا
کے جاننے والے بتاتے ہیں - کہ شریر کے اندر ہر جگہ دو پرکار کی رگیں
موجود ہیں - بیرونی اثرات کو اندر لے جانے والی سنسری اور
اندر سے باہر لانے والی موٹر رگیں کہلاتی ہیں - ابتدائی حالت میں
یہ رگیں نہیں ہوتیں - سارا شریر ہی اثر پذیر ہوتا ہے - آہستہ آہستہ
جسم کی کھال کا حصہ اس کام میں لگ جاتا ہے - اور بہت سی جونیاں
گزر جانے پر ریڑھ کی نس پیدا ہو جاتی ہے - جس سے لاانتہا رگیں
نکل کر چمڑے کے ہر مقام پر پائی جاتی ہیں - آگے ترقی کرتے ہوئے
ریڑھ کے ایک سرے پر دماغ بننا شروع ہو جاتا ہے - جو کہ حیوانوں
میں بتدریج بڑھتے بڑھتے شائستہ انسان کے اندر بڑی مقدار کا ہو جاتا
ہے - اب ہر ایک چیز جو کسی نس پر اثر کرتی ہے - وہ سنسکار کی شکل میں
ریڑھ یا دماغ میں جمع ہوتا ہے - ان کو محسوسات کہنا چاہیئے - یہ اثر آرام
اور دکھ دینے والے ہوتے ہیں - جب ایک اثر ایک دفعہ ہو کر دوبارہ ہوتا
ہے - تو اس سے اس کے پہلے واقعہ ہونے کا گیان پیدا ہوتا ہے جیسا کہ
آنکھ پر ایک تصویر ایک دفعہ آتی ہے - دوسری دفعہ وہی تصویر آنے سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گیان پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ آگے دیکھی جا چکی ہے۔ ان حسّوں یا سنکاروں کے جمع ہونے سے ان کے لیئے خواہش اور نفرت کا بھاؤ بڑھتا ہے۔ ان سے ہمارے خیالات بنتے ہیں۔ اور اُن کے آرام دِہ یا تکالیف دِہ ہونے سے ان کے حق یا بر خلاف رائے قائم ہونے سے ارادہ کی طاقت یا Will پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہے۔ کہ بیرونی حسّوں یا سنکاروں کا ہم کو علم ہے۔ لیکن جسم کے اندرونی اعضاؤں کے کام کرنے کا ہم کو کوئی علم نہیں۔ گیتا کے ۱۳۔ ادھیائے کے ۵۔ اور ۶ شلوکوں میں کہا ہے۔ کہ یہ سب وِکار (تبدیلیاں) کھشیتر یعنی شریر میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب سچائی کا صرف ایک پہلو ہے۔ اصلی سوال وہاں کا وہاں ہی ہوتا ہے۔ جو کہ خود سائنس کا ایک لوتھڑا ہے؟

۶۲۔ دِماغ جڑ ہے۔ جڑ پرکرتی اپنے آپ کا گیان نہیں رکھ سکتی۔

موجودہ سائنس تو اسے کافی سمجھتی ہے۔ کہ مادہ یعنی پرکرتی ترقی کرتا ہے۔ اور یہ سب تبدیلیاں مادہ کے اندر ہی پیدا ہوتی ہیں۔ مگر آریہ شاستر اس کے مقابلہ میں مانتے ہیں۔ کہ دماغ میں گیان نہیں ہو سکتا۔ جاننے والے کو اپنے سروپ کا گیان ناممکن ہے۔ جیسے کہ آنکھ اپنے آپ کو دیکھ نہیں سکتی۔ یہ پُرش ہے۔ جو کہ چیتن رُوپ میں بیٹھا ہوا پرکرتی کے اندر یہ سب تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ اور ان کا تماشہ دیکھتا ہے۔

گیتا کے ۱۳۔ ادھیائے کے ۲۱ شلوک میں کہا ہے کہ "یہ پُرش ہے۔ جو کہ پرکرتی کے اِن سب گنوں کا مشاہدہ کرتا ہے"

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پُرش کا ان گنوں میں بندھ جاتا ہی اُس کے جنم مرن کا کارن ہوتا ہے " اگر اس وکاش کے سلسلے کے اندر پرکرتی کے ساتھ پُرش کو کام کرتا مانا جائے - تو یہ سلسلہ ایک پرکار کا آتمک وکاش ہو جاتا ہے - جس میں جتنی شکلیں پرکرتی دھارن کرتی ہے - وہ سب آتما کی اُنتی کی مختلف سیڑھیاں ہیں - جن کے ذریعہ پُرش زندگی کی نہائت ادنےٰ حالت سے شروع ہو کر اُونچی حالت کی طرف جاتا ہے - سوامی شنکر آچاریہ یہ مانتا ہے - کہ جس چیز میں اہنکار یعنی "میں" کا ہونا پایا جاتا ہے وہ پرکرتی کے اندر ایک سروویاپک شکتی یعنی پُرش کی (جدا کی ہوئی چیتنا individualized consciousness) ہے - یہی ذات ہے - جو پرکرتی کو مختلف اوستھاؤں میں بدلتی ہوئی اپنے خاص اُدیش کو پُورن کر رہی ہے - یہ اُدیش وہی ہے - جو پانی کے اس قطرے کا ہے - جو خواہ بادلوں کے ذریعہ سے خواہ زمین کے اندر سے ہو کر سمندر تک پہنچنے کے یتن میں لگا ہے - اسے آواگون کہا گیا ہے *

۶۳ - آتما کا آواگون کیا ہے ؟

علم اُقلیدس میں لڑکوں کو بتایا جاتا ہے - کہ نقطہ اور خط فرضی باتیں ہیں - وہ کچھ شے نہیں - لیکن اُن کی ہستی ہے - جس پر سارے حسابی علوم کا دارومدار ہے - افلاطون کہتا ہے - کہ یہ صرف "خیال" یا Idea ہے - جو کہ ایک شریر چھوڑ کر دوسرے میں جاتا ہے - شاپن ہاور کہتا ہے - کہ یہ صرف واسنا یا Will ہے جو کہ شریر بدلتی ہے بدھ مت والے اسے "کرم" کہتے ہیں - جو اپنے گرد اندریوں کا سوکھشم شریر اکٹھا کر لیتا ہے - یہ سوکھشم شریر ایک سے دوسرے ستھول شریر کو دھارن

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتا ہے - کرم کا خاتمہ ہی ان کے خیال میں نروان یا مکتی ہے - بدھ مت کے اندر آواگون کا بڑا درشٹانت بگولے کا دیا جاتا ہے - ہوا کے اندر حرکت ایک خاص شکل اختیار کر کے اپنے گرد مٹی کے ذرے جمع کر لیتی ہے - اس سے اس کا ایک خاص آکار بن جاتا ہے - جب یہ ایک جگہ ختم ہو جاتا ہے - تو وہی حرکت ایک اور جگہ جا نیا شریر دھارن کرتی ہے - آج کل کی ایجادوں میں بے تار تار برقی Wireless کی مثال اس سدھانت کو اور بھی واضح کرتی ہے - ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر دو مقاموں پر اوزار رکھے ہیں - آواز ایک خاص جگہ پیدا ہوتی ہے - اور ایتھر کے ذریعہ اسی لمحہ میں دوسرے اوزار میں جا ظاہر ہوتی ہے - اسی پرکار جب خاص قسم کے گن ایک جگہ چھوڑتے ہیں - تو اسی سمہ اپنے لائق دوسرے اوزار شریر میں جا داخل ہوتے ہیں - مولانا روم نے کہا ہے ؎

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

شمس تبریز کہتا ہے ؎

چندیں ہزاراں سال شد قالبم را ساختند -
این قالب جزوی مبیں - من عاشق دیرینہ ام
بانوح در کشتی بدم - با یوسف اندر قید چاہ
اندر دم عیسیٰ بدم - من عاشق دیرینہ ام
آدم نہ بود من بدم - عالم نبود و من بدم -
این دم نہ بود من بدم - من عاشق دیرینہ ام
شاہ حقیقت بودہ ام - پیر طریقت بودہ ام
شہر شریعت بودہ ام - من عاشق دیرینہ ام

(تبریز)

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۶۴- آواگون پر گیتا کیا کہتی ہے؟

گیتا کے ۱۴- ادھیائے کے ۵ شلوک میں کہا ہے۔ کہ پرکرتی کے گُن۔ ست۔ رج۔ تم۔ جیو کو شریر کے ساتھ باندھ دیتے ہیں +

ادھیائے ۱۵ کے ۷-۸-۱۰ شلوکوں میں بتایا ہے۔ کہ جیو لوک میں میرا ہی انش۔ جیو کی علیحدہ شکل میں اپنے گرد اندریاں اکھٹی کر کے پرکرتی کے اندر حرکت کرتا ہے۔ اور جب یہ شریر چھوڑتا ہے۔ تو ان کو ساتھ لے کر اس طرح سے چلا جاتا ہے جیسے کہ ہوا پھول میں سے سوگندھی کو لے جاتی ہے۔ اگیانی لوگ اس کے آنے جانے یا پرکرتی کے گنوں میں پھنسنے کو نہیں دیکھ سکتے صرف گیانیوں کو یہ نظر آتا ہے۔ ادھیائے ۲ کے ۱۳ شلوک میں بتایا ہے۔ کہ جیسے جیو کو اس شریر میں بچپن۔ جوانی اور بڑھاپا آتے ہیں۔ اسی طرح موت کے بعد نیا شریر مل جاتا ہے۔ آگے چل کر ۲۲ میں کہا ہے۔ کہ جیسے پھٹ جانے پر آدمی کپڑے اُتار دیتا ہے۔ ایسے ہی جیو ایک شریر چھوڑ کر دوسرا دھارن کر لیتا ہے۔ ۶- ادھیائے کا ۴۱-۴۲-۴۳- اور ادھیائے ۷ کا ۱۹- اور ادھیائے ۸ کا ۲۵ وغیرہ بھی آواگون کا بیان کرتے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پرش پرکرتی میں کیوں آپھنستا ہے؟ بات یہ ہے۔ کہ پرکرتی اور پرش دونوں لازم ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں رہ سکتے۔ گیتا میں ان دونوں کو برہم کے سبھاؤ کے پرا اور اپرا دو پہلو کہا ہے۔ پرلے کے وقت پرکرتی تم اوستھا میں ہوتی ہے۔ برہمانڈ اُتپتی کے وقت اس کی اوستھا رج کی ہو جاتی ہے۔ ست حالت میں پرش گیان کو پراپت ہو کر اپنے سروپ کو حاصل کرتا ہے +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۶۵۔ شرد ھا ہر سمے بدلتے رہنے سے منش بدلتا رہتا ہے

گیتا کے ۸۔ ادھیائے کے ۵۔۶۔۷۔ شلوکوں میں کہا ہے۔ کہ انت سمے یعنی مرتے وقت جو جس کا خیال ہوتا ہے۔ وہ ویسا ہی شریر گرہن کرتا ہے۔ ہے ارجن! اس لئے ہر وقت تو میرا دھیان رکھ۔ تاکہ انت سمے تجھے میرا خیال رہے اور تو میرے پاس آ سکے۔ ہر ایک منش ہر لمحہ میں اپنی ساری پچھلی زندگی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جوں جوں اس کے اوپر اور سنسکار پڑتے جاتے ہیں توں توں وہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ ان سنسکاروں کے مجموعے کا نام ہی کیریکٹر ہے۔ اس کیریکٹر سے وہ شردھا نموٹا پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ منش سے اور کرم کرا کے اور سنسکار اپنے گرد اکٹھا کرتی ہے۔ گیتا کے ادھیائے ۱۷ کے ۳ شلوک میں کہا ہے۔ کہ آدمی وہی ہے۔ جو اس کی شردھا ہے۔ کاریہ۔ کارن کا یہ سلسلہ منش کے اندر بھی ویسا ہی چلتا ہے۔ جیسا کہ برہمانڈ میں۔ ہماری خوراک کا بھی ہمارے سنسکار اور کرموں پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ ۱۷۔ ادھیائے کے ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ شلوک مختلف قسم کے بھوجنوں کے اثر کا بیان کرتے ہیں۔ اپنشد میں بھی کہا ہے۔ کہ آہار شدھ ہونے سے من صاف ہوتا ہے۔ بھیشم پتا۔ کی کہانی سے اس کا بڑا ثبوت ملتا ہے۔ بانوں کی سیج پر لیٹا ہوا وہ اپدیش کر رہا تھا۔ کہ جس سبھا میں انیائے ہو۔ دھرماتما کو اس سبھا سے اٹھ جانا چاہئے۔ اس پر پرشن کیا گیا۔ کہ دروپدی کی بے عزتی ہونے کے وقت تم کیوں سبھا میں بیٹھے رہے؟ اس کے اتر میں اس نے صاف مان لیا۔ کہ اس وقت پاپ کے ان نے میرے آتما کو ملین کر رکھا تھا۔

۶۶۔ منش کے اندر اچانک تبدیلی نہیں ہو سکتی

بعض اوقات آدمی گیتا کے خیال پر ہنسی کرتا ہے۔ یہ کہہ کر کہ آدمی ساری

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عمر پاپ کرتا رہے۔ اور آخیر وقت میں پرماتما کا دھیان کرلے۔ یہ تو مکتی کا سہج ہی طریقہ ہے۔ یہ بے سمجھی کی بات ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہو سکتا۔ کہ جس آدمی کا من خاص خاص خیالات میں پھنسا ہو۔ آخیر وقت میں اچانک پرمیشور کی طرف چلا جائے۔ برخلاف اُس کے اُس وقت بار بار وہی باتیں دل میں رنج اور افسوس کے ساتھ آتی ہیں۔ جن میں دل ہمیشہ رنگا رہا ہو۔ جن لوگوں کو کسی کو مرتے ہوئے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اُنہوں نے یہ مشاہدہ کیا ہوگا۔ کہ کس طرح پران تیاگتے ہوئے آدمی اُنہیں باتوں کا دھیان کرتا اور مُنہ سے ویسے ہی کلمات بڑبڑاتا ہے۔ جو ہمیشہ اُس کے دل میں رہی ہوں۔

منُشوں کے اندر اُن کے جیتے جی بھی جو اچانک تبدیلیوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ نہ صرف ظاہرا ایسی ہوتی ہیں۔ حقیقت میں نہیں ہوتیں۔ گو بالمیک ایک ڈاکو تھا۔ لیکن اُس سمہ میں بھی وہ اپنے ماتا پتا آدی سمبندھیوں کو سُکھ دینے کے لیے ڈاکے ڈالا کرتا تھا۔ اُس کی غرض اُس وقت بھی دوسروں کی بھلائی تھی۔ جو کہ رشی ہو جانے پر اُس کے اندر اور شکل میں ظاہر ہوئی۔ ظاہرا کاموں سے آدمی کی اصلیت ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اُس کی سرشٹ میں پائی جاتی ہے۔

اورنگ زیب آوائل زندگی میں شراب پیتا تھا۔ عیاش تھا تخت ملتے ہی بڑا متقی اور پرہیزگار بن گیا۔ دراصل جوانی چڑھتے ہی اُس کی ایک خواہش تھی۔ کہ اُسے تخت مل جائے۔ اپنے باپ کی مجلسوں میں ہردلعزیز بننے کے لیے وہ اُن کے طریقہ پر چلتا تھا۔ بعد میں اس مذہبی گروہ کو خوش کرنا اور مضبوط کرنا اسے مقصود تھا۔ جس نے اُسے تخت حاصل کرنے میں امداد دی تھی۔ اسی پرکار بندا ایک بیراگی سادھو سے ایک بڑا جرنیل بن گیا۔ اور اُس نے پنجاب کی آئندہ تاریخ بالکل اور بنا دی ہوتی۔ اگر باغبان پورہ کی لڑائی میں پانچ ہزار ست خالصہ گروہ اُس کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان صوبہ لاہور سے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہ جاملے ہوتے۔ اگر اس مشہور ہندو ہیرو کی اندرونی حالت کو دیکھا جائے۔ تو اُس کا دل وہی تھا۔ جیساکہ ہرن کے شکار کرتے اور اُس کے پیٹ کو چیرتے وقت تھا۔ ہرن کے پیٹ سے بچّہ نکلنے پر اُسے اتنا دُکھ ہوا۔ کہ اُسے دُنیا سے ویراگ ہو گیا۔ پھر اُسی ویراگی کی توجہ جب گورو گوبند سنگھ نے دیش کی دردناک حالت کی طرف دلائی۔ تو وہ جرنیل بن گیا۔

مانسک وکاش

۶۷۔ گیان کے وکاش پر مسٹر بکل کا سدھانت

جُوں جُوں برہمانڈ میں بھن بھن پرکار کے پرانی پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کے اندر دماغ کی آہستہ آہستہ ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جس سے گیان کی ابتدا پڑتی ہے اور مُنش جاتی کے اندر تو مانسک وکاش کا دورہ باقاعدہ شروع ہوتا ہے یہ وکاش کیونکر شروع ہوتا ہے۔ اور کن کارنوں سے ترقی کرتا ہے۔ اس وشے پر کئی سدھانت ہیں۔ جن میں سے ایک تو بکل Buckle کی ایکونامک ہسٹوری (مت) ہے۔ جو کہ اُس نے اپنی مشہور پُستک History of Civilization میں بیان کی ہے۔ اُس کے انوسار گیان کی ابتدا کے تین بڑے تمدّنی کارن ہیں۔ خوراک کی کثرت۔ آب و ہوا۔ قدرتی نظارے۔ جن ممالک میں تہذیب شروع ہوئی۔ اُن کی زمین کسی نہ کسی بڑے دریا سے سیراب ہونے کی وجہ سے خوراک بکثرت پیدا کرتی تھی۔ اور وہاں کی آب و ہوا گرم ہونے سے ضروریات بہت کم تھیں۔ نہ بڑے مکانوں کی ضرورت تھی۔ دریائے گنگا نیل۔ اور دجلہ فرات اس کی بڑی مثالیں ہیں۔ جہاں گیہوں۔ چاول اور کھجور بہت پیدا ہونے سے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

انسان کا پیٹ آسانی سے بھر سکتا تھا اور بہتیرے لوگوں کو سوچ وچار کا کافی موقعہ ملتا تھا۔ قدرتی نظارونکی موجودگی وہ اس لئے ضروری سمجھتا ہے۔ تاکہ انسان کو سوچنے کی طرف راغب کریں۔ لیکن وہ اتنے زیادہ نہ ہوں۔ کہ اس کے دماغ پر غالب آکر اُسے سوچنے سے روک دیں۔ اِن مقامات پر حالات ایسے ناموافق تھے۔ کہ وہاں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگئی۔ جن کے پاس کام کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور انہیں فراغت ہونے سے انسان کی موجودہ ترقی کی بنیاد ڈالنے کا موقعہ ملا۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہئے۔ کہ مختلف ممالک کی زمین اور آب و ہوا۔ انسان کے جسم رنگ۔ دماغ اور زبان پر نہایت عجیب و غریب اثر پیدا کرتی ہے انگلینڈ جاپان۔ افریقہ وغیرہ کے رہنے والے باشندوں کی شکلوں وغیرہ میں جس قدر فرق ہے۔ وہ سب ان کے اردگرد قدرت کے اثر سے ہے اسی طرح یونان کے ملک میں شہروں کی جمہوری سلطنتوں کی بنیاد اس لئے پڑی۔ کہ یونان میں اس قدر چھوٹی چھوٹی ناقابل گذر پہاڑیاں ہیں۔ کہ ان کا ایک گورنمنٹ کے ماتحت آنا ممکن نہ تھا۔

۶۸۔ ہربرٹ سپنسر کا متن۔ جیوانس کی حالت

ہربرٹ سپنسر و کاش کے اصول کے مطابق گیان کی ابتدا جیوانی زندگی میں سے ہی شروع ہوتی ہے۔ حیوانوں میں دو بڑی ضروریات یا خواہشیں پائی جاتی ہیں۔ اوّل پیٹ بھرنے کی خواہش اور دوسری دقت پر بھوگ کی دوسری خواہش کے ساتھ ساتھ اولاد کی محبت اور جاتی قائم رکھنے یا بڑھانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں خود زندہ رہنا اور نسل کی قائمی حیواتی زندگی کے دو بڑے بنیادی اصول ہیں۔ جانور دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اکٹھے رہ کر اپنی خوراک آسانی سے حاصل کر سکتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ جیسے کبوتر۔ ہرن۔ بھیڑ۔ وغیرہ۔ دوسرے وہ شکاری جانور ہیں
جن کو علیحدہ علیحدہ خوراک ڈھونڈھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ان کی مثالیں
باز۔ شیر اور کتّا ہیں۔ کتّا یہاں تک تو سمجھدار ہوتا ہے۔ کہ اپنی بچی سی
ہوئی ہڈّی کو دوسرے دن کے لئے رکھ دیتا ہے۔ اور اسے مٹی سے
ڈھانپ دیتا ہے۔ تاکہ دوسرا کوئی اسے کھا نہ لے۔ مگر ساتھ ہی اپنی
جاتی کا اتنا دشمن ہے۔ کہ اس کا نام گالی کی مثال بن گیا ہے۔ اس کے
متعلق کئی کہاوتیں مشہور کی گئی ہیں۔ ایک کتّا گاؤں میں تنگ آگیا۔ اس نے
کسی دوسرے گاؤں میں جانے کا ارادہ کیا۔ جہاں کہیں جاتا۔ وہاں کے کتّے
گاؤں سے میل بھر باہر آ کے دیکھ کر اس کے پیچھے پڑ جاتے اور واپس بھگا
دیتے۔ اسی طرح بھاگتا بھاگتا پھر اپنے گاؤں میں آ پہنچا۔ جب کتّوں نے اس
سے پوچھا پھر کیوں آ گئے۔ اس نے جواب دیا۔ آپ بھائیوں کی مہربانی سے
جہاں کہیں جاتا تھا۔ آگے سے ہی نکالنے پر تیار ہوتے تھے۔

پہلی قسم کے جانوروں کو سرکاری جانوروں سے بچنے کے لئے بھی اکٹھا
رہنا زیادہ مفید ہے۔ ان میں بہتیرے ایسے ہیں۔ جن کو بچوں کی مشترکہ
محبّت ہمیشہ جوڑی میں رہنا سکھا دیتی ہے۔ سارس پرندہ کی مثال بہت
عجیب ہے۔ ان کے اندر نر اور مادہ بچّوں کی جوڑی مقرر کرنے کے وقت
بہت سارے سارس اکٹھے ہو کر شادی کی طرح خوشی مناتے ہیں۔ اکٹھا
رہنے سے حیوانوں میں بھی ایک دوسرے سے ہمدردی اور مشترکہ حفاظت
کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ دو گھوڑے اکٹھے رہنے سے آپس میں جان تک نثار
کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہاتھیوں کی مثال اسے اور بھی واضح کرتی ہے۔ جب ان کا
گروہ جنگل میں چرنے جاتا ہے۔ تو ان کا لیڈر سب سے آگے ہوتا ہے۔ بچّے
بیچ میں ہوتے ہیں۔ دشمن کے مقابلہ میں بزدلی دکھانے پر لیڈر کو ہٹا دیا جاتا
ہے۔ خوراک مہیّا کرنے کے لئے اکٹھا رہنا چیونٹی اور شہد کی مکھی کی مثال

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ ان دونوں کے اندر مختلف قسم کے کام کرنے کے واسطے ورنوں کی طرح تقسیم پائی جاتی ہے۔ بعض کا کام خوراک جمع کرنا ہے بعض کا اولاد پیدا کرنا۔ بعض لڑنے کا کام کرتی ہیں۔ اور باقی سیوا کا کام کرتی ہیں ؛

(۶۹) وحشی انسان کی حالت میں ترقی۔

وحشی انسان بھی انہی حالات کے مطابق چلتے ہیں۔ اکٹھا رہنے پر ان کے اندر ہمدردی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ جوں جوں خوراک کی تلاش میں اوزاروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو یہ اوزار آہستہ آہستہ ملکیت یا یادگار کا کام دیتے ہیں۔ اس طرح اولاد کی محبت کے ساتھ جائیداد کی محبت کا بیج بویا جاتا ہے۔ خوراک حاصل کرنے کی غرض سے وحشی قبیلوں کی آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ ان لڑائیوں میں جو اشخاص اچھی طرح مقابلہ کر کے قبیلہ کو بچاتے ہیں۔ وہ بزرگ اور مرنے کے بعد دیوتا بن جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے کارناموں کو آئندہ نسل میں جاری رکھنا قبیلے کے لئے ضروری ہوتا ہے تاکہ بہادروں کے لئے تعریف اور بزدلوں سے نفرت پیدا ہو۔ ایسے بزرگوں کے مردہ جسموں کو قائم رکھنے کے لئے قبریں بنائی جاتی ہیں۔ ان قبروں کو پوجنا اور ان کے ساتھ مندروں کی تعمیر کرنا مذہب بنیاد ہے۔ ان کے اوصاف کو گانے والے اور لوگوں کو سنانے والے مذہبی لیڈر یا مجاور بن جاتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہربرٹ سپنسر مذہبی اور رسومات کا مطالعہ کر کے یہ نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ ان میں قبر پرستی کا رواج پایا جاتا تھا۔ مصری۔ اہل چلڈیا اور یہودی رُوح کا ڈبل مانا کرتے تھے۔ جو کہ خواب وغیرہ میں دکھائی دیتا تھا۔ اس ڈبل (جوڑا روح) کے لئے وہ قبر بنانا ضروری خیال کرتے تھے۔ لیکن آریہ جاتی کے لئے اس نتیجہ کا درست کہنا مشکل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مشکل ہے۔ اُن میں قبر پرستی کا نشان بھی نہ تھا۔ وہ مُردہ کو جلانا ہی دھرم سمجھتے تھے۔ کیونکہ اس نتیجہ کا اُس کے اندر سے آتما نکل کر کہیں اور چلی گئی ہے۔ جو رواج پُرانے یونان وغیرہ ممالک میں قُدرتی طاقتوں کو ذی رُوح سمجھ کر پرستش کا پایا جاتا تھا۔ اس کا بھی قبر پرستی سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا +

۷۰۔ اس قسم کی دلائیل کی بنا پر اوپر بیان کئے نتائج نکالنا فلاسفی کا ڈیڈکٹو (Deductive) طریقہ کہا جاتا ہے۔ یہ طریقہ یورپ میں سولھویں صدی میں بیکن (Bacon) نے جاری کیا۔ اس کا اصول یہ ہے۔ کہ سائنس کی امداد سے جو تجربات و مشاہدات عمل میں آئے ہوں۔ اُن کو یکجا کر کے اُن سے خاص قوانین کو نکالا جاتا ہے۔ اس سے پیشتر کے زمانہ میں پُرانی دُنیا کی فلاسفی کا طریقہ انڈکٹو (Inductive) رہا ہے۔ اس کے مطابق معمولی مُشاہدات میں سے خیالی طاقت کے ذریعے خاص اصول قائم کر کے اُن سے عام نتیجے نکالے جاتے ہیں۔ موجودہ فلاسفر ڈیڈیکٹو طریقہ کو کتنا ہی اچھا کہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ پُرانے طریقہ کے کسی بڑی فلاسفی نہ ہونے پر کی بُنیاد نہیں پڑ سکتی تھی۔ انسان کی اِبتدائی حالت میں غیر معمولی دماغ رکھنے والے اشخاص کئی ہوئے۔ جنہوں نے دُنیا کی رہنمائی کی +

عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگر بچّے کو کچھ سکھایا نہ جائے۔ تو وہ بالکل وحشی سا بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ زبان کے نہ سکھانے سے وہ کچھ بول نہیں سکتا۔ اسی طرح جو گروہ وحشی حالت میں چلے آتے ہیں۔ وہ مُدتہا مدید سے اسی حالت میں ہیں۔ اُنہوں نے کوئی ترقی نہیں کی۔ سکھائے جانے پر اُن میں عجیب تبدیلی ہو گئی ہے +

بکل (Buckle) بھی یہ مانتا ہے۔ کہ دُنیا میں غیر معمولی عقل رکھنے والے انسان پیدا ہوتے ہیں۔ جو کہ انسانوں کے لئے دیپک کا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کام دیتے ہیں۔ انہیں وہ قدرت سے اوپر طاقت والا یعنی (Trans-scendental) مانتا ہے۔ اور اُن کے ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا۔ مذہب یہ کہتا ہے۔ کہ دُنیا کی رہنمائی کے لئے خدا ضرورت کے مطابق اپنے آپ کو انسانوں میں پرگٹ کرتا ہے۔ اس خیال کو گیتا کے چوتھے ادھیائے میں ظاہر کیا ہے۔ کہ دھرم کی حفاظت کے لئے جب جب ضرورت پڑتی ہے۔ تب تب میں جنم لیتا ہوں۔ سیمٹک مذاہب یعنی اسلام۔ عیسائی اور یہودی مذہب اسے مذہبی اصول بنا کر اس پر اپنی بنیاد رکھتے ہیں۔ خاص خاص اشخاص کو انہوں نے خدا کے پیغمبروں کا درجہ دیا ہے۔ جن کی طرف خدا اپنے فرشتے بطور قاصد بھیجتا تھا۔ اور بعض اوقات ان سے گفتگو بھی کیا کرتا تھا۔ یہ سب خدا کے احکام اور ہدایات اُن کی مقدس کتب میں پائے جاتے ہیں ❖

۱۷۔ آرین تھیوری۔ وید کا گیان انادی ہے

آریہ شاستر برہمانڈ کے سکل گیان کو وید کہتے ہیں۔ وید کو گیتا میں برہم کہا ہے۔ یہ گیان اٹل اور انادی ہے۔ اس گیان کو منتروں کی شکل میں دیکھنے اور واضح کرنے والے رشی کہلاتے ہیں۔ اس وشہ پر تھوڑا امت بھید پایا جاتا ہے۔ کہ آیا یہ سارا گیان منش سرشٹی کے شروع میں ہی چند رشیوں دوارا ظاہر ہوا۔ یا کہ مختلف وقتوں پر۔ ایک مت تو یہ ہے۔ کہ سب وید شروع میں ہی خاص منتروں کی شکل میں پرگٹ ہو گئے۔ اور ان منتروں کے ارتھ سمجھنے والے رشی بعد میں بھی ہوتے رہے۔ جن کے نام پر وہ منتر پائے جاتے ہیں۔ دوسرا امت یہ بھی ہے۔ کہ وید منتر بھی سمۓ کے بھید سے رشیوں کو پرگٹ ہوتے رہے ہیں۔ جن کے نام ان منتروں سے ملے ہیں ایک بات پر اتفاق ہے۔ کہ وید سوتہ پرمان ہیں۔ اور اُن کی نندا کرنے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

والا ناستک ہے۔ اگر پرانے آریہ ساہتیہ پر وچار کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ آریہ جاتی کے گیان کی ابتدا اور ترقی۔ اُن کے خیالات کی بلند پروازی اور قُدرت کے ساتھ براہ راست تعلق پر ہے۔ اس کے چار علیحدہ زمانے ہیں ویدک زمانہ میں رشی قدرت کے نظارہ کو دیکھ اس قسم کے پریم اور آشچریہ کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ پیدا ہونے کے بعد بچہ آنکھیں کھولتا ہے۔ اور دُنیا کی ہر ایک چیز یہاں تک کہ سورج چاند کو بھی اپنے ہاتھ میں لینے کی خواہش اور کوشش کرتا ہے۔ دُوسرا زمانہ اُپنشدوں کا ہے۔ جبکہ بُدھی شانت ہو کر دھیان میں لگی معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس وقت برہمانڈ کی تہ میں جو راز کام کرتے ہیں۔ اُن کی کھوج کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نچکیتا کا پرشن کیا خوب صُورت ہے؟ مرتیو کے بعد آتما کدھر جاتا ہے؟ میتری یاگیہ والکیہ سے پُوچھتی ہے۔ آتما کیا ہے؟ رشی کا جواب کتنا مہان ہے۔ تیسرے زمانہ میں ترک پردھان ہے۔ فلاسفی کے کئی سکول پیدا ہوتے ہیں۔ سارے سنسار کے اندر دُکھ دیکھتے ہیں۔ اور اس دُکھ کو دور کرنے کے لئے اپنے اپنے علاج ڈھونڈھتے ہیں۔ بُدھ مت اس فلاسفی کو مذہب کے درجہ میں لے جاتا ہے۔ ”خواہش چھوڑ دو۔ بس یہی نروان ہے“ گیتا اس فلاسفی کو شکھر پر لے جاتی ہے۔ جب یہ بتاتی ہے۔ کہ گیانی کی نظر میں سُکھ اور دُکھ دونوں برابر ہیں۔ ادھیائے ۲ کا ۵۶ شلوک اور ۱۴ ادھیائے کا ۲۴ و ۲۵ بتاتے ہیں ”دُکھ دُنیا میں ہے۔ اُٹھو ڈرو مت۔ اپنا فرض پُورا کرتے جاؤ۔ دُکھ سُکھ معلوم ہوگا“ بدھ مذہب دُکھ کے وجود سے گھبرا کر اس سے رہائی ڈھونڈھتا ہے۔ گیتا دُکھ کے اوپر فتح حاصل کر کے اُسی کو سُکھ میں بدل دیتی ہے۔

چوتھا پوراننک زمانہ ہے۔ جس میں ہائی تھالوجی کا رواج پایا جاتا ہے جو کہ زبان کی ایک بیماری ہے۔ جس سے لوگ پرانی بھاشا کے الفاظ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے استعمال کو نہ سمجھ کر اپنے حالات کے مُطابق شبدوں کا ارتھ کرتے ہیں۔ اور اُلٹا مطلب نکالتے ہیں۔ یہ دُنیا کے ناش اور لوگوں کی گراوٹ کا نتیجہ ہوتی ہے ؛

۴۷۔ زبان کا آغاز۔ مختلف مت

گیان کی ابتدا کے ساتھ زبان کے آغاز کا سوال بھی ملا ہوا ہے۔ اِس وشے پر بھی وچار ضروری ہے۔ سوامی دیانند تو وید گیان کے ساتھ شبد کو بھی انادی مانتے ہیں۔ شبد گیان کا لباس ہیں۔ جب رشیوں کے ہردے میں گیان کا پرکاش ہوا۔ وہ ان ہی شبدوں دوارا ہوا۔ تلک مہاراج وید گیان کو انادی مانتے ہیں۔ پرنتو وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہر گلیشیل پیریڈ Glacial Period کے انت میں اس پرتھوی پر طوفان آتا ہے۔ جو کہ بیس پچیس ہزار برس ایک پرلے سی ہوتی ہے۔ تب یہ گیان بطور خیالات کے یاد رہ جاتا ہے۔ جو کہ پھر سرشٹی پھیلنے پر رشی اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ منو سمرتی میں اس طوفان کو منو کا طوفان کہا ہے غالباً اسی کو بائیبل نُوح کا طوفان بتاتی ہے۔ لفظ منو اور نوح میں بہت مشابہت پائی جاتی ہے ؛

شری بابو اروند و گھوش نے زبان کی ابتدا کو وکاش کے سدھانت کے انوسار ثابت کیا ہے۔ اُن کے نتیجہ اس طرح پر ہیں۔ کہ شروع دُنیا میں انسان حیوانوں کی طرح چند آوازیں نکالتے تھے۔ اُن آوازوں کو اُنہوں نے Seed sound یا بیج آوازیں کہا ہے۔ وہ آوازیں خاص حرکات کے تعلق سے خاص مطلب کو ادا کرتی تھیں۔ عرصہ کے بعد جب ان آوازوں کے کئی مختلف معنے سمجھے جانے لگے۔ تو یہ Root sound یعنی دھاتو بن گئیں۔ جوں جوں ان دھاتوؤں کے استعمال

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور معنے بڑھتے گئے۔ اُن سے کئی کئی شبد بننے شروع ہوئے۔ پہلے پہلے یہ لفظ کا لیکٹو یعنی گروہی معنوں میں استعمال ہوتے تھے۔ جس سے ایک شبد موقعہ کے مطابق کئی معنے دیتا تھا۔ اِن لفظوں کو فلوئڈ یعنی مائع یا آسانی سے بدلنے والے کہا گیا ہے۔ ویدوں کے بہت سے شبد اس قسم کے ہیں۔ بہت عرصہ گذرنے پر ان الفاظ کی تعداد بہت بڑھی۔ تو ایک ایک لفظ خاص خاص معنے دینے لگا۔ تب اُس کے معنے محدود ہو گئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ پرانی سنسکرت میں سلیش کا (ایک لفظ کئی معنوں میں) استعمال بہت پایا جاتا ہے۔ یہ تحقیقات علم زبان کو بالکل ایک نئی روشنی میں ظاہر کرتی ہے۔ اس نقطۂ خیال سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ نہ صرف آریہ نسل کی شاخوں کی زبانیں بلکہ دوسری زبانیں بھی ویدک بھاشا سے خاص سمبندھ رکھتی ہیں اور اِن سب کا مخزن ویدک زبان ہے۔

۳۷ - حروف کی اِبتدا

اکثر ملل (حروف) کی ایجاد میں دُوسری جاتیوں کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے۔ سب سے قدیم لکھنے کا ہنر چینیوں کا معلوم ہوتا ہے۔ چین میں ہر ایک پُورے فقرے کے لئے خاص نشان ہیں۔ جو شخص زبان میں ماہر ہونا چاہے۔ اُسے کوئی ۵۰ ہزار نشان یاد کرنے پڑھتے ہیں۔ معمولی لکھے پڑھے شخص کے لئے دو تین ہزار نشانوں کا جاننا ضروری ہے۔ اہل چین نے ساتویں صدی سے پہلے ہی چھاپا خانہ اور اخباریں جاری کی تھیں۔ یُورپی پادریوں نے چھاپہ کا ہُنر یہاں سے لے جا کر یورپ میں جاری کیا۔ اہل مصر جانوروں کی دوسری تصویریں ڈالکر لکھا کرتے تھے۔ ایک تصویر موقعہ کے مطابق کئی الفاظ کے لئے علامت ہوتی تھی۔ اس زبان کو "ہیرو گلیفک" کہا جاتا ہے۔ پچھلی صدی کے درمیان میں ایک کتبہ ملا۔ جس پر کہ لاطینی الفاظ اور تصویریں موجود

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھیں۔ اس سے اس کے پڑھنے میں کامیابی ہوئی۔ جس کی امداد سے مسیح سے چھ سات ہزار سال پہلے مصر کی تاریخ دریافت ہو گئی۔ اہل چلڈیا کا طریقہ (ال) خطوط کے ذریعے لکھنے کا تھا۔ اسے کیونی فارم طریقہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ اینٹوں پر کتابیں لکھکر آگ میں پکا لیتے تھے۔ ایسی کتابوں کی ایک لائبریری نینوا کے محلوں کے کھنڈرات میں پائی گئی۔ ٹائر (Tyre) میں رہنے والے فی نی شین (Phonician) لوگ تھے۔ جنہوں نے خاص آوازوں کے لئے خاص نشانات مقرر کئے۔ جو کہ حروف کی شکل میں تھے۔ یہ حروف ایک شخص Codmus نامی Thebes کا رہنے والا پندرہ سو سال قبل مسیح یونان میں لے گیا۔ جہاں سے روما میں اور وہاں سے تمام یوروپ میں اُن کا رواج ہوا ہے۔

فی نی شیا اور چیلڈیا کے حروف ملا کر بیبی لونیا کے حروف بنائے گئے۔ بیبی لونیا کے حروف سے عربی کے حروف پیدا ہوئے۔ پُرانے پارسی لوگوں نے بھی اگرچہ اُن کی بھاشا آریہ بھاشا کی شاخ ہے۔ حروف کی نقل یہاں سے کی۔ دیوناگری کے اکثر نہایت ہی سائنٹیفک طریقہ پر بنائے گئے ہیں۔ صرف یہی حروف ہیں۔ جو کہ فونوٹک کہے جا سکتے ہیں۔ یعنی جتنی آواز منہ سے نکلتی ہے۔ اتنی ہی لکھی جاتی ہے۔ اور جو لکھی جاتی ہے وہی بولی جاتی ہے۔ اُن کے جاری ہونے کی تاریخ ٹھیک بتائی نہیں جا سکتی۔ اور نہ آریہ ورت میں کوئی ایسے نمونہ کے حروف موجود ہیں۔ جو کہ اُن کی پہلے کی نامکمل حالت کہی جا سکے۔ اغلب ہے کہ پُرانے زمانہ میں دُنیا کی قوموں کے باہمی تعلقات کی وجہ سے یہ اکثر پانینی یا کسی اور رشی نے ایجاد کئے ہوں ایک عجیب امر مشابہت کا یہ ہے۔ کہ جہاں پر یوروپ کی زبانوں میں حرف X ایک ہی ہے۔ جو دو ملی ہوئی آوازوں کے لئے کھڑا ہے۔ وہاں دیوناگری میں بھی مرکب آواز دینے والا क्ष پایا جاتا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۴۷ - زبانوں کا مخزن

آریہ نسل کی شاخوں کا مخزن ایک زبان ماننے میں تو کسی عالم کو انکار نہیں اُن کی مشابہتیں آپس میں بہت زبردست ہیں۔ خانگی استعمال کے تمام الفاظ دلوں کے نام۔ دس تک گنتی کے لفظ بالکل ایک سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ایشور کے نام یونانی - لاطینی - جرمن۔ انگریزی وغیرہ اور یہودی زبان میں بھی ایک ہی منبع یعنی وید دھاتو سے نکلا ہوا ہے۔ جس کے ارتھ چمکنے کے ہیں۔ زبانوں کی ایکتا کا سب سے بڑا ثبوت اُن کے ویاکرن (گرامر) میں پایا جاتا ہے۔ گرامر زبان کے پنجر کے سمان ہے۔ سب بچوں کو ویاکرن یاد کرنے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا اصلی فائدہ شاید لوگوں کو معلوم نہیں وہ یہ ہے۔ کہ زبانوں کے ویاکرن مقابلہ کرنے سے صاف نظر آتا ہے۔ کہ وہ قریباً ہر امر میں ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ اگر زبانوں میں اختلاف ہوتا تو اُن کی بناوٹ کیونکر ایک سی ہوتی۔ جن زبانوں کا اصلی مخزن سے تعلق دکھائی نہیں پڑتا۔ جیسے برما کی۔ یا چین کی۔ اُن میں ویاکرن پایا ہی نہیں جاتا۔ لوگ حیران ہوتے ہیں۔ کہ اگر زبانوں کا مخزن ایک ہے۔ تو اتنے اختلاف کہاں سے آگئے۔ اس کا جواب صاف ہے۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر آب و ہوا کے اثر سے زبان میں تبدیلی ہونا ایک قدرتی قانون ہے۔ اپنے آپ کو اس زمانہ میں سمجھیے۔ جبکہ نہ کوئی اخبار تھے۔ نہ چھاپا خانہ۔ جبکہ کتاب کا میسر ہونا بھی ایک مشکل امر تھا۔ بلکہ اُس زمانہ میں جبکہ لکھنے کا ہنر بھی ایجاد نہ ہوا تھا پھر ان اختلافات کا ہونا ہرگز تعجب خیز معلوم نہ ہوگا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگا۔ کہ قدیم زمانہ میں برہمنوں کو کیوں اتنی عزت دی گئی تھی۔ برہمن وہ شخص تھے۔ جن کو اُس زمانہ کی لائبریریاں نہ صرف دماغ میں اُٹھانی پڑتی تھیں بلکہ انہیں وہ علم کا خزانہ دوسروں کے سپرد کرنے کے لائق شاگرد

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ حیرانی کا مقام ہے۔ کہ انہوں نے کس طرح سے ویدوں اور اُپ ویدوں۔ سُوید انگوں۔ اُپنشدوں اور شاستروں وغیرہ کو صرف دماغ اور زبان کے ذریعہ سے سینہ بسینہ قائم رکھا۔

۷۵۔ زبان کی ماہیّت

زبان ایک بھاری آہنی صندوق کی طرح ہے۔ جس میں سب ساہتیہ کے خزانے جمع رکھے رہتے ہیں۔ ہند کے آریہ لوگوں نے اپنی زبان اور دھرم کے رسومات کو پرانی دُنیا مصر آدی میں پھیلایا۔ بُدھ دھرم کے عروج کے وقت اُن کی فلاسفی برما۔ چین وغیرہ ممالک میں پھیلی۔ مسلمانی عروج کے وقت عربوں نے ہند سے کافی فائدہ اٹھایا۔

ہارون الرشید اور اُس کے بیٹے کے عہد خلافت میں بغداد کے سوداگر ہند میں تجارت کی غرض سے آتے۔ اور ان کتابوں کی نقلیں بطور تحفہ اپنے ملک میں لے جاتے تھے۔ سینکڑوں کتابیں۔ فلاسفی۔ جوتش۔ ہندسہ۔ علم طب وغیرہ مضمونوں پر وہاں پہنچیں۔ آیورویدکا عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ عرب لوگوں نے ان سب علوم کو سپین میں یونیورسٹی قائم کرکے اُس وقت پھیلایا۔ جبکہ تمام یوروپ ابھی اندھیرے میں تھا۔ عجیب بات ہے کہ یونانی فلاسفی بھی یوروپ میں عربی زبان کے ذریعہ سے پھیلی۔

زبان نہ صرف تہذیب کے خزانہ کا صندوق ہے۔ بلکہ قومیّت کی وہ بڑی کتاب ہے۔ جس پر قوم کی تاریخ لکھی ملتی ہے۔ یہ صرف ویدک سنسکرت کی دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ یوروپی اقوام بھی آریہ نسل سے ہیں۔ جب ہند میں شک آدی دُوسری جاتیوں کا آنا شروع ہوا۔ تو اُن کی زبان کی ملاوٹ کی وجہ سے پراکرت بھاشائیں بدل گئیں۔ بدھ دھرم کے ترقی کے وقت پراکرت کا نہ صرف ہند میں بلکہ برما وغیرہ میں بھی متبرک زبان کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

درجہ ہو گیا۔ جب ہند میں لوگوں کے مختلف ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ تو پراکرت بھی بنگالی۔ گجراتی۔ مرہٹی وغیرہ بھاشاؤں میں تقسیم ہو گئی۔ اسلام کے عہدِ حکومت میں اس پر فارسی کی مہر لگی۔ جیسی کہ ہند پر مسلمان راج کی۔ جیسا کہ آج کل ہماری زبان انگریزی بھاشا سے متاثر ہو رہی ہے۔ سمجھنا یہ ضروری ہے۔ کہ زبان کے قیام میں قومیت کا قیام ہے۔ اور اس کے ناش میں قومیت کا ناش ہے۔ موجودہ طریقۂ تعلیم کے اندر تعلیم یافتہ لوگوں کا دماغ اس قسم کا بن گیا ہے۔ کہ وہ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ ہند کے نوجوانوں کو اپنی زبان چھوڑ کر دوسری زبان کے ذریعہ تعلیم دینا خلافِ قدرت امر ہے۔ حساب لگا کر دیکھنے سے پتہ لگیگا۔ کہ ہمارے بچوں کے طالب علمی کے زمانہ میں آدھے سے زیادہ وقت صرف ایک دوسری زبان کے سیکھنے اور سمجھنے میں خرچ ہوتا ہے۔ زبان کی رکھشا کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تمام تعلیم اور راج سنبندھی کام اس زبان میں ہوں۔ تب ہی ہماری بھاشا زندہ زبان بنے گی۔ اور اس میں نئی لٹریچر پیدا ہوگی۔ جو لوگ پہلے سے اعلےٰ کتابیں زبان میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ گھوڑے سے آگے بگھی جوت کر اُسے چلانے کی کوشش کرتے ہیں +

سماجک وِکاش

۷۶۔ سماجک جیون کا قانون۔

گیتا کا ۱۸۔ ادھیائے کا ۶۱ شلوک کہتا ہے۔ کہ وہ بھگوان خود سب کے ہردے میں بیٹھا ہوا سنسار چکر کو چلا رہا ہے"

اس برہمانڈ کو خواہ ہم محض اتفاق کا نتیجہ سمجھیں یا کسی بڑی طاقت کی تدبیر کا کھلنا اور بند ہونا۔ یہ صاف دکھائی دیتا ہے۔ کہ وہ تمام طاقتیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جن سے کہ قوموں کی تاریخ بنتی ہے۔ دوسری قدرتی طاقتوں کی طرح خاص
قوانین کے ماتحت چلتی ہیں۔ ان قوانین کی دریافت تاریخ کے باقاعدہ اور
مکمل مطالعہ کے لئے ضروری ہے شخصی زندگی اور قومی زندگی میں بڑا
فرق یہ ہے۔ کہ ایک معمولی سی غلطی یا واقعہ شخصی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا
ہے۔ قومی زندگی کی لہر کسی ایسے اتفاقیہ واقعہ سے مؤثر نہیں ہو سکتی۔
ایک شخص ٹریم سے گر کر یا پاؤں پھسل جانے سے ایسی چوٹ کھا سکتا ہے
جو کہ اس کی زندگی پر دائمی اثر پیدا کر دیتی ہے۔ قومی زندگی ایسے حادثات
سے آزاد ہوتی ہے۔ اور اُس کے قانون بغیر تبدیلی کے چلتے ہیں۔ ان ہی
قوانین کی بنا پر انسانی تاریخ کو ایک سائنس کا درجہ مل سکتا۔ جس طرح علم
تاریخ سے اخذ کئے ہوئے نتائج پالیٹکس کہلاتے ہیں۔ اسی طرح یہ قوانین
علم تاریخ کی فلاسفی ہیں۔ ان قوانین کا مطالعہ کرتے کرتے ہم مذہب کی اصلی
سپرٹ (تتو) تک پہنچ سکتے ہیں۔

۷۷۔ جیون کو چلانے والا "خیال" ہوتا ہے

کسی انسان کی زندگی لے کر اس کے جیون چرتر پر غور کرنے سے معلوم
ہوگا۔ کہ اس کے سب کاموں کی تہ میں ایک خاص آئیڈیا Idea
یا خیال ہوتا ہے۔ جو کہ اسے چلاتا ہے۔ عام دُنیادار لوگ صرف "آرام" میں
زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ آرام کی زندگی بسر کرنے کے خیال سے سب قسم کی
محنت کرتے ہیں۔ اور سب قسم کی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ ایک ذی عقل آدمی
اس زندگی میں کچھ معنی نہیں دیکھتا۔ ہمارا مُدعا آرام ہوتا ہے۔ لیکن یہ آرام
ہی سب تکلیفوں کو ہمارے سر پر لاتا ہے۔ بہت سوچ وِچار نہ رکھنے
والے انسان صرف دو حیوانی جذبوں کی بنیاد پر اپنی زندگی گزارتے ہیں
یعنی زندگی قائم رکھنا اور نسل کو پیدا کرنا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جب ایک مزدور دن میں آٹھ گھنٹہ محنت کر کے دو روپیہ وصول کرتا ہے۔ تو وہ اپنی زندگی کے ایک دن کو دو روپیہ کی شکل میں تبدیل کرتا ہے اور اس سے وہ اپنی اور عیال کی پرورش کرتا ہے۔ اگر ذرا آگے چل کر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اور خیال جو دُنیادار کی زندگی کو چلاتے ہیں۔ کہیں پر کسی زبردست وشئے کی غلامی۔ کہیں دولت جمع کرنے کی خواہش اور کہیں شہرت کا خیال وغیرہ ہوتے ہیں ۔

ایک کنجوس کی زندگی میں یہی خیال کام کرتا ہے۔ کہ جس طرح سے ہو سکے۔ وہ روپیہ کو تمام جگہوں سے کھینچ کر اُس جگہ میں لا رکھے جسے وہ اپنی سمجھتا ہے۔ بنیوں کے متعلق ضرب المثل ہے۔ کہ اُس کی ساری عمر کی کمائی۔ بیاہ یا مکان نے کھائی۔ مطلب یہ وہ اپنا اور دوسروں کا پیٹ کاٹ کر جو کچھ ساری عمر میں جمع کرتا ہے۔ اُسے بیاہ کرنے یا مکان بنانے میں خرچ کر دیتا ہے۔ دُوسرے الفاظ میں بیاہ یا مکان اُس کی ساری زندگی کو کھا جاتا ہے۔ ایک شخص کو اگر شراب یا وبھچار کی عادت ہے وہ اپنی جان کا آرام۔ عزت سب کچھ ترک کر کے تمام زندگی کو صرف ایک ہی عادت کا شکار بنا دیتا ہے۔ شہرت کی خواہش ایک قابل تعریف جذبہ ہے۔ لیکن اُس کے بدلے زندگی تبدیل کرنے والوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے ÷

۷۸۔ قومی زندگی کی تہ میں بھی خیال ہی کام کرتا ہے۔

یہی خیال،، جو شخصی زندگی کی بنیاد میں کام کرتا ہے۔ قومی زندگی کو بھی چلاتا ہے۔ قریباً تمام اقوام کی تاریخ میں ایک ہی خیال کا اظہار اور اُس کا پھیلاؤ دکھائی دیتا ہے۔ یہ خیال خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو۔ جب

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اکیلا کسی قوم میں ناد اجب زور پکڑ جاتا ہے۔ تو دوسرے خیالات کے دب جانے سے اس قوم کی گراوٹ کا باعث ہو جاتا ہے۔ راجپوتوں کے اندر عزت کا خیال حکومت کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ عزت کے مقابلہ پر اُنہیں شخصی یا قومی زندگی کی بھی کوئی حقیقت نظر نہ آتی تھی۔ کتنی ہی مثالیں ہیں۔ جبکہ راجپوتوں نے پہلے اپنی عورتوں کو قتل کیا۔ پھر تلوار لئے جان پر کھیلتے ہوئے دشمن پر جا پڑے۔ پرانے سپارٹا کے لوگ جسمانی خوب صورتی کے خیال پر فریفتہ تھے۔ جب کوئی بچہ کمزور معلوم ہوتا تھا۔ اُسے پہاڑ کی چوٹی سے گرا کر ہلاک کر دیتے تھے۔ جاپان کے اندر دیش کی محبت کا ایک جذبہ ہے۔ یہی اُن کا مذہب اور یہی اُن کا اخلاق ہے۔ جنگ کے موقعہ پر بہتیری لڑکیوں نے ویشیا کا کام اختیار کر لیا۔ تاکہ وہ روپیہ کمائیں۔ اور اُسے اپنے ملک کی خدمت کے لئے روانہ کریں۔ اُن کی سوسائٹی اس امر کو بُرا نہیں مانتی۔ امریکہ میں شخصی برابری کا اصول امریکن سوشل زندگی کی تہ میں پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لڑکے باپ کا اور شاگرد اُستاد کا کچھ ادب نہیں کرتے۔ حاکم اور محکوم کا۔ استری اور پُرش کا رشتہ بھی برابری کا ہے ؛

۷۹۔ رسوم اور انسٹی ٹیوشن خاص خیال کی بنا پر قائم ہوتے ہیں۔

اسی قسم کے خاص ایک خیال کی بنا پر قوموں کے اندر اپنے اپنے انسٹی ٹیوشن اور رسوم یا اخلاقی دستور قائم کئے جاتے ہیں۔ استری جاتی کے درجہ کو لیں۔ بعض اقوام کے اندر عورت کو ادنےٰ سمجھ کر پردہ میں رکھنے کا رواج ہے۔ بعض مغربی اقوام کے اندر نہ صرف عورتوں بلکہ لڑکیوں کو بھی پوری آزادی حاصل ہے۔ یہاں تک کہ لڑکیاں بغیر اپنے والدین کی اجازت کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنی شادی کا انتظام کر سکتی ہیں۔ اس عمر میں نہ اُن کے اندر وچار کا مادہ
ہوتا ہے۔ نہ لڑکے کے اندر۔ صرف نفسانی جذبہ کے غلبہ میں جسے پریم
کا نام دیا جاتا ہے۔ رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد طلاق کی باری
آجاتی ہے۔

جاپان میں پردہ تو کہیں دُور رہا۔ عورت اور مردوں کے ایک جگہ
بالکل ننگے نہانے کا رواج ہے۔ ہندوستانی دل اس سے گھبراتا ہے مگر
اِس سے اِتنا تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے لوگ نفسانی جذبہ کے اتنے غلام
نہیں۔ اور عورت کو ننگا دیکھ کر بھی اپنی طبیعت پر قابو رکھ سکتے ہیں سیام
کے چھوٹے سے ملک میں عورتوں اور مردوں کے لباس اور سر کے بالوں میں
بھی کوئی تمیز نہیں۔ عورتوں کو نہ صرف ملکی حقوق ویسے ہی بلکہ مردوں سے زیادہ
حاصل ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ وہاں کی عورتوں نے اپنی
فوج بنا کر برما کے لوگوں کے حملہ سے اپنے ملک کی حفاظت کی ہندوؤں
کے اندر عورت اور مرد کا درجہ برابر ہے۔ مرد کو پتی اور استری کو پتنی
کہا جاتا ہے۔ گیتا میں بیٹوں کے نام ماتا کے نام پر دیئے ہیں۔ شادی کو
دہرم خیال کیا جاتا ہے۔ اِس لئے ماتا پتا کے ادھیکار میں ہوتی ہے یہاں
تک کہ استری پُرش کے لئے سماگم کے وقت بھی وید منتروں کے دوارا
گربھادھان سنسکار کرنے کی آگیا ہے۔ تاکہ جو اولاد ہو۔ وہ نفسانی جذبہ
کی خاصیّت رکھنے والے ویریہ سے نہ ہو۔ بلکہ دھرم کی خاصیّت والے۔
شادی کو ایک پوتّر دھرم سمجھنے کا خیال تھا۔ جس سے دیش میں ستی کا رواج
جاری ہوا۔ اس نمونہ کی پوتّر استریاں ہند میں ہی جنم لیتی رہی ہیں۔
جنھوں نے کہ اپنے پریم کو پوتّر اور بغیر ملاوٹ کا رکھنے کے لئے اپنے شریر کو
بلی دان کیا ہے۔ یہاں تک ہی نہیں۔ بلکہ آپت دہرم کے طور پر آگیا
پائی جاتی ہے۔ کہ استری اپنے پتی کا نام قائم رکھنے کے لئے اپنی پاکیزگی کو بھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

قربان کرسکتی ہے۔

۸۰۔ سنگت کا اصول ترقّی کی بنیاد ہے
پرائیویٹ اور جنگی کوآپریشن

میزینی نیشن سوسائٹی (سماج) کی بنیاد اور ترقی ایسوسی ایشن (سنگت) کے اصول پر قائم کرتا ہے۔ ویدمنتر بھی یہی کہتا ہے "ہم سب آپس میں مل کر بیٹھیں۔ ہم سب کے وچار ایک ہوں۔ ہماری آشائیں ایک ہوں۔ ہربرٹ سپنسر سوسائٹی کی بنیاد کوآپریشن پر قائم کرتا ہے۔ اُسے وہ دو قسم کا بتاتا ہے۔ ایک تو وہ جس میں شخصی فائدہ مدّنظر ہو۔ دُوسرا جس میں سوسائٹی کے مجموعی فائدہ کا خیال زبردست ہو۔ پہلی حالت میں ہر شخص کے ذاتی اور جماعتی فرائض اس طرح پر مقرر ہوتے ہیں کہ ان فرائض کا انجام دینا اُسے فائدہ دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی ان فرائض کی ادائیگی سوسائٹی کو ترقی دیتی ہے۔ دُوسری حالت میں سوسائٹی یا گروہ مل کر خاص کام ہاتھ میں لیتے ہیں۔ جس کے پورا ہونے پر سوسائٹی کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اور اُس کے ممبروں کو بھی شخصی فائدہ ملتا ہے دُوسرے اصول کی بنیاد جنگ پر ہے۔ یعنی اپنی طاقت بڑھانے کے لئے دُوسرے قبیلوں یا اقوام کے ساتھ جدوجہد اور جنگ کرنا ہی جنگی سوسائٹی کا اصول ہے۔ یورپ کی اقوام تاحال اسی اصُول کے مطابق بڑھتی اور ترقی کرتی چلی آئی ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جن اقوام میں اس قسم کا کوآپریشن ہوگا۔ وہ زیادہ سوشل ہونگی۔ یعنی اُن کے اندر آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہوگی۔ ہمسایہ اقوام سے نفرت اور آپس کی محبّت یورپ کی حُب الوطنی کا اصول ہے۔ لیکن جو اقوام پہلی قسم کے کوآپریشن پر سماج کو چلائیگی۔ وہ قدرتی طور پر کم سوشل ہونگی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یعنی اُن کی باہمی ہمدردی کم ہوگی *۔

ہربرٹ سپنسر اس سے یہ بھی نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ جو قومیں زیادہ سوشل (ساماجک بل والی) ہوتی ہیں۔ وہ کم سوشل قوموں پر حکومت کرتی ہیں۔ یوروپ کی اقوام میں جب سے اُنہوں نے تہذیب کے راستہ پر قدم رکھا ہے۔ یہی کواپریشن کا کام کرتا رہا ہے۔ اور اس لئے وہ ایشیائی اقوام کے مقابلہ پر بہت زیادہ سوشل ہیں *۔

۸۱ - آریہ سوسائٹی کی بنیاد یگیہ پر ہے

ممکن ہے ہند میں آریہ جاتی کو شروع میں کچھ لڑائی بھڑائی سے کام لینا پڑا ہو۔ لیکن اِن کی سوسائٹی کی بنیاد پہلی قسم کے کواپریشن پر رہی ہے جس میں ہر ایک ممبر اپنا اپنا دھرم پالنے میں آزاد ہے۔ مگر اُن کے دھرم مقرر کرنے میں سوسائٹی کی بہتری مدنظر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم ہندو جاتی کے اندر موجودہ زمانہ کی دیش بھگتی کا جذبہ کم پاتے ہیں۔ اور اُن کو اس کے سیکھنے میں بھی بہت ہی عرصہ لگتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ہندو سماج کی بنیاد دُوسروں کے برخلاف جدوجہد پر قائم نہ تھی۔ بلکہ ایک اور بڑے اصول پر جسے ویدوں اور گیتا میں یگیہ کا نام دیا ہے۔ اور جس کے معنی اعلےٰ کے لئے ادنیٰ کی قربانی کے ہیں۔ وید کہتا ہے " میری آیو یگیہ کے ارپن ہو۔ میری آنکھیں یگیہ کے ارپن ہوں۔ میری بدھی۔ میرا من یگیہ کے ارپن ہو وغیرہ "۔ ایک اور جگہ پر کہا ہے " یگیہ ہی وشنو ہے "

گیتا کے ادھیائے ۳ کے ۱۰ اشلوک میں یہی خیال ہے " پرجاپتی نے یگیہ سے اس سنسار کو پیدا کیا "۔ یگیہ وہ کام ہے۔ جس کا کرنا کیول دھرم کے طور پر ضروری ہو۔ اور اس میں سوارتھ کا کوئی لیش بھی نہ ہو۔ دنیا میں انسان جو کام کرتا ہے کسی فائدہ کو سامنے رکھکر کرتا ہے۔ دوسروں کی بھلائی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے کام بھی اس لئے کئے جاتے ہیں۔کہ بعض منشوں کا سبھاؤ . . . .
. . . . تعلیم یا اُپدیش وغیرہ کے ذریعے سے ایسا
بن جاتا ہے۔کہ انھیں پر اُپکار کا کام کرنے میں خوشی حاصل ہوتی ہے یگیہ
وہ ہے۔جس میں خوشی کی پرواہ بھی نہ ہو،،
اِسی ادھیائے کے ۱۱-۱۲-۱۳-اور چوتھے ادھیائے کے ۲۵-اور اس سے
اگلے شلوکوں میں یگیہ کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔دیوتاؤں کو خوش کرنے
کے لئے یگیہ کرنا ایک ضروری فرض بتایا ہے۔دیوتا کے اندر آچاریہ۔ماتا۔
پتا شامل ہیں،،

۸۲-یگیہ کیا ہے؟

یگیہ شبد بھی دُوسرے سنسکرت شبدوں کی طرح پہلے گرہی معنوں
میں استعمال ہوتا تھا۔مدّت کے بعد اس کا استعمال محدود ہو کر خاص معنوں
میں کیا گیا۔یگیہ "یج،، دھاتو سے نکلا ہے "یج،، کے ارتھ دیو پوجا۔دان
اور سنگتی کرن کے ہیں۔اسی بنا پر آریہ سوسائٹی میں ہر ایک منش کے
لئے پانچ بڑے روزانہ فرائض قائم کئے ہیں۔جن کو پنچ مہا یگیہ کہا جاتا
ہے۔برہم یگیہ آتمک اُنتی کے لئے سوادھیائے۔دیو یگیہ یعنی وایو آدی کی
شُدھی کے لئے اگنی ہوتر۔پتر یگیہ۔بڑوں کی سیوا۔اتتھی یگیہ۔
گھر آئے شخص کا ستکار۔بلی ویشو دیو یگیہ۔یعنی پشو آدی کو کچھ نہ کچھ
کھلانا۔ان میں دان اور سنگتی کو چھوڑ کر دیو پوجا بڑا ضروری جزو ہے
اِس لئے دیو کسے کہتے ہیں۔اس پر تھوڑا وچار ضروری ہے۔دیو شبد
"دِو،، دھاتو سے نکلا ہوا ہے۔جس کے کئی ارتھ ہیں۔جیوتی اپرکاش)
وجے (فتح)۔ویوہار (برتاؤ)۔استتی (تعریف)۔مدھ (مان)۔کانتی
(خوب صورتی)۔وچار۔آنند۔کریڑا وغیرہ ہیں۔اس طرح سے یگیہ کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ارتھ ملنشوں کی سنگتی یعنی ایسوسی ایشن کے علاوہ بہ کاش کا پھیلانا یا پیوپکار
بردِجے۔ پرسپر اچھا برتاؤ۔ قابل تعریف کام کرنا۔ سواگمان کی رکھشا۔
گیان آدی ودیا اور طاقتوں کا اُپکار میں لگانا وغیرہ ہیں۔ آریہ بھاشا
میں یگیہ شبد سب سے میٹھا اور پریم کا لفظ ہے۔ یگیہ کا بڑا خوبصورت
درشٹانت مہابھارت میں پایا جاتا ہے۔ جب پانڈووں نے یدّھ میں
وجے حاصل کرکے اشومیدھ یگیہ رچا۔ تو سب پرانی جیو جنتو کو یگیہ کا
بچا ہوا پوتر بھوجن کھلایا گیا ۔

اُس سمہ ایک نیولا یگیہ ویدی پر آیا۔ جہاں کہ سب رشی برہمن بیٹھے
تھے۔ اُس کا شریر آدھا سونے کا بنا تھا۔ وہ ادھر اُدھر لیٹا۔ اور کہنے لگا۔ کہ
یگیہ کسی کام کا نہیں ہوا۔ سب نے حیرانی سے اُسے پوچھا۔ تم ایسا کیوں کہتے ہو
اُس نے جواب دیا۔ کہ ایک سمے میں بہت قحط پڑا ہوا تھا۔ کئی دن لوگوں کو کھانا
نصیب نہ ہوا۔ جنگل کے اندر ایک کُٹیا میں ایک برہمن۔ اُس کی استری۔ اُس کا
بیٹا اور اس کی استری رہتے تھے۔ تین چار دن بھوکے رہنے کے بعد وہ برہمن
کچھ جَو کا اناج لے آیا۔ اس کی اُنہوں نے چار روٹیاں بنائیں۔ کھانے پر بیٹھے تھے
کہ دروازے پر ایک بھوکے کی آواز آئی۔ "میں کئی دنوں سے بھوکا مر رہا ہوں"
برہمن اُسے اندر لے آیا۔ اور اُسے اپنے حصّہ کی روٹی دے دی۔ اُس کی
ترپتی نہ ہوئی۔ ایک ایک کرکے سب نے اپنی اپنی روٹی اُسے دی۔ وہ تو کھا
کر چلتا ہوا۔ اُس کُٹیا میں دُوسرے دن چار مُردہ شریر پڑے تھے۔ میں وہاں
گیا۔ جَو کے آٹے کے کچھ ذرّے میرے شریر کے ایک طرف لگ گئے۔ جس سے
یہ آدھا حصّہ سونے کا بن گیا۔ میں اس یگیہ میں یہ دیکھنے آیا تھا کہ آیا یہاں میرا
باقی جسم کا حصّہ ویسا ہوتا ہے یا نہیں۔ لیکن اس یگیہ کا کوئی اثر دکھائی نہیں
دیا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۸۳ - راجیہ (گورنمنٹ) کا آغاز

فرانس کے مشہور اندولن (انقلاب) سے کچھ عرصہ پہلے روسو Rousseau نے ایک چھوٹی سی کتاب سوشل کنٹریکٹ Social Contract لکھی۔ جس میں بتلایا گیا۔ کہ انسان قدرتی حالت میں بہت خوشی کی حالت میں تھا۔ جبکہ انسان آزاد اور برابر تھے۔ موجودہ سوسائٹی کی حالت میں آکر انسان بہت گرا ہے۔ یہ بالکل نیا خیال تھا۔ اور امیر لوگ اس کتاب پر مخول کرتے تھے۔ کارلائل نے اس وقت ہی بھیشین گوئی کے طور پر کہا۔ کہ جو لوگ اس نئے خیال پر ہنستے ہیں۔ اُن کے پوتوں کے جسم کے چمڑے اس کتاب کی جلدیں باندھنے کے کام آئیں گے۔ وہ بھیشین گوئی انقلاب کے وقت درست ثابت ہوئی"

انگلینڈ کے مشہور وِدوان لاک (Lock) اور ہابس Hobbes دونو سوسائٹیوں کو راجا اور پرجا کے باہمی معاھدہ Contract پر قائم ہوا مانتے ہیں۔ دونوں میں اتنا فرق ہے۔ کہ ہابس تو یہ کہتا ہے۔ کہ جب ایک دفعہ پرجا نے سب اختیار راجا کے ہاتھ میں دے دیا۔ تو وہ اُسے واپس نہیں لے سکتے۔ اس لئے بادشاہ کی طاقت مطلق العنان ہے۔ لاک اس کے مقابلہ پر یہ کہتا ہے۔ کہ پرجا نے اقرار کیا ہے۔ وہ اس اقرار کو پھر واپس نہیں لے سکتے۔

۸۴ - مہابھارت میں گورنمنٹ کی ابتدا

مہابھارت کے شانتی پرب میں جو کہ پالیٹکس (راج نیتی) پر اور جنگ و امن اور گورنمنٹ کے اوپر نہایت اعلیٰ ویاکھیان ہے۔ اور جو کہ سب سے پرانا ہونے پر بھی اس زمانہ میں ویسا ہی درست پایا جاتا ہے۔ اس سوال پر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بحث کی گئی ہے۔ وہاں بتایا ہے۔ کہ شروع کے زمانہ میں ست یگ میں انسان پوتر اور سیدھے سادے تھے۔ نہ کوئی چوری کرتا تھا۔ نہ جھوٹ بولتا تھا۔ اور نہ کوئی کسی کو دکھ دیتا تھا۔ نہ کوئی قانون تھا۔ نہ ڈنڈ کی ضرورت تھی۔ جب پرجا بہت بڑھی۔ تو لوگوں کے اندر جھوٹ۔ چوری وغیرہ پاپ شروع ہوئے۔ جس سے لوگ تنگ آکر پرجاپتی کے پاس گئے۔ پرجاپتی نے کہا تم سب مل کر اپنے میں سے ایک کو راجہ بناؤ۔ جو سب کی رکھشا کرے اور اس کے بدلے میں تم سب اپنی پیداوار سے ۱/۶ اور جائیداد یعنی بیلوں وغیرہ کا ۱/۱۰ حصہ اس کی نذر کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ چنانچہ منو پہلا راجہ بنایا گیا۔ جس نے سب قوانین وغیرہ بنائے۔۔ آگے مہابھارت میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ راجہ کو ہٹا دینا بھی پرجا کے ہاتھ میں ہے۔ جب کوئی راجہ حفاظت کرنے کے قابل نہ ہو۔ تو اُسے بانجھ عورت یا دودھ نہ دینے والی گائے سمجھ کر ہٹا دینا چاہیئے۔ اور ضرورت کے وقت کسی آدمی کو خواہ وہ شودر ہی ہو۔ راجہ بنایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ کشتی کے ڈوبتے وقت جو کوئی اُسے بچا سکے اسے کپتان بنا دینا چاہیئے۔ مہابھارت میں راج کا کام چلانے کے واسطے دو کونسلیں بنانے کا ذکر ہے۔ جن میں چاروں ورنوں کے پرتی ندھی چنے جانے چاہئیں۔ ایک تو اندر والی کونسل یعنی وزیروں کی کمیٹی۔ جس میں ۴ برہمن۔ ۳ کھشتری۔ ۲ ویش اور ایک شودر ہونا چاہیئے۔ دوسری بڑی کونسل جس میں چار برہمن۔ دس کشتری۔ بیس ویش اور دس شودر ہونے قرار دیئے ہیں۔

۸۵۔ ترقی میں ہی تنزل کا بیج ہے

برہمانڈ کے چلنے کا نرالا ڈھنگ ہے۔ اس میں کسی چیز کو خواہ کتنی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو ہمیشہ کے لئے ٹھہرتا نہیں۔ سب سے اعلیٰ اصولوں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے اندر ہی اُن کے ناش کا بیج موجود ہوتا ہے۔ قومیں ترقی کرتی ہیں۔ اُن کی طاقت بڑھتی ہے۔ طاقت بڑھنے پر مد آتا ہے۔ مد میں وہ اندھی ہو جاتی ہیں اور اپنے عیبوں کو دیکھ نہیں سکتیں ؏

جس مال و دولت کی ترقی پر ہمیں اتنا ناز ہوتا ہے۔ اُس کے اندر ہی عیاشی اور آرام پسندی کا خیال موجود ہے۔ جیسا کہ طالب علم کی محنت کے اندر اُس کے آئندہ آرام کا بیج ہوتا ہے۔ دولت جمع ہونے سے عیش و آرام بڑھتا ہے۔ عیش کا جذبہ عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس مد میں آئی ہوئی قومیں دوسروں کے ساتھ نیائے یا انیائے کی پرواہ نہیں کرتیں۔ جن لوگوں نے قدیم زمانہ میں جا جا بھارت میں آکر بڑی بڑی سلطنتیں قائم کیں۔ وہ ایک دن ایسے گرے۔ کہ ان غلاموں کا اُن پر غلبہ ہو گیا۔ اُنھوں نے سب کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی۔ خواہ وہ ہضم کر سکے۔ یا نہ۔ اس اصول کو بالکل بھلا دیا۔ کہ غلام کا مالک بھی ویسا ہی زنجیر میں قید ہوتا ہے۔ جیسا کہ غلام۔ اُسے ہمیشہ فکر دامنگیر رہتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ پچھلے لوگوں کی گراوٹ کے اسباب سمجھنے سے ہم اپنے آپ کو گرنے سے بچا لیں گے۔ بے شک تاریخ کے سبق کسی حد تک اس میں امداد دیتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ کے لئے اُن قوانین کے عمل کو روک نہیں سکتے۔ قدرتی قانون اپنا اٹل عمل کرتے ہیں جیسے شراب پینے سے نشہ ہوتا ہے۔ ایسا ہی دوسروں پر طاقت حاصل کرنے سے مد ضرور پیدا ہوگا ؏

۸۶۔ وِراٹ رُوپ برہمانڈ میرا ہی کھیل ہے

گیتا کے ساتویں ادھیائے کا ۳۰ شلوک کہتا ہے۔ کہ گیانی مجھ کو ادھی دیو۔ ادھی بھوت اور ادھی یگیہ میں جانتے ہیں۔ میں ہی سب سنسار کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی چلاتا ہوں۔ میں ہی اس کا ناش کرتا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوں۔ میں ہی سب سلطنتوں کو بناتا ہوں اور میں ہی ان کو بگاڑتا ہوں۔ یہ سب میرے ڈرامے کے مختلف کھیل اور نظارے یعنی ایکٹ اور سین ہیں یہ کال چکر۔ انادی کال سے اسی طرح چلا جاتا ہے۔ گیتا کا گیارہواں ادھیا، سب سے بڑھکر خوب صورت نظارہ ہے۔ اس میں برہم کے وراٹ سروپ یعنی سرشٹی کی اتپتی اور ناش کے نظارے کو ایسے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ جو کہ انسانی قلم کا کام نہیں۔ کہا ہے "میں سب سے بڑا کال ہوں۔ جو کہ سب کا ناش کرتا ہوں۔ دیکھو۔ کس طرح سے یہ سارے یودھا میری داڑھوں کے بیچ آکر پس رہے ہیں۔ ہے ارجن تم صرف نمت ماتر ہو۔ یہ چکر تو آپ ہی میری شکتی سے چل رہا ہے"۔ شاعری کی عظمت اور خوب صورتی اس سے بڑھ نہیں جاسکتی اسی لئے ارجن آخیر میں ۱۸۔ ادھیاء کے ۷۷ شلوک میں کہتا ہے "ہے ہری! میں اُس ادبھت سروپ کو باربار یاد کرتا ہوں۔ اور خوش ہوتا ہوں"۔ یہاں پہنچ کر تاریخ (ہسٹری) فلاسفی ہوجاتی ہے۔ اور فلاسفی تاریخ میں بدلجاتی ہے۔ دونوں ایک رُوپ ہوجاتی ہیں۔ جوں جوں ہمارے اندر برہم کی تصویر حقیقت کے نزدیک پہنچتی ہے۔ توں توں ہماری فلاسفی اصل ہستی اور اس کے ظہور کو۔ شئے اور اس کے سایہ کو ایک ہی معلوم کرتی ہے ؂

دیواسُر سنگرام

۷۰۔ قدرتی انتخاب۔ یوگیہ کا ادورتن۔

ڈارون نے جہاں دکاش کے مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ وہاں دکاش

کے عمل کے طریقہ کو بھی ایک خاص قانون میں لانا اُس نے ضروری خیال کیا
اُس نے ساتھ یہ بھی دریافت کی ہے۔ کہ یہ وکاش ایک قانون پر چلتا ہے۔
جس کا نام اُس نے یوگیہ کا اودرتن
Survival of the fittest
رکھا ہے۔ یعنی یہ کہ نباتات اور حیوانات کے اندر آپس میں اور ایک دوسرے
کے خلاف ایک جدوجہد ہو رہی ہے۔ جس کا مدعا یہ ہے۔ کہ ہر ایک اپنے آپ
کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ کچھ پرواہ نہ کرکے کہ آیا اس سے دوسرے مرتے ہیں
یا جیتے ہیں۔ اس جدوجہد میں جو بیرونی حالات کے مطابق زیادہ ہوگا۔ وہ
بچ جائے گا اور دوسرے مارے جائیں گے۔ دوسرے الفاظ میں قدرت نیچر
خود یوگیہ کا انتخاب کرتی ہے۔ اور ایوگیہ کو نباتاتی اور حیوانی زندگی میں ترقی کر سکتا
ہے۔ یوگیہ سے یہ مراد نہیں۔ کہ وہ ضروری طور پر سب سے اچھا ہو۔ اگر حقیقت
میں دیکھا جائے۔ تو نباتی اور حیوانی دُنیا میں اچھا کوئی اور معنے نہیں رکھ سکتا۔
سوائے اس کے کہ جسے بیرونی حالات زیادہ پسند کرتے ہوں۔ ان بیرونی حالات
کے اندر انسان کا ایک بڑا جزو ہے۔ لیکن جب انسانی دُنیا میں ہم آتے
ہیں۔ تو یوگیہ کے معنے بھی ترقی کرنے لگتے ہیں۔ یہاں پر ایک شخص کے
زندہ رہنے کے لئے اپنے آپ کو بیرونی حالات کے موافق بنانا کافی نہیں
اُسے اپنے کُنبہ کو یوگیہ بنانا چاہئے۔ ورنہ ایک یوگیہ کُنبہ کے مقابلہ پر اکیلا
یوگیہ شخص زندہ نہ رہے گا۔ ایک کنبہ کو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے
کہ وہ اپنے قبیلہ یعنی ٹرائب کو مضبوط بنالے۔ اور ٹرائب کو دوسری قوموں
کے مقابلہ پر زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنی قوم کو یوگیہ بنائے
جس میں کئی ٹرائب شامل ہیں۔ ورنہ ایک یوگیہ قوم کے مقابلہ پر وہ ٹرائب
مارے جائیں گے۔ قوموں کی حالت میں وہ زیادہ پھیلیں گی۔ جو کہ قوانین قدرت
کو جان کر قدرتی طاقتوں پر اپنا قابو حاصل کریں گی۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی بیماریوں
سے اپنے آپ کو بچا سکیں گی۔ انسان کی حالت میں یہ کہنا زیادہ درست ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کہ وہ انسان زندہ رہے گا۔ جس قوم کی تراثب اور کنبہ میں یوگیتا پائی جاتی ہے۔ انسان کے لئے معیار شخصی نہیں رہتا۔ بلکہ قومی ہو جاتا ہے۔

۸۸- ڈارون کی تحقیقات

ڈارون نے نباتات کے اندر بے شمار مثالیں دے کر ثابت کیا ہے کہ مختلف قسم کے گھاس زمین کے کھیت میں آپس میں جدوجہد کرتے ہیں پہلے ایک گھاس ہوتا ہے۔ تھوڑے عرصہ بعد دوسرا گھاس بڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ طاقتور ہو تو پہلے گھاس کے لئے اُگنے کی کوئی جگہ نہیں چھوڑتا درختوں کا یہی حال ہے۔ بڑے درخت کے نزدیک چھوٹے پودے بڑھ نہیں سکتے۔ زمین سے سب خوراک وہ اپنے لئے کھینچ لیتا ہے۔ مچھلیوں میں دیکھیں بڑی مچھلی اپنے سے چھوٹی پر گذارہ کرتی ہے۔ ایک دوسرے کی خوراک ہے۔ جنگل کے جانداروں کا بھی یہی حال ہے۔ زبردست جانور کمزور کو مار کر کھا جاتا ہے۔ کیڑے مکوڑے پرندوں کی خوراک ہیں۔ وہ کیڑے عموماً بچ کر پھیلتے ہیں۔ جن کا رنگ درخت کے پتوں کا پھولوں سے مشابہت رکھتا ہے اور وہ وہاں آسانی سے چھپ سکتے ہیں۔ ہرنوں میں وہ قسم پھیلتی ہے جو زیادہ تیز دوڑنے سے اپنے آپ کو بچا سکتی ہے۔ آہستہ دوڑنے والے آسانی سے شکار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے جانداروں کے علاوہ قدرت بھی ہرن کی حالات میں بڑا حصہ رکھتی ہے۔ جہاں پر بہت سخت سردی پڑتی ہے۔ وہاں وہی جانور اپنی قسم پھیلا سکیں گے۔ جن کے بدن پر بال زیادہ ہوں گے گرم اور ریتلے مقامات میں اونٹ کے پھیلنے کا موقعہ زیادہ ہے جس کا گذارہ پانی کے بغیر ہو سکتا ہے۔

۸۹- ہربرٹ سپنسر انتخاب کا اصول انسان پر حاوی کرتا ہے

سپنسر کے مت میں زندگی کے لئے جدوجہد سوسائٹی کے اندر ممبروں میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور قوم کی مختلف حصوں میں اور دنیا کی مختلف اقوام کے درمیان پائی جاتی ہے
سوسائٹی کے مختلف جماعتوں کے اندر یہ جدوجہد قدیم زمانہ سے یوروپ
میں پائی جاتی ہے۔ اس کا ثبوت روما کی تاریخ میں امیروں اور غریبوں
کی کشمکش میں ملتا ہے۔ ایک کہانی بہت مشہور ہے۔ جبکہ روما کے غریب
پیشہ ور لوگ شہر کو چھوڑ کر ایک پہاڑی پر جا آباد ہوئے۔ ان کی شکایت
تھی۔ کہ کماتے وہ ہیں اور سب کچھ بھوگنے والے امیر ہیں۔ ایک بوڑھے شخص
نے جا کر انہیں پیٹ اور پاؤں کی مثال بتائی۔ اس نے کہا۔ ایک دفعہ ہاتھوں
اور پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے کہ کام کی تکلیف ان کو ہوتی ہے
اور کھانے کے لئے سب پیٹ ہضم کر جاتا ہے۔ پیٹ میں کچھ نہ گیا۔
ہاتھ و پاؤں بھی سوکھنے لگ گئے۔ ایسی ہی تمہاری حالت ہوگی۔ اس
مثال سے متاثر ہو کر وہ سب پھر واپس آ گئے۔ یوروپ میں یہ جدوجہد
خاص ڈھنگ پر چلتی رہی ہے۔ پہلے پہل چرچ کی طاقت غالب تھی۔
یہاں تک کہ بادشاہ بھی پوپ اور ان کے پادریوں کے سامنے کانپتے تھے
ریفارمیشن (اصلاح) کے بعد سب طاقت چرچ کے ہاتھ سے نکل کر
بادشاہوں اور ان کے سرداروں کے ہاتھ میں آ گئی۔ بعد ازاں فرانس
کے انقلاب نے ایک اور تبدیلی پیدا کی۔ جس سے یہ طاقت عام لوگوں کے
ہاتھ میں چلی گئی۔ بادشاہوں کی یوروپ میں کچھ حقیقت نہ رہی۔ پچھلی
آدھی صدی میں مزدوری پیشہ لوگ جو کہ یوروپ کے شودر خیال کئے
جانے چاہئیں جاگ اٹھے ہیں۔ آئندہ یوروپ کی جدوجہد صرف ان ہی
لوگوں کی ہے۔ اور ان کا مستقبل صاف اور روشن دکھائی دیتا ہے۔

۹۰۔ دیو اور آسر سنگرام

صرف انسانی طبقہ میں اس جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے گیتا کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۶- ادھیائے میں اُسے دَیوی اور آسُری پرکرتیوں کی کشمکش کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ ان دونوں پرکرتیوں کا سنگرام ہمیشہ چلتا رہتا ہے شلوک ۹ میں کہا ہے کہ آسُری پرکرتی کے لوگ نشٹ جاتی کے شترو پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کے اوصاف۔ مکر۔ دمبھ اور مایا پورتا دُنیا میں تباہی لاتے ہیں۔ دَیوی پرکرتی والے سنسار کا بھلا کرتے ہیں ان کے اوصاف نڈرتا۔ شوچ (پاکیزگی) اور ستیہ وغیرہ ہیں۔ حیوانی دُنیا میں تو معاملہ صاف ہے۔ بھیڑ اور بھیڑیے سے دریافت کرو۔ کون سی بات اچھی ہے۔ کمزور کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یا اُسے کھا جانا چاہئے دونوں کا جواب بالکل مختلف ہوگا۔ بھیڑ تو کہیگی۔ کہ نربل کی رکھشا کرنا اچھا ہے۔ بھیڑیا عین اس کے اُلٹ کہے گا۔ انسان کی حالت میں یہ دونو متضاد پرکرتیاں ہیں۔ باغ کے اندر جاؤ۔ ایک طرف تو خوبصورت خوشبو دینے والے پھول ہیں اور دوسری طرف ان کے ساتھ جسم کو چھیدنے والے کانٹے ہیں۔ منش بھی عام طور پر دونوں قسموں کے ہیں کئی ایسے بھی ہیں جو بچھو کی طرح اپنے آپ کو ناش کر دیتے ہیں۔ اور بڑے پھل دار درخت پیدا کرتے ہیں۔ وہ دَیوی اور آسُری پرکرتی سے بھی بڑے ہیں۔ ان دونوں پرکرتیوں کی کشمکش سنسار میں جاری ہے۔ منش کے اندر بھی ہر سمے دونو قسم کے بھاؤ آپس میں جدوجہد کرتے ہیں۔ یا تو دَیو بھاؤ فتح پاتا ہے۔ یا آسُری بھاؤ۔ منش اس سنٹ سنٹ کی فتح یا شکست کے مطابق آگے بڑھتا یا نیچے جاتا ہے۔

۹۱- دیوتاؤں اور اسُروں کا یدھ-

پرانوں کے اندر استعارہ کے طور پر دیوتاؤں اور دَیتوں کے یُدھ کا ذکر بہت پایا جاتا ہے۔ اُپ نشد میں دیوتا۔ اور اسُر سے مراد

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اندریاں اور وِرتیاں لی گئی ہے۔ جو کہ ہر لمحہ آپس میں یُدّھ کرتی ہیں ٭
اگر آگے دیکھا جاوے۔ تو سنسار میں دیو آسُر گنوں کا جنگ ہمیشہ
چلتا رہتا ہے جب ایک لڑکی لاکھوں روپیوں پر لات مار دیتی ہے۔ اور اپنی
پوترتا نہیں بیچتی۔ تو اس میں بھی دیوگُن کی فتح ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنی پوترتا
کی رکھشا میں پران دے دیتی ہے۔ تب بھی دیوگن کی جیت ہوتی ہے۔
مگر اس فتح کے حاصل ہونے سے پہلے دوگُنوں کا بڑا بھاری جنگ ہوتا ہے
انسان کا جسم تو مرنے کے لئے بنا ہے۔ صرف خیال Idea زندہ رہتا ہے
ان خیالات کا دیولوک یا اندرلوک بنتا ہے۔ جس میں پِتر دھرے
ہوئے بزرگ) رہتے ہیں۔ پہلے ادھیائے کے ۴۲ ہم شلوک میں پنڈ وغیرہ کا جو
ذکر ہے۔ وہ اِن کی یادگار قائم رکھنے سے مراد ہے۔ دُنیا میں اندھیرے
اور روشنی کا۔ صفائی اور غلاظت کا۔ دھرم اور ادھرم کا ہمیشہ جنگ
جاری ہے۔ جب لاکھوں فرنچ اور جرمن میدان میں سامنے آکر تلوار اور
گولہ چلاتے ہیں۔ تو وہ اشخاص اتنی حقیقت نہیں رکھتے۔ اصلی جنگ تو
دوگُنوں کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک مُلک دُوسرے کے ساتھ تھوڑا انیائے
کرتا ہے۔ اس انّیائے کے برخلاف دوسرے ملک میں نفرت کی آگ بھڑکتی
رہتی ہے۔ دونوں خیالات کی طاقت بڑھتی ہے۔ جبکہ انیائے اور نفرت آپس
میں جنگ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مہابھارت کا یُدھ دریودھن
کے برخلاف نہ تھا۔ بلکہ راون اور کنس کے خلاف یدھ کی طرح دیت گن کے
برخلاف تھا۔ جب سکھ مغل فوج کے برخلاف لڑتے تھے۔ تو حقیقت میں
گورو تیغ بہادر کا کٹا ہوا سر لڑتا تھا۔ سکھوں کے دلوں میں گورو کی شہادت
کا خیال جوش مارتا تھا ٭

۹۲- ایک نئے خیال کے مقابلہ پر دُنیا جنگ کرتی ہے

جب ایک مہان پُرش دُنیا میں ایک نیا خیال پیدا کرتا ہے۔ تو تمام

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

موجودہ طاقتوں کے برخلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے۔ یہ خیال پولیٹیکل آزادی
کا ہو سکتا ہے۔ یا مذہبی آزادی کا۔ ایک شخص اپنی شخصیت کے بنا پر
ایک نیا مذہب چلاتا ہے۔ اس کا خیال لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے
دماغ پر قابض ہو کر انہیں اپنا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ ایسے ہی ایک خیال نے
دنیا کے تختہ کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ خیال کے سامنے انسان کیا لاکھوں انسانوں
کی زندگیوں کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ ایک مذہبی خیال کے غلبہ میں کتنے
جنگ و جدل ہوئے۔ کتنے ہی بے گناہ قتل کئے گئے۔ کیا کیا مصیبتیں بیچارے
انسان پر آئیں۔ ان سے تاریخ کے اوراق خون سے سرخ ہیں۔ برا خیال ایسا
ہے۔ جیسے آدمی اپنے اندر غلاظت جمع کر کے ایک وبائی بیماری پلیگ وغیرہ
کا بیج پیدا کر دیتا ہے۔ جو کہ ساری دنیا میں تباہی پیدا کر دیتی ہے۔ مسیح
ایک غلام قوم میں پیدا ہوا۔ اس کی تعلیم برادرانہ محبت اور برادری کے
اصولوں سے بھری تھی۔ زور والے لوگوں نے ان کو دبانا چاہا۔ وہ اصول
کامیاب ہوئے۔ مسیح سے پہلے ایک شخص سوشل انیائے کے برخلاف آواز
اٹھاتا ہے۔ اور اپنا جسم بیچ میں ڈال دیتا ہے۔ وہ ایک خیال کی طاقت
پیدا کرتا ہے۔ روما میں غلام رکھنے کا دستور تھا۔ امیر لوگوں کو دو آدمی
لڑا کر تماشہ دیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ جیسے لوگ بیلوں کو یا مرغوں کو لڑاتے
ہیں۔ یہ لڑائی بڑے بڑے تھیٹروں میں ہوا کرتی تھی۔ ایک انسان کے خون
ہو جانے پر ہزاروں تماشہ گیر ہنستے اور کودتے تھے۔ ایسا ہی ایک تماشہ
ہونے لگا۔ دونوں طرف سے تلواریں چمکنے لگیں۔ اچانک ایک بوڑھا سفید
ریش بیچ میں گھس گیا۔ کھیل رک گیا۔ لوگ اس کے برخلاف چلانے لگے
دونوں لڑنے والوں نے اس پر تلواریں چلائیں۔ وہ لہولہان زمین پر گر
پڑا۔ تماشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اس آدمی کا نام ٹھیک طور دنیا نہیں
جانتی۔ آرکیمیڈیز تھا یا آرمیڈیز تھا۔ لیکن اتنی بڑی آتمری شکتی کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے برخلاف ایک و بوگن ... نے نہایت چالاکی سے یدھ کیا اور فتح حاصل کی +

۹۳ - دونوں پرکرتیوں کی تہ میں خودپسندی اور بے خودی کام کرتی ہیں

آسری پرکرتی کی تہ میں خودپسندی کا خیال کام کرتا ہے اور دیوی پرکرتی کی تہ میں بے خودی کا - اس خودپسندی کا بیان ۱۶ - ادھیائے کے ۱۳ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ شلوکوں میں پایا جاتا ہے - ایک آسری پرکرتی والے پرش کا خیال ہوتا ہے - کہ جس چیز کا اس کی ذات سے تعلق ہے - وہ سب سے اچھی ہے - اس سے بہتر ہونا ممکن ہی نہیں وہ ایک مذہب کو اپنا مان لیتا ہے - اس کے لئے اُس کے دل میں ایسا تعصب ہو جاتا ہے کہ وہ دوسروں کو دنیا سے مٹا دینا چاہتا ہے - جس ملک میں اس کا جنم ہوا ہے - اُس کے لئے سب دنیا کو تباہ کرنے پر تیار ہو جاتا ہے - وہ اپنی خواہش کے مقابلہ پر کسی کی پرواہ نہیں کرتا ایسے آدمی اپنے حقوق کو ہی سمجھتے ہیں - انہیں فرائض کا کبھی خیال نہیں آتا - میزینی کہتا ہے - کہ فرانس کے انقلاب میں ایسے اشخاص کی تعداد بہت زیادہ تھی - وہ ہر وقت اپنے حقوق کا ذکر کرتے تھے - اس لئے وہ انقلاب کامیاب نہ ہوا - اگر سوسائٹی میں سب اپنی حقوق ہی کی طرف کھینچنے والے ہوں - وہ سوسائٹی ابتری میں ہی رہتی ہے - چند آدمی مشترکہ کھانے پر بیٹھے ہوں - ہر ایک اگر زیادہ کھانے کی کوشش کرے اور دوسروں کا لحاظ نہ رکھے - تو اُن میں دنگا فساد ہی رہے گا - خودغرض کبھی آپس میں اتفاق نہیں کر سکتے +

کہاوت ہے - کہ تین شخص سرت کو مارنے کے لئے چل پڑے - راستہ میں موت کا فرشتہ بڈھے آدمی کی شکل بنائے - اُن کو آملا - اور

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُن کو ایک زمین میں گڑے ہوئے خزانہ کا پتہ بتا گیا - تینوں نے محنت کرکے خزانہ کھود کر نکالا - ایک آدمی کو روٹی لانے کے لئے شہر بھیجا - تینوں کا دل بے ایمان ہو گیا - وہ تو روٹیوں میں زہر ڈال لایا - اُنہوں نے آتے ہی بہانہ سے فساد کرکے اُسے مار ڈالا - اور خود روٹی کھا کر ہلاک ہو گئے - آسُری سوسائٹی ایسے اشخاص کی بنی ہوتی ہے - وہ خود ناش ہوتے ہیں - اور سوسائٹی کا ناش کرتے ہیں ۔

۹۴ - نٹشے ایک قدم آگے بڑھتا ہے -

جرمن فلاسفر نٹشے (Neetsche) اس زمانہ کا بڑا اتنتو ویت ہوا ہے - اُس نے وکاش کے اصول سے ایک قدم آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے - وہ جدو جہد اور انتخاب کے اصول کو کافی نہیں سمجھتا - وہ کہتا ہے - کہ اُس کے ساتھ ساتھ قدرت کا خاص مُدّعا ہے - اور وہ نمونہ کی عمدگی پیدا کرتا ہے - قدرت میں لگاتار کوشش پائی جاتی ہے - کہ جونی کا اگلا نمونہ پچھلے تمام جونیوں سے بہتر ہو - قدرت کی مدد سے ہم انسانی حالت میں پہنچے ہیں - اب ہمارا فرض ہے - کہ اپنے اندر سے ایک نئی جونی پیدا کریں - جو کہ جسمانی اور دماغی خوبیوں میں انسان سے ایسے ہی آگے ہونی چاہئے - جیسا کہ انسان حیوانوں سے ۔

اس جونی Species کا نام جو دیو جونی ہو " سوپر مین " Superman رکھا ہے - اُس دیو جونی کو پیدا کرنے کا اُس کا خاص طریقہ ہے - وہ کہتا ہے - کہ قدرت میں نابرابری ہے - انسان بھی بدھی میں بڑا اختلاف رکھتے ہیں - اِس نابرابری سے ہمیں فائدہ اُٹھانا چاہئے - بلکہ اس نابرابری کی غرض ہی یہی ہے - کہ جو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

منش دماغی اور جسمانی طور پر اعلےٰ ہیں ۔ اُن کی نسل کو ترقی دے کر ایک نئی جونی پیدا کی جائے ۔ جیسے کہ ریت میں سے سونے کے ذروں کو چُن لیا جاتا ہے ۔

آج کل نباتات کی اس طریقہ پر کاشت کر کے بیج کو بڑا اور اعلےٰ بنا لیا گیا ہے ۔ گیہوں کا دانہ موٹا موٹا چُن کر کاشت کرنے سے کوڑی کے برابر کر لیا گیا ہے ۔ ہندوؤں میں زمانہ قدیم سے گائے کی نسل اچھی کرنے کا خیال تھا ۔ سانڈ کو چھوڑ دینا بڑا پُن سمجھا جاتا تھا ۔

ادنےٰ جماعتوں کو وہ میناروں کی بنیادوں سے تشبیہ دیتا ہے ۔ جو کہ بہت چوڑی ہیں ۔ لیکن اُن کا کام صرف چوٹی کو سہارا رکھنا ہے مخصوص اشخاص میناروں کی چوٹیوں کے سمان ہیں ۔ جو کہ طوفان اور آندھیاں سر پہ اُٹھاتی ہیں ۔ لیکن ہمیشہ سورج کی چمک میں رہتی ہیں ۔ ادنےٰ جماعتوں کی غرض وہ صرف اس اعلیٰ جماعت کو پیدا کرنا ہی سمجھتا ہے ۔ موجودہ سوشلزم کو جو کہ سب انسانوں کو برابر بنانا چاہتی ہے وہ ایک بیماری قرار دیتا ہے جو کہ عیسائی اخلاق کو وہ ایک غلام قوم کا اخلاق سمجھتا ہے ۔ اس لئے اس کے خیال میں عیسائی خوبیاں کوئی وقعت نہیں رکھتیں ۔

۹۵ ۔ منو کے قواعد کی عظمت

اس جونی پیدا کرنے کے جو قواعد اُس کے بتائے ہیں ۔ وہ سب منو کے دہرم شاستر سے لئے ہیں ۔ وہ کہتا ہے ۔ کہ دُنیا کی دانائی اور تجربہ منو نے اکٹھا کیا ہے ۔ اُس کا فیصلہ آخری ہے ۔ اس سے ادھر اُدھر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے " جاتی کی اُنتی کے مارگ کے لئے خاص نتائج اخذ کئے گئے ہیں ۔ ورن کے طریقہ کو وہ اپنے مُدعا کے لئے ضروری سمجھتا ہے ۔ برہمن وہ اعلیٰ جماعت ہے ۔ جسے اور ترقی دینے سے وہ نئی جونی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیدا کرنا چاہتا ہے۔ آریہ شاستروں میں برہمن کو سوسائٹی کی تمام خوبیوں کا عطر مانا گیا ہے۔ اس لئے یہاں تک کہا ہے۔ کہ اگر شہر کو آگ لگی ہو۔ تو سب سے پہلے برہمن کو بچانا دھرم ہے۔ دوسری جاعتوں کی برہمن کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہ تھی۔ منوجی برہمنوں کو پوترتا اور سُندرتا کا قائم مقام مانتا ہے۔ اُن کا حق نیک ہوتا ہے۔ اپنے پر قابو پانا اُن کا کام ہے۔ تپ اُن کی تفریح ہے۔ گیان اُن کا کھیل ہے۔ وہ حکومت کی خاطر نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ حکومت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ قدرت نے یہ تقسیم کی ہے۔ منو نے نہیں۔

خودی بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نفسانی خودی جس میں آدمی اپنا ہی فائدہ دیکھتا ہے۔ دوسری خودی اُس کی ہے۔ جو دوسروں کے لئے زندہ رہتا ہے۔ اس کی خودی بھی نیکی ہے۔ برہمن کی زندگی چونکہ ایکتا کے لئے ہے۔ اس کا اپنی زندگی کو ہر حالت میں بچانا دھرم ہے۔ برہمن گو سب اشیاء کا مالک تھا۔ مگر اس کا کسی چیز پر قبضہ نہ ہوتا تھا۔ جب ایک برہمن ننگے سر اور ننگے پاؤں راجہ کے دربار میں جاتا تھا۔ تو اُس کے تپ کے بل سے راجہ لوگ کھڑے ہو جاتے تھے۔

گیتا کے ۳ ادھیاء کے ۱۴-۱۵ شلوکوں میں کہا ہے کہ سنسار ایک یگیہ ہے۔ جس میں ہر ایک چیز دوسرے کے سہارے پر چلتی ہے سب پرانی اَنّ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اَنّ بادلوں سے۔ بادل سورج کی کرنوں کے اثر سے۔ سورج سب سے بڑا یگیہ رُوپ ہے۔ اُس کی کرنیں نہ صرف سمندر سے بھاپ لے کر بادل بناتی ہیں۔ بلکہ پودوں کو۔ انسان کو جیون دیتی ہیں۔ سورج نہ ملنے سے پودا کملا جاتا ہے۔ انسان کے اندر سے جیون شکتی جاتی رہتی ہے۔ رنگ پیلا پڑ جاتا ہے نیند بھاگ جاتی ہے۔ یہ یگیہ برہم ہے۔ جو منش اس سنسار چکر کو

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آگے نہیں لے جاتا - وہ بے فائدہ جیتا ہے - برہمن ہونا ہی سنسار کو آگے لے جانے کے لئے یگیہ ہے ۔

۹۶ - نٹشے اور منو کا اختلاف

فلاسفر کے طریقہ اور منو کے طریقہ میں ایک فرق ہے - فلاسفر اس نسل کو پیدا کرنے کے لئے جنگ کو بڑا پوتر ذریعہ سمجھتا ہے - جنگ کو صرف اپنا عروج اور طاقت بڑھانے کے لئے وہ اپنے پرانے دیوتا (Wooden) کا پرستش کرنے والا ہے - جو جنگ کا دیوتا تھا - عیسائیوں کے خدا سے اُسے بہت بڑا طاقتور مانتا ہے - منو اگر ایسی دیو جونی پیدا کرنا چاہتا ہے - تو وہ دیوگنوں کو ترقی دیتے دیتے سچے برہمن پیدا کر کے اور فلاسفر ادنےٰ قوموں اور ادنےٰ جماعتوں کو دبانے اور برباد کرنے سے - گیتا بھی آسُری بھاوؤں کو ناش کرنا چاہتی ہے منشوں سے کوئی دویش نہیں ہونا چاہئے - اگر دیوگن دُنیا میں ترقی کرینگے تو چھوٹے گُن خود بخود ہی مٹ جائیں گے - چھوٹے بھاو نہ رہنے سے ادنےٰ جماعتیں خود ہی دُور ہو جائینگی - ادنےٰ گنوں سے انسان ادنےٰ بن جاتے ہیں - اعلیٰ گنوں سے انسان اعلیٰ ہو جاتا ہے - گیتا میں جہاں کھشتری کے لئے جنگ کرنا قرار دیا ہے - تو صرف اس حالت میں جبکہ نربلوں کی رکھشا کرنی ہو - یا کسی انیائے کو دُور کرنا ہو - ۱۸ - ادھیائے کا ۴۳ شلوک میں کھشتری کے گن بہادری - نڈرتا - شوربیرتا - یدھ میں بھلائی اور دان بتاتے ہیں - اگر کھشتری ڈر کر بھاگ جائے - تو وہ پاپ کا بھاگی ہوتا ہے - صرف نڈرتا کام کی نہیں - اس کے ساتھ بُدھی یا وچار کا ہونا ضروری ہے - بہتیرے پُرش بنا بُدھی سے وچار کئے کئی کام شروع کر دیتے ہیں - وہ اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو گڑھے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں ڈال دیتے ہیں۔ دُوسرے ہیں۔ جن کے ہردہ میں بل یا نڈرتا نہیں ہوتی۔ وہ تھوڑا سا بھئے آنے پر فوراً گر تے ہیں۔ اور دُوسروں کو ساتھ گرا لیتے ہیں۔ کثیر تعداد میں تو ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا من سوارتھ سے بھرا ہوتا ہے۔ جوش کے موقعہ پر وہ آگے چل پڑتے ہیں۔ لیکن جلدی سوارتھ وش ہو کر سب دھرم کرم کنارے پر پھینک دیتے ہیں۔ کھشتری کا دھرم ہے۔ جیسا کہ میزینی ایک جگہ کہتا ہے " جہاں کہیں انیائے دیکھو۔ مرد یا عورت پر کالے یا گورے پر۔ فوراً اپنی آواز اُس کے برخلاف بلند کرو۔ اور اس انیائے کو جڑھ سے اُکھیڑنے میں لگ جاؤ "

راج یوگیہ

۹۷ - سُکھ کی تلاش

کہا جاتا ہے۔ کہ جب ہرن کی نابھی میں نافہ کی خوشبو آنے لگتی ہے تو وہ اُس کی تلاش میں دیوانہ وار اِدھر اُدھر دوڑتا ہے۔ اسی طرح منش جنم کو پا کر جیو آتما ایک خوشبو سی محسوس کرتا ہے۔ اور جان کر یا نہ جان کر اس کی تلاش میں بھٹکتا ہے۔ ہرن تو وہ خوشبو جھاڑیوں میں ڈھونڈھتا ہے۔ جیو اسے اِندریوں کے وِشیوں میں "

ایک جگہ سوال اُٹھایا گیا ہے۔ جیو کا سبھاوک سروپ کیا ہے؟ سُکھ یا دُکھ؟ اگر سبھاوک سُکھ ہو تو دُکھ اپنے سروپ کو بھول جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر دُکھ سبھاوک ہو تو اُسے دُور کرنا اور سُکھ کو خاص یتن سے حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کے لکھشنوں یعنی دونوں سُکھ دُکھ پائے جاتے ہیں۔ گویا ایک سے جیو پرے بھاگتا ہے۔ اور دُوسرے کو حاصل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرنا چاہتا ہے +

۹۸ - اودّیا یا اگیان دُکھ کا کارن ہے

آریہ درشنوں کی اور بُدھ فلاسفی اسی ایک اصول موضوعہ کو فرض کر کے شروع ہوتی ہے۔ کہ جیو سکھ کی تلاش میں لگا ہے۔ لیکن دُنیا میں بجائے سُکھ کے سب کو دُکھ ہی دُکھ دکھائی دیتا ہے۔ اس کا کارن ڈھونڈتے ہوئے سب درشن کار ایک ہی نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ یوگ یہ درشن تو اُسے اودّیا بتاتا ہے۔ ویدانت اُسے مایا کہہ دیتا ہے۔ سانکھیہ "اوویک" نام دیتا ہے۔ اس مایا یا اگیان کا کارن ترشنا یا وِشے واسنا ہے۔ جس میں بندھا ہوا منش بھولا پھرتا ہے۔ اس بھولے منش کی حالت پر ایک بڑے سانڈ بیل کا درشٹانت دیا گیا ہے۔ سانڈ کے گلے میں لمبی رسّی ہے جو کہ ایک درخت سے بندھی ہے۔ سانڈ کھلی زمین میں چرتا ہے اُس کا مُنہ ایک طرف ہے۔ اور وہ پھرتا ہوا چلتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ رسّی درخت کے گرد لپٹ کر چھوٹی ہوتی جاتی ہے۔ وقت آتا ہے۔ کہ رسّی ختم ہونے پر سانڈ درخت کے ساتھ جا پہنچتا ہے۔ آگے جانا چاہتا ہے۔ مگر جائے تو کیسے؟ درخت کے ساتھ بندھا ہوا سر مارتا ہے۔ غصہ میں جلتا ہے مگر سب بے سُود۔ اُس کی ساری مصیبت اُس کے اگیان میں ہے کوئی اُسے رستہ بتانے والا مل جائے۔ اس کا مُنہ دوسری طرف موڑ دے اس کا سارا کشٹ فوراً مٹ سکتا ہے۔ ہم بھی ترشنا کی رسّی سے بندھے ہیں اور اگیان میں پڑے دُکھ اُٹھاتے ہیں +

۹۹ - گیتا کیا کہتی ہے؟

گیتا کے ادھیائے ۳ کے ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ آدی شلوک نہایت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

خوب صورتی سے بتاتے ہیں۔ کہ کس طرح یہ ترشنا دکام) آتما کو ڈھانپ کر اگیان میں ڈال دیتی ہے۔ جیسے دُھواں آگ کو اور دھول شیشے کو۔ یہ ترشنا ہماری ہمیشہ کی دُشمن ہے۔ اندریاں من اور بُدھی اس کے سھان ہیں۔ جن میں بیٹھی ہوئی آتما پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اپنی اندریوں کو قابو میں لاکر پہلے اس پاپن کا ناش کرنا چاہئے۔

۴۳ میں بھی کہا ہے۔ کہ اس طرح آتما اور اُس کی مدد سے اندریوں کو روک کر اس دُشمن کو مغلوب کرو۔

دُوسرے ادھیائے کے ۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۷-۶۸ میں کہا ہے۔ کہ اندریاں گیانی سے لگ کر اُس کے دل کو پکڑ لیتی ہیں۔ ان کو قابو میں لاکر آدمی دھیان کر سکتا ہے۔ وشیوں کا خیال کرنے سے ان سے پریم ہوتا ہے۔ اس سے ترشنا پیدا ہوتی ہے۔ ترشنا سے کرودھ۔ کرودھ سے بُدھی کا ناش ہوتا ہے۔ بُدھی نہ رہنے سے آدمی کسی کام کا نہیں رہتا۔ وشئی آدمی کا من ایسا ڈانواں ڈول ہوتا ہے۔ جیسا کہ جہاز طوفان کے اندر ڈولتا ہے۔ اس لئے ہے مہاباہو! ان اندریوں کو وشیوں سے ہٹا کر قابو میں لا۔

۱۰۰۔ مہابھارت کا درشٹانت

مہابھارت کے استری پرب میں ودُر نے دھرت راشٹر کو درشٹانت دے کر دُنیا کا ایک خوب صورت خاکہ کھینچا ہے۔ اس میں کہا ہے۔ یہ سنسار ایک بڑا بیابان ہے۔ اس میں زندگی ایک جنگل کی طرح ہے اس جنگل میں بیماریاں شیر۔ چیتے۔ بھیڑیئے وغیرہ جانور ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر بڑھاپا ایک چڑیل کی طرح آدمی کے گلے سے لپک رہا ہے۔ آدمی ان سے بچنے کے لئے بھاگتا ہوا ایک گھر سے غار کے کنارے یعنی جسم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں آگرتا ہے۔ اس غار میں سر نیچے کر کے لٹک جاتا ہے۔ اس غار کے کنارہ پر بہت سی جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں۔ یہ جھاڑیاں وشئے ہیں۔ ساتھ ہی وہاں پر ایک ہاتھی (سال) چھ منہ والا (موسموں سے مراد ہے) اور ۱۲ ٹانگوں والا (۱۲ مہینہ ہیں) آدمی کو مارنے کے لئے کھڑا ہے۔ جس شاخ کے سہارے آدمی لٹکا ہے۔ اُسے دو چوہے ایک سفید اور دوسرا کالا یعنی دن اور رات کاٹ رہے ہیں۔ غار کے اندر ایک کالا ناگ (کال) مُنہ کھولے پڑا ہے۔ ان جھاڑیوں کے اندر ایک شہد کا چھتّا لگا ہے۔ جس سے ایک ایک بُوند نیچے گرتی ہے۔ جب یہ قطرہ آدمی کے مُنہ میں جا پڑتا ہے۔ اُسے ایسا میٹھا لگتا ہے۔ کہ وہ غار میں اُلٹا لٹکا ہوا بھی سب مصیبتوں اور خطروں کو بھول جاتا ہے۔ یہ قطرہ ترشنا کی پیاس کو اور بھی بڑھا دیتا ہے۔ گو پیاس بڑھنے سے اُسے اَتی دُکھ ہوتا ہے۔ مگر اس مٹھاس کی اُمید ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ کہ وہ اُس کی طرف آنکھیں لگائے لٹکتا رہتا ہے۔ اور اُسے زیادہ چکھنے کی ہوس دامنگیر رہتی ہے ۔:

۱۰۱۔ اُس کو پانے کے راستے کئی ہیں

گیتا کے ادھیاء ۷ کے ۳ شلوک میں کہا ہے۔ کہ ہزاروں میں کوئی ایک سدھی چاہتا ہے۔ ان چاہنے والوں میں سے کوئی ہی اس کے لئے یتن کرتا ہے۔ ان یتن کرنے والوں میں سے کوئی مجھ کو جان سکتا ہے۔ کیونکہ جانتا صرف وہ ہے۔ جو کہ جیسا ۱۳ ادھیاء کے ۲۷ میں کہا ہے " وہ دیکھتا وہی ہے۔ جو سب سنسار کے نیچے ایک سار پہچانتا ہے "۔ باوجودیکہ یہ جاننا اتنا مشکل ہے۔ ۴ ادھیاء کے ۱۱ شلوک میں مشکل کو دُور کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ " منش جس

راستہ سے میرے پاس آتے ہیں۔ میں اسی راستہ سے ان کو قبول کرتا ہوں"۔
اس کی طرف آنے کے کئی راستے ہیں۔ ....
.... ۱۳-۱۲ ادھیائے ۲۴
میں کہا ہے۔ کہ اس اگیان کو دور کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ کئی لوگ دھیان سے۔ کئی کرم کے ذریعہ سے۔ کئی گیان مارگ کے ذریعہ سے گیان کو پراپت ہوتے ہیں۔ بھگتی مارگ ایک اور راستہ ہے۔ ان چار بڑے راستوں میں سے پہلا دھیان ہے۔ دھیان کرنے کا طریقہ راج یوگ کہلاتا ہے۔ گیتا کے چھٹے ادھیائے میں راج یوگ کا نہایت خوب صورت اور مختصر سا بیان ہے۔ کس طرح آدمی شدھ استھان میں آسن لگا کر پرانایام کرے۔ اور دھیان کرنے کا ابھیاس کرے۔ یم نیم آدمی آٹھ منزلوں کا مفصل ذکر یوگ درشن میں پایا جاتا ہے۔

۱۰۲۔ من کو کیسے سفر کرنا چاہیئے۔

دھیان یوگ میں من کی ایکاگرتا حاصل کرنا لازمی امر ہے۔ جدھر جدھر من دوڑتا ہے۔ یعنی اسے ادھر ادھر سے ہٹا کر ایک جگہ پر سفر کرنا من کا دوڑنا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے ایک منٹ دیکھو من کدھر کدھر گھومتا ہے۔ اسے گھومنے سے روکنے کی کوشش کرو جتنی کوشش کرو گے۔ اتنا ہی زیادہ ادھر ادھر دوڑے گا۔ شریر کو ایک رتھ کہا گیا ہے۔ اندریاں اس کے گھوڑے ہیں۔ من ان کی باگ ہے۔ آتما رتھوان ہے۔ باگ قابو میں رکھنے سے گھوڑے بس میں رہتے ہیں من سفر ہونے سے قابو میں آسکتا ہے۔ یہی سب سے مشکل امر ہے۔ اس کی کٹھنتا کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ ارجن جیسا ایکاگر چت

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

والا شخص یوگ کی تشریح سُن کر سوال کرتا ہے - ہے کرشن ! من کو قابو کرنا ایسا ہے جیسا آندھی کا - اس کو کیسے کرنا چاہئے ؟ ارجن کی شکتی دیکھئے - اُن کے گورو درونا چاریہ نے سب شِشوں کو اکٹھا کر کے اُن کی پریکشا لینی چاہی اُن سے کہا کہ درخت پر بیٹھے ہوئے پرندے کی آنکھ میں تیر لگاؤ - ایک ایک کو پاس بلاتا تھا اور پوچھتا تھا - کیا دیکھتے ہو ؟ سب کے سب جواب میں پرندہ یا اُس کے درخت کی ٹہنی کا نام لیتے تھے - صرف ارجن تھا - جس نے کہا کہ میں صرف آنکھ دیکھتا ہوں - پُوچھا اور ؟ کہا اور کچھ نہیں - صرف اس کی آنکھ پر ہی نظر ہے -

۱۰۳ - اس من کی چنچلتا ابھیاس اور ویراگ سے دُور ہوتی ہے

سب جانوروں میں بندر بڑا چنچل ہے - اُسے ایک لمحہ بھی چین نہیں آتا - من کو ایک بندر سے تشبیہ دی گئی ہے - لیکن بندر بھی وہ جسے شراب پلایا گیا ہو - اور پھر اُسے ایک بچھو کاٹ کھائے - جیسے اُس بندر کی چنچلتا کی کوئی حد نہیں - ایسے ہی منش کی حالت ہے - جس نے ہر وقت ابھیمان کا شراب پیا ہے - اور حسد کا بچھو اُسے موقعہ بموقعہ کاٹتا رہتا ہے - تاہم اسے ایکاگر کئے بغیر دھیان مارگ پر ایک قدم نہیں اُٹھ سکتا - گیتا میں اس کا حل بتایا ہے - ارجن کو جواب دیا ہے کہ "اگرچہ یہ من بڑا بلوان اور دُرنگرہ ہے - پرنتو ابھیاس اور ویراگ سے یہ قابو میں آ سکتا ہے"

ابھیاس سے ناممکن معلوم ہونے والی باتیں ممکن ہو جاتی ہیں - کھیل تماشوں میں دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح بندر - ہاتھی وغیرہ جانور ایسے ایسے کھیل کرتے ہیں - جن سے آدمی دنگ رہ جاتا ہے - کس طرح

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آدمی ابھیاس کرنے سے آنکھیں بند کر کے خالی آواز کے اوپر نشانہ لگا سکتا
ہے۔ شریر کے ساتھ ابھیاس کرنے سے نہایت دُبلا پتلا آدمی پہلوان بن
سکتا ہے۔ اور یوگی لوگ شریر کو ایسا بنا لیتے ہیں۔ کہ خالی ہوا پر زندہ
رہ سکتے ہیں۔ من کا ابھیاس یہی ہے۔ کہ اس کو سب طرف سے ہٹا کر کسی ایک
خاص وستو یا خیال میں لگایا جائے۔ ہٹانے کا ذریعہ ویراگ ہے۔ دھرم
اُپدیش سُننے اور سادھوؤں کی سنگت کرنے سے دُنیا کی بے ثباتی کا دھیان آتا
ہے۔ اور وشے واسنا کم ہوتی ہے۔ گیتا میں کہا ہے۔ وشیوں کا دھیان
کرنے سے کام پیدا ہوتا ہے۔ کام سے کرودھ پیدا ہوتا ہے۔ کرودھ سے
موہ اور موہ سے سمرتی جاتی رہتی ہے۔ اور بُدھی ناش ہوتی ہے۔ بُدھی دُور
ہو جانے سے منش ناش کو پراپت ہوتا ہے۔ تلسی نے ایک جگہ کہا ہے

"جاں کو پربھو دارُن دُکھ دیہیں   تاں کی مت پہلے ہر لیہیں"

پربھو جس کو سب سے بڑا دُکھ دینا چاہتے ہیں۔ اُس کی مت (بُدھی)
چھین لیتے ہیں۔ اگر کوئی منش پاپ کرتا ہے۔ تو ایشور اُسے آ کر تھپیڑ
نہیں لگاتا۔ نہ اُسے ہتھکڑی بیڑی ڈالتا ہے۔ بلکہ اُس بدھی کو مار دیتا
ہے۔ پاپی کی موت پاپ کرم کرنے میں ہی ہوتی ہے۔ اُوپر کہیں سے
نہیں آتی ۔

اندریوں کے بس ہو کر من وشیوں کے آدھین رہتا ہے وشیوں
کی ہوا اُسے ہلاتی رہتی ہے اور شانت نہیں ہونے دیتی۔ گیتا کے ۶ ادھیایہ
کے ۱۸۔۱۹۔۲۰ میں بتایا ہے۔ کہ ایکاگر چت اس جیوتی کے
سمان ہے۔ جو کہ ہوا سے بالکل محفوظ بلا کسی حرکت کے
صاف جلتی ہے۔ ایسا ہی من شانت ہو کر آتما کو
اپنے اندر دیکھ سکتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۰۴ - پرانا یام اس میں مدد دیتا ہے

۶ - ادھیاء کے ۱۲ - ۱۳ میں کہا ہے - کہ پرانایام من کو سُتھر کرنے میں مدد دیتا ہے - پرانایام کا مدعا سانس کو باقاعدہ کرنا - اور ساتھ ہی سانس کو لمبا کرنے کی شکتی پیدا کرنا ہے - تجربہ سے ثابت کیا گیا ہے - کہ سانس کی باقاعدگی کا نسوں nerves کی مضبوطی سے خاص تعلق ہے - اور ان کے مضبوط ہونے سے من کی سُتھرتا غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے - ادھیاء ۴ کے شلوکوں میں یگیہ کا ذکر کر کے ۲۶ و ۲۷ میں اندریوں کے اپنے اندر ڈالنے کو بھی یگیہ ہی کہا ہے - یہ اندریوں کے یگیہ ناک آنکھ کان آدی کے ذریعہ سے کئے جاسکتے ہیں - عام بات ہے - کس طرح ہیپناٹزم کرنے والے لوگ ایک کالا داغ سا بنا لیتے ہیں - اور بِنا آنکھ جھپکائے اُس کی طرف دیکھتے رہنے کا ابھیاس کرتے ہیں - جس سے اُن کی نظر میں دوسروں پر اثر کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے - بہتیرے لوگ ہیں - کہ جو بانی سے "اوم" شبد یا کوئی اور منتر کا جاپ کر کے من کو تھکا کر اسے سُتھر کرنے کا یتن کرتے ہیں ۔

دوسرے لوگ کبیر پنتھی وغیرہ ہیں - جو کہ کانوں کو بند کر کے اندر کی آواز کو سُنتے اور اُس پر من ٹھیرانے کی کوشش کرتے ہیں - وہ اُسے انحد شبد کہتے ہیں - ناک کے ذریعہ گہرا سانس لینا ایک بڑی عمدہ ورزش اور صحت کے لئے بہت فائدہ مند سمجھا جاتا ہے - جن نوجوانوں کو نسوں کی کمزوری کی بیماری ہو گئی ہو - انہیں بہت تھوڑا سا شروع کر کے آہستہ آہستہ پرانایام کی ترقی کرنا تندرست کر دیتا ہے - اسی طرح جن لوگوں کو قبض کی ہمیشہ شکایت رہتی ہو - اُنہیں ناک سے ہوا خارج کر کے گدا کے راستہ ہوا اوپر کو چڑھانا انیما کا کام دیتا ہے ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۰۵- یم- نیم آدمی پر چلنا بڑے تپ اور سادھن ہیں۔

دوسرے ادھیائے کے ۵۸-۵۹-۶۰ اشلوکوں میں کہا ہے۔ جب آدمی من کو اندریوں سے ایسے پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ جیسے کچھوا اپنے انگوں کو سکیڑ لیتا ہے۔ تو وشے واسنا آہستہ آہستہ ختم پڑنی شروع ہوتی ہے۔ ختم ہوتے ہوتے اس واسنا کا خیال ابھی دل سے اڑ جاتا ہے۔ تب ہی آتما کا درشن حاصل ہوتا ہے آگے بتایا ہے۔ کہ اندریوں کو نراہار رکھنے سے وشیوں سے پیچھا چھوٹ سکتا ہے۔ اندریوں کو بس میں رکھنا بڑا بھاری تپ ہے۔ یم اور نیم اس کے بڑے سادھن ہیں۔ پانچ یم ہیں۔ جن کا دوسروں سے تعلق ہے۔ یہ ابتدائی اصول ہیں۔ جن پر سوسائٹی قائم ہے۔ ان کے بغیر سوسائٹی چل نہیں سکتی۔ اور جس سوسائٹی میں ان کا رواج نہ ہو۔ وہاں رہ کر آدمی کبھی دھیان نہیں کر سکتا۔ (۱) اہنسا- کسی دوسرے سے دویش بھاؤ نہ رکھنا۔ (۲) ستّ- دوسروں سے سچ کا برتاؤ کرنا۔ (۳) استیہ- دوسروں کی چیز کو ناحق نہ لینا۔ (۴) برہمچریہ دوسروں کے ساتھ پوتر آچرن کا برتاؤ رکھنا۔ (۵) اپرگرہ- ہر جگہ اپنے آپ کو نہ گھسیڑنا۔ نیم بھی پانچ ہیں۔ جن کا ہماری اپنی زندگی سے تعلق ہے۔ ان پر نہ چلنے سے دوسروں کو کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ مگر ہمارے اپنے اوپر اثر ہو کر ہم کو ناقابل کر دیتا ہے۔ وہ نیم یہ ہیں شوچ یعنی شریر اور من کی صفائی۔ سنتوش یا اپنے پر صبر کرنا۔ تپ یا اندریوں کو انتظام میں رکھنا۔ سوادھیائے۔ کسی دھرم پستک کا ہر روز پاٹھ کرنا۔ پرنی دھان- پرماتما پر وشواس رکھنا۔

بان پرستھ آشرم ایک حصہ زندگی کا اس لئے مخصوص کیا گیا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے۔ کہ کوشش دھیان مارگ پر کامیابی سے چلنے کے لئے ایک عرصہ تک دُنیا
اور اُس کے لوبھوں سے پرہیز رکھے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس طرح وشیوں
سے بھاگ جانا کیا بہادری ہے۔ وہاں کا تیاگ تو مجبوری امر ہو جاتا ہے۔
بات یہ ہے۔ کہ من کو جیتنا بڑا کٹھن ہے یہ سمے اپنے آپ کو تیار کرنے کے
لئے ہے۔ تاکہ جیتنے کی طاقت پیدا ہو جائے۔ جنہوں نے جیل کی زندگی
کو اپنی اُنتی کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ
اندریوں کو مختلف قسم کے بھوگوں سے نرآہار" رکھنے سے ایک عجیب طاقت
پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر بان پرستھ میں رہ کر آدمی من وشیوں کا سمرن کرتا
رہے۔ تو جیسا گیتا کے ادھیائے ۳ کے ۶ میں بتایا ہے۔ وہ مورکھ
اور ڈھونگی ہے۔

۱۰۶۔ گیان کی اوستھا

دھیان کے وقت یہ دیکھنا کہ چت کدھر جاتا ہے اور کونسی اسے
کشش ہے۔ اس کشش کو توڑ کر ادھر سے ہٹانا پرتیاہار کہلاتا ہے۔
اس کے آگے چت کی ایکاگرتا ہے۔ اس سے دھیان پراپت ہوتا ہے۔
اور دھیان سے سمادھی ملتی ہے۔ جب کہ آتما اپنے اندر مگن ہو جاتا ہے
اس من کی حالت کنول سے بتائی ہوتی ہے۔ جو کہ جل میں رہتا ہوا
کبھی گیلا نہیں ہوتا۔ شکھدیو مہاراج کی مثال ہے۔ راجہ جنک نے اپنے
سبھا کے لوگوں کو اس مارگ کا اُپدیش کیا۔ شکھدیو کو پرکھنے کے لئے
تیل سے کناروں تک بھرا ہوا ایک کٹورہ دیا۔ اور انہیں سارے شہر
میں پھرا لانے کی آگیا کی۔ اس شرط پر کہ اس میں سے ایک قطرہ گرنے نہ
پائے۔ شہر کی پرکرما کر کے شکھدیو واپس آ گئے۔ جنک نے پوچھا۔ کہئے
شہر میں کیا کیا دیکھا؟ کہا کچھ نہیں۔ کیا سنا؟ جواب دیا۔ کچھ نہیں میرا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دِھیان تو صرف کٹورے اور تیل کے اندر رہا۔ اِسی طرح ایک دھیانی پُرش دیکھتا ہے۔ سُنتا ہے۔ لیکن من اِس کا اِندریوں سے پرے رہتا ہے۔ جس نے مَن کو جیت لیا ہے۔ اُس نے سارے جگت کو جیت لیا ہے۔ جو اپنے من کا مالک ہے۔ وہ ہمارے برہمانڈ کا مالک ہے۔ یہ من مارا ہُوا وہ اکسیر بن جاتا ہے۔ جس سے سب دُکھ چھُوٹ جاتے ہیں اور ہمیشہ آنند کا دروازہ کھُل جاتا ہے۔

گیان مارگ

۱۰۷۔ اگیان کی حالت

دُوسرا مارگ اگیان دُور کرکے گیان کا حاصل کرنا ہے۔ جیو اگیان کے جال میں پھنسا ہُوا دُکھ اُٹھاتا ہے۔ کسی چیز یا حالت کو غلط یا اُلٹ سمجھنا اگیان کہلاتا ہے۔ حیوانوں کے اندر اس کی بے حد مثالیں ملتی ہیں۔ حیوانوں میں گدھے اندر حد درجے کا اگیان پایا جاتا ہے۔ جب ایک گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے۔ اُسے اوپر نکالنے کی کوشش کرو۔ وہ اپنا سارا زور پیچھے کی طرف لگاتا ہے۔ بھیڑیا اُس کی طرف آتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کر لیتا اور خیال کر لیتا ہے۔ کہ بھیڑیا بھی اُسے نہیں دیکھتا ہے۔

طوطا بڑا پیارا اور سیدھا جانور ہے۔ یہ بھی اگیان کے بس ہو کر دُکھ اُٹھاتا ہے۔ اس کو پکڑنے کا عجیب سا پھندہ ہے۔ ایک چھڑے کے ایک سرے کے نزدیک دھاگا باندھ کر اُسے درخت کی ٹہنی سے باندھ دیا جاتا ہے۔ جوں ہی طوطا اُس پر آ کر بیٹھتا ہے۔ لمبی طرف نیچے جھک جاتی ہے۔ طوطا چھڑی کو زیادہ زور سے پکڑتا ہے۔ وہ اور نیچے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو جاتی ہے - وہ اُسے مضبوطی سے پکڑتا ہے - ایک خیال اُس کے دماغ میں بیٹھ جاتا ہے - کہ پنجہ مضبوط رکھنے سے اُس کی جان بچ جائے گی - اُسی حالت میں پھندک جاکر نہایت آسانی سے اُسے پکڑ لیتا ہے ۔

۱۰۸ - منش بھرم جال میں پھنس جاتا ہے

منش کی بھی ویسی ہی حالت ہے - قدم قدم پر ایسے حالات آتے ہیں کہ اُسے اگیان میں ڈال دیتے ہیں - ایک مُسافر کا درشٹانت ہے - اُسے تالاب کے اندر منی چمکتی نظر آئی - جل صاف شفاف تھا اس لئے کپڑے اُتار دیئے - اور منی کو نکالنے کے لئے غوطہ لگانے لگا - آنکھوں سے دیکھتا تھا - مگر اس کے ہاتھ میں پکڑی نہ جاتی تھی - تھک کر زمین پر لیٹ گیا - ایک اور مہاتما پُرش وہاں پہنچے - اُس کا حال دریافت کیا - اُنھوں نے اُسے کہا - درخت کے اوپر دیکھو - چوٹی پر ایک پرندہ بیٹھا تھا - جس کے منہ میں منی تھی - منی کی چمک پانی میں پڑتی تھی - جس نے مُسافر کو حیران کر رکھا تھا ۔

پران میں ایک کتھا ہے - ایک رشی تھا - اُسے کسی پاپ کے بدلے سُورنی کی جُونی بھوگنے کا حکم ہوا - وہ سُورنی بن کر پیدا ہوئی - غار میں رہنے لگی - بڑی ہوئی اُس کے بچے ہوئے - گندہ بلا کھاتی اور بچوں سے پریم کرتی تھی - جب اُس کا سمے ختم ہوا - تو بیکنٹھ سے دوان پہنچے - کہ اُسے لے آئیں - سُورنی اپنے مکان اپنے بچوں اور خوراک کی طرف دیکھ دیکھ روتی تھی - اور پرارتھنا کرتی تھی - کہ اُسے تھوڑی اور بچوں کے پاس رہنے دیا جائے - اپنے شریر کے ساتھ جہاں پر وہ رہتی تھی - اُن جگہوں کے ساتھ اُسے اتنا پریم ہوگیا تھا - روتی چلاتی اُنھوں نے پکڑ لیا اور بیکنٹھ دھام کو لے گئے - وہ رشی ابھی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اُس حالت پر پیچھے کیا کہتا ہو گا؟

۱۰۹۔ہماری ترشنا ہمارے اگیان کا کارن ہے

بھرتری نے کہا ہے۔ وقت نہیں گذرتا۔ ہم گزرتے جاتے ہیں۔ بھوگ نہیں بھوگے جاتے۔ ہم بھوگے جاتے ہیں۔ ترشنا ختم نہیں ہوتی۔ ہم ختم ہوتے جاتے ہیں۔ گیتا میں بتایا ہے۔ کہ یہ ترشنا ہے۔ یہ واسنا ہے۔ جو ہمارے سب اگیان کا مول کارن ہے۔ یہ ہمارے آتما پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ ہماری ترشنا کی کبھی ترپتی نہیں ہو سکتی۔ جیسے صحرا ئے میں چلتا ہوا مسافر ریت کو پانی سمجھ کر دوڑتا ہے۔ تاکہ اپنی پیاس بجھائے۔ نزدیک جاتا ہے۔ اُسے ریت معلوم ہوتی ہے۔ آگے آدھ میل پہ پانی نظر آتا ہے۔ پھر دوڑنا شروع کرتا ہے۔ آگ میں گھی ڈلنے سے آگ زور سے جلتی ہے۔ ترشنا کی اگنی میں بھوگ ڈلنے سے یہ اور زیادہ چمکتی ہے۔ جلتی آگ بھڑکتی ہے۔ اتنا دکھ بڑھتا ہے۔

فلاسفر شاپن ہاور نے بہت مختصر طریقہ سے اِسے ایک کسر میں ظاہر کیا ہے۔ جس کا شمار کنندہ بھوگ ہیں۔ اور مخرج بھوگوں کی خواہش۔ شمار کنندہ زیادہ اور مخرج کم ہونے سے سُکھ بڑھتا ہے۔ اور اس کے برخلاف عمل ہونے سے دُکھ وہ بتاتا ہے۔ کہ ہمارے بھوگ تو حسابی ضرب۔ ارتھمیٹکل پروگرشن کے قاعدہ پر بڑھتے ہیں۔ دو کو دو سے ضرب پھر چار کو دو سے ضرب۔ پھر آٹھ کو دو سے ضرب وغیرہ حسابی ضرب کہا جاتا ہے۔ اور ہماری خواہشات یعنی مخرج جیومیٹریکل پروگرشن

کے قاعدہ سے دو ضرب دو - پھر چار ضرب چار - پھر سولہ ضرب
سولہ وغیرہ جیومیٹریکل پروگریشن کہلاتا ہے - مطلب یہ کہ جوں جوں
ہم بھوگ بھوگتے ہیں - ہماری خواہشات بدرجہا گنا بڑھ جاتی ہیں
اس لئے قدرتاً ہمارے دکھ کی مقدار بہت بڑھتی جاتی ہے -
کارلائل نے اس کسر سے ایک اور گہرے معنے نکالے ہیں - علم
حساب میں قاعدہ ہے - کہ شمار کنندہ کچھ ہی ہو - اگر کسی کسر کے
مخرج کو صفر کر دیا جائے - تو اس کی قیمت لا محدود ہو جاتی ہے اس
کسر میں مخرج کو صفر کر دو - یعنی خواہشات (ترشنا) کو بالکل مار دو
تو سکھ لا انتہا ہو جائے گا ۔

۱۰ - ضرورتوں کو کم کرنا کیا غلط بچاری ہے؟

اس سدھانت پر بڑا اعتراض کیا جا سکتا ہے - کہ ضرورتوں
کو کم کر دینا ایک غلط بچاری ہے - اس سے آدمی سست ہو جاتا
ہے - ہندوؤں نے اس فلاسفی کی وجہ سے ترقی نہ کی - برخلاف
اس کے ضروریات کی تعداد بڑھنے سے خوشی کی مقدار بڑھتی ہے
پھیلاؤ ہونا چاہئے - نہ کہ سکڑنا - ریلوے سٹیشن پر پنجاب کی سردی
کے موسم میں صبح سویرے ایک غریب مسافر بیٹھا تھا - اس کے
بدن پر کوئی کپڑا نہ تھا - ٹھنڈ لگتی تھی اور وہ اپنے بدن کو سکیڑتا
تھا - ایک بھائی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ضرورتوں کے
متعلق کنٹریکشن تھیوری یعنی ضروریات سکیڑنے کے اصول کو ظاہر
کرتا ہے - بلاشبہ مادی ترقی کے لئے ضروریات کا پھیلاؤ زیادہ
ضروری ہے - جو سوسائٹی زیادہ ضروریات ترک کر دے - تو وہ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آگے ترقی نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ غلط ہے۔ کہ اس فلاسفی نے ہندو ترقی کو روک دیا۔ بلکہ اس فلاسفی کا عملی پرچار اسی وقت تھا جبکہ آریہ جاتی اُنتی کے شکھر پر تھی۔ ان کے گرنے کے اور قدرتی اسباب ہیں۔

دُنیا کے لوگوں کا مادی ترقی کرنے کی طرف قُدرتی رُخ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ مادی عروج ہی تنزّل پیدا کرتا ہے۔ لوگوں کو یہ اُپدیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اپنی خواہشوں کو پھیلا کر بھوگوں کو بڑھاویں۔ ایسا کرنے پر ہر ایک آدمی کا ویسا ہی جی کرتا ہے۔ جیسا پانی ہمیشہ نیچے کی طرف بہتا ہے۔ فلاسفی کا کام یہ ہے۔ کہ لوگوں کو حقیقت کا علم بتائے۔ اس کے سُننے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کوئی ہی تیار ہوتا ہے۔ اس بات کا انوبھو کرنا مشکل ہے۔ کہ اگیان میں رہ کر آدمی دُکھ کے گڑھے میں پڑا رہتا ہے۔ یہ انوبھو ہونے کے بعد آدمی اس حالت کو تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ تب وہ راستہ تلاش کرتا ہے اور چاہتا ہے۔ کہ اُسے کوئی راستہ بتانے والا ملے۔ ادھیائے ۴ کا ۳۴۔ ۳۴۔ شلوک بتاتا ہے۔ گیان کی دولت گورو کو تلاش کر کے اُس کی سیوا کر کے اس سے حاصل کرو۔ وہی اس کے لئے ضروری سادھن اور تپ بتائے گا۔ جن کے بغیر گیان کا ملنا کٹھن ہے۔

۱۱۱۔ گیان حاصل کرنے کے لئے ادھیکاری بننا ضروری ہے

گورو کے لئے پہلے دیکھنا ہوتا ہے۔ کہ جگیاسی کس درجہ کے گیان کا پاتر ہے۔ آریہ شاستروں میں ادھیکار کے مسئلہ پر بہت زور دیا ہے۔ جب ایک جگیاسو گورو کے پاس جاتا تھا۔ وہ اُسے کوئی خاص تپ کرنے کو کہ دیتا تھا اور چھ ماہ یا سال کے بعد آنے کو کہہ دیتا تھا۔ جس سے یہ معلوم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو جائے۔ کہ وہ سچ مچ گیان کا مُتلاشی ہے۔ اور ساتھ ہی تپ کے ذریعہ اس کی دُوسری خواہشوں کو دبانا بھی مقصود ہوتا تھا ۔

گیتا کے ادھیا ۳ کے ۲۶ - ۲۷ - ۲۹ شلوکوں میں کہا ہے۔ کہ مُورکھ کو گیان کبھی نہ بتانا چاہیئے۔ دُنیا کے ساتھ اس کی محبت ہلا دینے سے نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ کہ یہ تو ایک قسم کا جھوٹ ہے۔ اور لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ اعتراض کرنے والے بھُول کرتے ہیں وہ نہیں سمجھتے۔ کہ مُورکھ وہ ہے۔ جس کے من میں گیان کی خواہش پیدا نہ ہوئی ہو۔ جسے خواہش ہی نہیں۔ اُسے گیان کی بات بتانا گدھے کے آگے موتی بکھیرنا ہے۔ نہ وہ سمجھے گا۔ نہ قدر کرے گا۔ اغلباً اُسے غلط سمجھ کر اُس کا اُلٹا استعمال کرے گا۔ دیش نوین ویدانتی سادھوؤں سے بھرا ہے۔ جو کہ پاپ کی دلدل میں پھنسے ہیں۔ اونچی اونچی باتیں بنا کر دُوسرے گھروں کو اُجاڑتے ہیں۔ اور اپنی اور دُوسروں کی بربادی کر رہے ہیں سنساری لوگ وِوہار دھرم کا سہارا لے کر ساگر سے اس طرح پار ہوتے ہیں۔ جیسے تیرنا نہ جاننے والا شخص ایک تختہ پر بیٹھا ہُوا دریا پار ہونے کا یتن کرتا ہے۔ اگر تیرنے کے ہُنر پر غیاکھیان دے کر اُس کا تختہ پھینکوا دیا جائے۔ تو غوطے کھا کر ڈوبنا ہی اس کے واسطے رہ جاتا ہے ۔

۱۱۲ - سمجھ خواہش کے مُطابق ہوا کرتی ہے۔

عام فہم اور موٹی باتیں لوگوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ قصّے کہانیوں کی کتابیں بے شمار بکتی ہیں۔ گوڑھ وشئے پر ویاکھیان ہو۔ لوگ آہستہ آہستہ اٹھنا شروع کر دیتے ہیں۔ وچار والی پُستک ہو۔ کسی کا پڑھنے پر چت نہ کرے گا۔ لیکچر میں بیٹھے ہوئے بچّے صرف اسی بات کے منتظر رہتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ کہ کب تالیاں پیٹیں گی۔ یا کتھا میں پرشاد کب ملیگا۔ ایک نوجوان ودیارتھی کے سامنے گربھا دھان کے مضمون پر لیکچر دینا اُس کو بگاڑنا ہے۔ جیسا کہ بچّوں کے سامنے شادی کا ذکر کر کے شادی کی خواہش پیدا کرنا اُن کو غلط راستہ پر لگانا ہے ؛

یہ دُنیا ایک ناٹک کا تماشہ ہے۔ جس میں بچّے تو باجے گاجے کی آواز سُن کر مست ہو جاتے ہیں۔ ذرا بڑی عمر والے لباس اور چہرے کی خُوب صُورتی پر۔ کوئی راگ پر۔ کوئی ہنر پر۔ کوئی شاذ ہی ہوتا ہے۔ جو کہ اس سے اخلاقی سبق حاصل کرتا ہے ؛

جیسے ایک چھوٹی عمر کا بچّہ وشے بھوگ کی خوشی کو نہیں سمجھ سکتا۔ یا سکول کا لڑکا اعلےٰ پڑھائی کی کتابوں سے آنند نہیں لے سکتا۔ ایسے ہی موڑھ کے لئے گیان کی بات سمجھنا مُشکل ہے۔ پہلے بات سمجھنے کا میلان ہونا ضروری ہے۔ عام لوگوں کا میلان صرف کسی نہ کسی غرض سے ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سلسلۂ تعلیم کو دیکھیں۔ ہماری وِدّیا پرنالی ایسی بنائی گئی ہے۔ کہ سب کچھ دُوسری بھاشا کے دوارا سکھایا جاتا ہے۔ بہت سی تعداد ودیش پریمیوں کی اسی پرنالی سے ہو کر نکلی ہے۔ ان کی عزّت اور آمدنی ان کی وِدّیا پر نربھر ہے۔ خود غرضی نے اُن کے دماغ میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ کہ اُن کو کتنا ہی بتاؤ۔ یہ سیدھی سادھی بات ذہن نشین نہیں ہو سکتی۔ کہ ماتری بھاشا کو چھوڑ کر دُوسری بھاشا میں وِدّیا کا پھیلاؤ خلاف قُدرت ہے۔ اور دُنیا کے کسی دیش میں ایسا نہیں ہوتا ؛

یہ مثل درست ہے۔ کہ

"خواہش خیال کی ماں ہوتی ہے"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۱۳- گیان کو پراپت کرنے کا طریقہ-

۵- ادھیائے کا ۲۶ شلوک کہتا ہے۔ کہ وہی یوگی جنہوں نے ترشنا کو مار کر من کو قابو کیا ہے۔ برہم آنند کو پراپت ہو سکتے ہیں۔ اِس من کو قابو کرنے کا ایک طریقہ تو راج یوگ ہے۔ دوسرے کیول گیان ماتر سے کس طرح اُس پر قابو ہو سکتا ہے۔ اشٹاوکر کے درشٹانت سے ظاہر ہوتا ہے۔ جنک راجہ کو یہ خواہش ہوئی۔ کہ اُسے کوئی ایسا گورو ملے۔ جو کھشن بھر میں اُسے گیان کا راستہ دکھا دے۔ بھری سبھا میں کوئی پُرش اس قابل نہ ہوا۔ اشٹاوکر یہ سُن کر وہاں آ پہنچے۔ اُن کے ٹیڑھے جسم کو دیکھ کر سبھا کے لوگ ہنس پڑے۔ جس پر اشٹاوکر نے کہا۔ کہ کیا یہ چماروں کی سبھا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ چمڑے کو اچھی طرح پرکھنا جانتے ہیں۔ شرم سے سب لوگ خاموش ہو گئے۔ اشٹاوکر سے وہی سوال کیا گیا۔ اُس نے کہا پہلے کچھ گورو دکشنا ملنے پر گیان بتایا جائیگا۔ جنک نے خزانہ اور راج کی طرف اشارہ کیا۔ اشٹاوکر نے کہا۔ اس میں تمہارا کیا ہے؟ تم سے پہلے اِن کے کئی مالک ہو چکے ہیں۔ اُس نے اپنے بال بچّوں کی طرف اشارہ کیا۔ اُس پر اشٹاوکر نے کہا۔ وہ سب اپنی اپنی آتما رکھتے ہیں۔ وہ تمہارے کیسے ہو سکتے ہیں؟ جنک نے کہا۔ میرا من ہے۔ یہ آپ کے ارپن ہے۔ یہ سُن کر اشٹاوکر وہاں سے چل دیا۔ جنک کو بڑا کرودھ ہوا۔ کہ یہ کیا۔ کچھ بتایا ہی نہیں اور چل دیا۔ وچار خیال آیا۔ کرودھ تو من میں پیدا ہوتا ہے۔ من تو میں دے چکا ہوں۔ پھر وہاں سے جانے کا خیال کیا۔ من کے بنا جائے کیسے؟ اسی طرح وہاں کھڑے ہی وچار میں پڑا رہا۔ اور گیان کو پراپت کیا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۱۴۔ گیان کا آنند بانی میں نہیں آسکتا

گیتا کا دوسرا ادھیائے آتمک گیان کا سمندر ہے۔ اس کے ۷۰ شلوک
میں کہا ہے۔ کہ گیانی کا من سمندر کی تہ کی طرح شانت ہو جاتا ہے۔ سمندر
میں ندیاں پڑتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں۔ لیکن تہ ویسی کی ویسی اچل اور شانت
رہتی ہے۔ ادھیائے ۵ کے ۲۴۔۲۵ میں بتایا ہے۔ کہ جو یوگی اپنے اندرونی آنند
کو پالیتا ہے۔ وہ اس جنم کے اندر ہی مکتی کے آنند کو حاصل کر لیتا ہے۔
اور اس جنم میں جنک کی طرح جیون مکت ہو جاتا ہے۔ یہ آنند بانی یا لیکھ
کا دشہ نہیں ہے۔ یہ کیول انوبھو ہو سکتا ہے۔ اس کو وہی انوبھو کرتا ہے
جو انوبھو کی شکتی رکھتا ہے۔ اُپنشد میں اتنا کہا ہے۔ کہ اس کے ہردے
کی گانٹھیں کھل جاتی ہیں۔ اس کے سنشے مٹ جاتے ہیں۔ اس کے سب
کرم ناش ہو جاتے ہیں۔ وہ آتما کے سروپ کو دیکھتا ہے۔

۷۔ ادھیائے کے ۲ شلوک میں کہا ہے "یہ وہ گیان ہے جس کے
جاننے سے اور کچھ جاننا باقی نہیں رہ جاتا"۔
لوگ پوچھتے ہیں۔ کہ ایسے گیان سے کیا لابھ ہوگا؟ اس سے کیا سکھ ملیگا
ایسا ہی جیسا کہ بچہ پوچھتا ہے۔ کہ اگر میں ودیا حاصل کروں گا۔ تو کیا
اس سے مجھے کھلونے ملیں گے؟ یا جیسے کوئی مورکھ پوچھے۔ کہ فلاں
ایجاد ہونے سے کیا ہمیں مٹھائی ملے گی؟ ادھیائے ۵ کے ۱۶ میں بتایا
ہے۔ کہ یہ گیان گیانی کے ہردے کو سورج کی طرح روشن کر
دیتا ہے۔ جس آدمی نے پہاڑ کی اونچی چوٹی پر چڑھ کر دیکھا ہے اسے
معلوم ہے۔ کہ وہاں جا کر سبھی تمام بادل پاؤں کے تلے معلوم ہوتے ہیں۔ اور
نیچے برسات ہونے پر بھی کس طرح سورج اس کے سر پر چمکتا دکھائی دیتا
ہے ایسا ہی دنیا کے تمام بادل گیانی کے پاؤں کے نیچے رہ جاتے ہیں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور سدا گیان کا سورج اس پر اپنی چمک ڈالتا ہے ؛

۱۱۵-

شریر رکھتا ہؤا بھی وہ ایسا جیون مکت ہو جاتا ہے۔ جیسا کنول کا پتا جل میں رہتا ہوا جل سے علیحدہ رہتا ہے۔ ایسے ہی وہ دنیا میں رہتا ہؤا اس سے علیحدہ رہتا ہے۔ جیسے ایک پتی برتا استری گھر کا سب کام کاج کرتی ہے۔ مگر اس کا چت ہر وقت اپنے پتی کے پریم میں مگن رہتا ہے۔ راجہ جنک کے جیون مکت ہونے کا درشٹانت دیا جاتا ہے۔ گیتا میں بھی جنک کو جیون مکت کا نمونہ بیان کیا ہے ؛

ایک سادھو تھا۔ اسے بڑی حیرانی ہوئی۔ کہ جنک راج پاٹ کرتا ہے اور سُکھ و آرام سے رہتا ہے۔ وہ کیوں کر جیون مکت ہو سکتا ہے۔ اس نے جا کر اپنا شنک جنک کے سامنے پیش کیا۔ کہ آپ کو لوگ جیون مکت کیوں کہتے ہیں ؟ جنک نے محل کے اندر اسے جگہ دے دی۔ رہتے رہتے اچانک ایک روز تھوڑے فاصلہ پر آگ لگ گئی۔ سپاہی دوڑے آئے۔ جنک کو خبر دی۔ اس نے سجھانے کا حکم دیا۔ پھر خبر آئی۔ کہ آگ بڑھتی ہوئی محل کے پاس آ رہی ہے۔ سنتے ہی سادھو اٹھا۔ جنک نے اسے بلایا اور دریافت کیا۔ کدھر بھاگتے ہو۔ سادھو نے کہا۔ میری لنگوٹی اور لوٹا پڑا ہے۔ اس کو لینے جاتا ہوں۔ اس پر جنک نے سادھو کو سمجھایا۔ کہ گو وہ سادھو تھا۔ اور اس نے سب تیاگ کیا تھا۔ مگر اس کا من لنگوٹی کے اندر پھنسا ہے۔ جس سے اسے اتنی گھبراہٹ پیدا ہو گئی تھی ؛

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھگتی مارگ

۱۱۶- عام لوگوں کا راستہ بھگتی کا

ادھیائے ۱۲ کے ۶-۷-۸-۱۴- آدی شلوکوں میں اور ۱۸- ادھیائے کے ۶۵-۶۶ میں اور دوسری کئی جگہوں پر بار بار کہا گیا ہے " تم میری شرن میں آؤ- میرا پریم ایسا ہے- کہ میری شرن پکڑنے سے تم سب آفتوں سے بچ جاؤ گے "

بارہویں ادھیائے کے شروع میں سوال اٹھایا ہے- کہ کونسا راستہ آسانی سے تم تک پہنچاتا ہے- ۵- اور ۶ شلوکوں میں جواب میں کہا ہے- کہ جو سب کرم مجھ پر چھوڑ دیتے ہیں- اور اننیہ بھگتی سے میرے پاس آتے ہیں- میں انہیں جلدی ہی موت کے سمندر سے پار کر دیتا ہوں۔

دھیان اور گیان کے دو مارگ بہت تھوڑے منشوں کے لئے ہیں بھگتی اور کرم مارگ عام لوگوں کے لئے ہیں- ان دونوں راستوں پر چلنا زیادہ آسان ہے- بھگتی اور پریم کا جذبہ قدرتی طور پر ہر منش کے اندر پایا جاتا ہے پریم- خود غرضی کے برخلاف دوسری طرف چلتا ہے- جوں جوں پریم بڑھتا ہے- توں توں آدمی دنیاوی خودی کو بھولتا جاتا ہے جب کسی منش میں یہ جذبہ انتہا پر پہنچ جاتا ہے- تو اس کے لئے باقی دنیا کی کوئی ہستی نہیں رہتی- عام طور پر انسان میں یہ نفسانی جذبہ کی شکل میں پایا جاتا ہے- وچار سے- ست سنگت کے پربھاو سے- اس کی شکل بھگتی اور روحانی پریم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تمسی۔ سورداس آدمی کی مثال دیکھئے۔ بہتیری نوجوان لڑکیاں اسی طرح ساد ہو لی Dress کر کے بن جاتی ہیں۔ مجنوں کا قصہ سب لوگ جانتے ہیں کہتے ہیں۔ کہ وہ لیلےٰ کے اونٹ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ ہوا سے لیلےٰ کا کپڑا ہلا۔ وہ اسے ٹھہر جانے کا اشارہ سمجھا۔ اور وہیں کھڑا ہو گیا۔ وہ وہیں بھوکا پیاسا کھڑا رہا۔ صرف ہڈیاں اس کے جسم میں رہ گئیں اور گرد گھاس بڑھ جانے سے اس کا سب جسم ڈھپ گیا۔ صرف لیلیٰ کو یاد کرتا تھا۔ اسے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ایک شعر میں اس کے عشق کو یہاں تک ظاہر کیا ہے۔ کہ جب اسے کہا گیا۔ کہ چلو۔ تم کو اللہ بلاتا ہے۔ اس کا جواب صاف تھا ؎

اگر اللہ نے ملنا ہو تو لیلےٰ بن کے آجاوے

۱۱۷۔ لیڈر سے پریم بھگتی کی مثال ہے

بھگتی کی ایک شکل عام سبھاؤں۔ سوسائیٹیوں اور مذہبی تحریکوں اور پارٹی آرگنیزیشن میں پائی جاتی ہے۔ ننانوے فیصدی آدمی ایسے ملتے ہیں۔ جو کہ اپنے لیڈر پر اتنا وشواس اور اس سے اتنا پریم رکھتے ہیں۔ کہ اس کے لئے سب کچھ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک منش اپنی پرکرتی کے انوسار خاص شخص کو اپنا لیڈر مان لیتا ہے۔ اس کے کاموں کو اپنا کام۔ اس کے معراج کو اپنا معراج اور اس کی رائے کو اپنی رائے بنا لیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ عام آدمی اپنے لیڈر کی ہستی میں اپنی کو بھلا دیتا ہے۔ عام آدمیوں میں اس قسم کا بھاؤ قابل تعریف ہے۔ لیکن ہند میں بعضے چالاک اشخاص نے مذہبی طور پر اس کا نہایت مکروہ استعمال کیا ہے۔ ایک انسانی گروہ کا اپنا بھگت بنا کر ان کے اندر علادا پیدا کر دینا نہایت نیچ کرم ہے۔ یہاں پر ایسے ٹھگ ملتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں۔ جو کبھی تو کہتے ہیں۔ کہ ایشور میرا دوست ہے۔ اور میں اُس سے ہر
روز باتیں کرتا ہوں۔ اس لئے میرا کہنا تم پر حرف بحرف ماننا لازمی ہے
تھوڑا عرصہ گذر جانے پر ایک نیا تماشہ "ایشور تو دُنیا میں کوئی ہستی
نہیں۔ میں ہی ایشور ہوں۔ میں ہی بھگوان ہوں۔ تم میری ہی پوجا کیا کرو"
یورپ و امریکہ کی سوسائٹی ایسے مورکھوں سے نہیں بنی ہے کہ
اُس میں ایسے پاکھنڈ چل سکیں۔ اور نہ اتنی گری ہوئی ہے۔ کہ اس میں
ایسے نیچ کرم آدمی پیدا ہوں۔ وہاں کے لیڈر اپنی اپنی پارٹی کا بھلا
چاہتے ہیں۔ اور اُن کے پیچھے چلنے والوں کی یہی بڑی قربانی ہے۔ کہ اپنے
لیڈروں کی بھگتی اور پریم میں بے غرضی کی مثال قائم کرتے ہیں۔

۱۱۸۔ پرماتما اُن کو پیار کرتا ہے۔ جو اُس کی پرجا سے پیار کرتے ہیں

سینٹ سیمنی کا خیال ہے۔ کہ آئندہ زمانہ کا مذہب ہیومینٹی (انسانیت)
[illegible] ہوگا۔ جس کا اُدیش اس امر کا پرچار ہوگا۔ کہ پرماتما
کی پرجا کو پیار کرو۔ دوسروں کے سُکھ اور بچاؤ میں اپنا سُکھ اور بچاؤ
سمجھو۔ پرماتما تم سے یہ نہیں پوچھیگا۔ کہ تم نے میرے لئے کیا کیا؟ بلکہ یہ کہ
تم نے اپنے بھائیوں کے لئے کیا کیا؟ دوسروں کے اُپکار میں کام کرو
یہی سب سے اعلےٰ پرستش ہے۔

یُوں تو سب لوگ پرماتما کو پیار کرتے ہیں۔ مگر گیتا کے بارہویں
ادھیائے کے ۱۲-۱۳-۱۴ آدی شلوکوں میں بتایا ہے۔ کہ وہ کیسے آدمیوں
کو پیار کرتا ہے۔ یہ شلوک دُوسرے الفاظ میں آدرش منش ہمارے
سامنے رکھتا ہے وہ سب پرانیوں میں متر تا اور کرونا رکھنا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہوا اور ممتا اور خودی سے رہت۔ سُکھ دُکھ کو برابر سمجھنے والا۔ ہمیشہ صبر کرنے والا۔ جس نے من اور بدّھی میرے ارپن کر دیا ہو۔ وہ مجھ کو سب سے پیارا ہے ۔۔

ابو بن آدم کا قصّہ ہے۔ کہ وہ دن رات اپنا وقت انسان کی خدمت میں گزارتا تھا۔ ایک رات اُسے فرشتہ نظر آیا۔ اُس کے ہاتھ میں فہرست تھی۔ سوال کرنے پر فرشتہ نے بتایا۔ کہ یہ اُن لوگوں کے نام ہیں۔ جو خدا سے محبّت کرتے ہیں۔ ابو نے پوچھا۔ کیا میرا نام اس میں ہے؟ جواب ملا نہیں۔ وہ کچھ بڑا حیران رہا۔ کہ یہ کیا۔ میرا کام تو خلق خدا کی خدمت ہے۔ اور میرا نام ابھی فہرست میں نہیں گیا پھر ایک رات وہی فرشتہ اُسے دِکھائی دیا۔ اب ایک اور فہرست تھی۔ پوچھا کہ یہ فہرست کن لوگوں کی ہے۔ جواب دیا۔ کہ یہ اُن لوگوں کی ہے۔ جن کو خدا پیار کرتا ہے۔ اور دیکھا تو ابو کا نام سب سے چوٹی پر تھا

گیتا کے ادھیائے ۶ کے ۳۰ شلوک میں کہا ہے۔ کہ "جو میرے اندر سب پرانی اور مجھ کو سب پرانیوں میں دیکھتا ہے وہ مجھ سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتا۔ جس کا کسی سے دویش نہیں وہ سچّا بھگت ہے ۔۔

۱۱۹۔ پرستش کے اصلی معنی کیا ہیں؟

عام اہل مذاہب پرماتما کو اوپر آسمان میں کہیں ایک ہستی فرض کر کے اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور اُس سے اپنے لئے دعائیں مانگتے ہیں نہ وہ ان تعریفوں سے خوش ہوتا ہے۔ نہ اُس کو ان کی کچھ ضرورت ہے اور نہ وہ مانگنے سے کچھ دیتا ہے ۔۔

پرماتما کی بھگتی کے تین درجے ہیں۔ اُستتی۔ پرارتھنا اور اپاسنا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جیسے ہم ایک عالیشان مکان یا کسی ادبھت شکتی والے منش کو دیکھکر حیران ہوتے ہیں ۔ اور ہمارے من میں اُس کے لئے پرشنا پیدا ہوتی ہے ویسا ہی پرماتما کو سب برہمانڈ کے اندر کام کرتا ہوا دیکھ کر ہمارے دل میں اُستتی کا بھاو پیدا ہوتا ہے ۔ جیسے کسی عجیب گُن کو دیکھکر ہمارے دل میں اُس گُن کے حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے ۔ پرماتما کو اور جاننے کی خواہش کا نام پرارتھنا ہے وہ ہماری بدھی تیز ہو ۔ ہم تمہیں اور زیادہ جان سکیں" یہی سچی پرارتھنا ہے ۔ جیسا ایک بچہ دن بدن مطالعہ کرتا ہوا گیان پراپتی کرتا ہے ۔ اور وہ اپنے گورو کے نزدیک ہوتا جاتا ہے ۔ اسے اُپاسنا کہتے ہیں ۔ ایسے گیان وُبدھی ہونے سے ہماری پرماتما سے نزدیکی یا اُپاسنا ہوتی ہے ۔ ہم اسی شکتی کو برہمانڈ میں دیکھتے ہیں ۔ جس کو کہ اپنے اندر کام کرتا پاتے ہیں ۔ اس سچی اُپاسنا سے ہمیں سب پرانیوں کے اندر پرماتما کی شکتی نظر آتی ہے ۔ پرماتما کی سنگت میں ہم اُس لوہے کے سمان ہوتے ہیں ۔ جو چمبک کے ساتھ لگنے سے چمبک ہو جاتا ہے ۔ کوئی درخت جو چندن کے پاس ہوتا ہے ۔ چندن ہو جاتا ہے ایک کوی نے کہا ہے " سوائے بانس کے ۔ کیونکہ یہ ابھمانی سیدھا اونچا جاتا ہے ۔ اور اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے ۔" نمک کی کان میں کوئی چیز پڑے ۔ وہ نمک روپ ہو جاتی ہے ۔ یہ بھگتی وہ پارس ہے ۔ جس کے چھونے سے پتھر سونا ہو جاتا ہے ۔ ۴ ۔ ادھیائے کے ۳۶ ۔ شلوک میں کہا ہے " اس کو حاصل کر کے خواہ کیسا ہی پاپی ہو ۔ پاپ کے سمندر سے تر جاتا ہے "

۱۲۰ ۔ بھگتی کے لئے مورتی کی ضرورت نہیں

ادھیائے ۷ کا ۲۱ ۔ ۲۳ شلوک کہتا ہے " جو جو جس جس دیوتا کو پوجتا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہے۔ میں اُس میں اُس کی شردھا پوری کرتا ہوں۔ وہ اُس دیوتا
سے پھل حاصل کرتا ہے۔ اصل میں پھل دینے والا میں ہوں۔
تھوڑی سمجھ والے لوگ اِن دیوتاؤں کی پُوجا کرتے ہوئے ان کو پہنچتے ہیں۔
میرے بھگت مجھ کو پاتے ہیں۔ الپ بُدھی لوگ اس شلوک میں مُورتی
پُوجا کی سِدھی ڈھونڈتے ہیں۔ دیو شبد کا ارتھ آگے کیا گیا ہے۔ گیتا
میں دیوتا سے مُراد گیان۔ وِدّیا۔ پیرتا آدی گُن ہیں۔ جیسا کہ ۴۔ ادھیائے
کے ۱۱ شلوک سے ظاہر ہوتا ہے "میرے" سے مُراد آتما ہے۔ جن معنوں
میں مُورتی پُوجا آج کل سمجھی جاتی ہے۔ گیتا میں اُس کا خواب و خیال بھی
نہیں ملتا۔ بالفرض ہم ایک مُورتی کو سامنے رکھتے ہیں۔ اگر اس مُورتی
کے اندر کوئی گُن ہمیں دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہم کو کسی گُن کا گیان ہے۔
جو کہ اُس میں پایا جاتا ہے۔ جس کی یہ مُورتی ہے۔ تو اس مُورتی سے
بھگتی بھاو کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہم کسی دیوتا کے گُنوں کا ٹھیک
گیان رکھتے ہیں۔ تو اُس کی مُورتی بنا کر سامنے رکھنا یا نہ رکھنا برابر ہے۔
اِس کا کوئی فائدہ نہیں معلوم ہوتا۔ ادھیائے ۹ کے ۲۶۔۲۹۔ میں کہا ہے
کہ "اگر کوئی ایک پتّہ بھی پریم سے میری نذر کرتا ہے۔ تو میں
خوشی سے لیتا ہوں۔ یُوں تو سب ہی مجھے پیارے ہیں۔ لیکن جو
مجھے پریم کرتا ہے۔ وہ میرے میں مل جاتا ہے۔ میں اُس میں ہوتا
ہُوں اور وہ مُجھ میں" ✤

۱۲۱۔ آتما کا پھیلاؤ ہی پریم کی جڑ ہے

پریم اصل میں کیا ہے؟ ایتریہ اُپنشد میں بڑی خوب صورتی سے اس
بات کو بیان کیا ہے۔ رشی پوچھتے ہیں ماتا کو پُتر کیوں پیارا ہے پُتر کو ماتا کیوں پیاری ہے!! استری
کو پتی کیوں پیارا ہے پتی کو استری کیوں پیاری ہے؟ آگے جواب دیتے ہیں کہ پُتر پُتر کے لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیارا نہیں - بلکہ آتما کے لئے - استری استری کے لئے پیاری نہیں
بلکہ آتما کے لئے - سنسار میں ماتا - استری - پُتر - پتا تو بے شمار ہیں -
ہم ایک کو اس لئے پیار کرتے ہیں - کہ ہماری آتما کا اُس سے سنبندھ ہے
کوئی آدمی دوسرے کو اُس کی خاطر پریم نہیں کرتا - بلکہ اپنی آتما کو پھیلا
کر اُس آتما کو اُس کے اندر دیکھتا ہے - اپنی آتما کو وہاں پاکر اُسے آنند
حاصل ہوتا ہے - اور وہ اس آنند میں مگن ہو جاتا ہے - آئسٹر (Oyster)
مچھلی ریت کا ذرّہ اپنے اندر داخل کرتی ہے - جیسے ماتا ویریہ کو دھارن کرتی ہے
اُس کے ذرّہ کے گرد اپنی خودی کو لپیٹنا شروع کرتی ہے - اور اس سے اس
کو موتی بنا لیتی ہے - اسی طرح منش جسے پریم کرتا ہے - اُسے اپنے اندر لے
کر اپنے تو کو اس کے گرد لپیٹ لیتا ہے - اور اُسے اپنا بنا لیتا ہے - یہی اُس کا
پریم ہے - جب وہ اپنی آتما کو دوسری ہستی میں بجذب کر دیتا ہے - تو اس
کی خودی نشٹ ہو جاتی ہے - گیانی پُرش اپنے آتما کو اس قدر پھیلاتے ہیں
کہ سوسائٹی - جاتی - منش - بلکہ پرانی ماتر میں وہ اپنے آپ کو ہی تصور کرتے
ہیں - اگر اس میں بھی خودی کا انش کچھ ہے - تو یاد رکھنا چاہئے - کہ وہ اتنا
وسیع پھیلا ہوا ہے - کہ اس کی ہستی اور نیستی برابر ہے ؛

۱۲- ادھیائے کے ۶-۷ شلوک میں کہا ہے "اے ارجن! تم من - بدھی
اور کرم سب کچھ میرے ارپن کر دو" ۱۸- ادھیائے کے ۶۵-۶۶ میں ہے - "اے
ارجن! سب دھرموں کو چھوڑ - میری شرن میں آ جا - مجھ پر بھروسہ
کر - میرے قدموں پر پڑ - اور میرا بھگت بن جا - میں تمہیں کہتا
ہوں - کہ تو ایسا کرے گا - کیونکہ تو میرا پیارا ہے"

ان شلوکوں کو پڑھتا ہوا شخص ایک دفعہ اپنی ہستی بھول کر گیتا کے اندر
محو ہو جاتا ہے - اور پریم میں مگن ہوا دیوانہ وار پکار اٹھتا ہے - میں دھن
نہیں چاہتا - نہ سکھ کی کوئی خواہش ہے - نہ مکتی لینے پر جی کرتا ہے - کیول

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آپ کے پریم امرت کا ہی پیاسا ہوں ÷

۱۲۲- اس پریم میں وِشواس کا بیحد بل پیدا ہوتا ہے-

جُوں جُوں یہ پریم بڑھتا ہے- وِشواس پیدا ہوتا ہے- بےغرضی آتی ہے- خودی مِٹ جاتی ہے اور بھگت اپنے معبود کی بھگتی میں اپنے آپ کو کھو دیتا ہے- اس وشواس کے اندر ایک بل پیدا ہو جاتا ہے جس کا دُنیا میں مقابلہ نہیں ہو سکتا ÷

ایک جاٹ لڑکی کا درشٹانت ہے- وہ اپنے باپ کے واسطے بھتّا (کھانا) سر پر اُٹھائے جاتی تھی- راستے میں دریا تھا- اس نے رام کا نام لیا اور دریا سے پار ہو کر چلی گئی- رام کا ایک اُپاسک وہاں ہر روز بھگتی کیا کرتا تھا- اُسے دل میں بڑا غصّہ آیا- اور رام کے بھروسے دریا پار ہونے کا ارادہ کیا- جب دریا میں پاؤں رکھا- تو اُسے ڈر پیدا ہُوا- کہ کہیں ڈوب نہ جاؤں- باہر آ کر ایک موٹا سا رسّا درخت سے باندھا- اور اپنی کمر میں لٹکا کر اندر داخل ہُوا- تھوڑی دُور گیا- کہ غوطے آنے لگے- تب رام کو گالیاں دینی شروع کیں- رام نے درشن دیئے اور پُوچھا- کیوں بھئی کیوں غصّہ ہوتے ہو؟ بولا عمر بھر تمہاری بھگتی کرتا رہا- اور مجھ میں جاٹ کی لڑکی کے برابر بھی طاقت پیدا نہ ہوئی- رام نے کہا- تمہارا پریم اور وشواس میری نسبت رسّوں کے مقابلے میں زیادہ ہے- میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں ÷

اسی طرح ایک ہرنی کی مشہور کتھا ہے- جو کہ اپنے چھوٹے بچّہ سمیت ایک شکاری نے گھیر لی- ایک طرف آگ- دوسری اطراف میں کتّے کھڑے کر اور باڑ لگا اور خود بندوق لے کے بیٹھ گیا- ایشور کے سوائے ہرنی کو کوئی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چارہ نظر نہ آیا۔ تب بینتی کرے مرگ ناری سنکٹ کاٹو مراری" اتفاق دیکھو۔ اندھیری چلی۔ سب باڑ جل گئی۔ ایک سانپ نکلا۔ اُس نے شکاری کو ڈس دیا۔ کہا ہے۔ جو اُس کے بھگت ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنے ہاتھ اُٹھا لیتا ہے۔ اور اُن کی رکھشا کرتا ہے"

کرم مارگ

۱۲۳۔ کرم بغیر سب کچھ بے معنی ہو جاتا ہے

کہتے ہیں۔ کہ ایک ناؤ میں تین وِدوان پُرش جا رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک مختلف وِدیا میں ماہر تھا۔ ایک راگ جانتا تھا۔ دوسرا جوتش اور تیسرا منطق۔ سب اپنے اپنے گُن کی تعریف کر رہے تھے۔ چنانچہ راگی نے دُوسروں سے سوال کیا۔ کیا آپ نے راگ کچھ سیکھا ہے یا نہیں؟ نفی میں جواب ملنے پر اُس نے کہا۔ تم نے اپنی زندگی کا چوتھا حصّہ یُوں ہی ضائع کیا۔ جوتش والے نے بھی وہی سوال دوہرایا۔ جب اُس کو بھی ویسا ہی جواب ملا۔ تو اُس نے کہا۔ تم نے آدھی زندگی یُوں ہی کھو دی۔ اسی طرح منطق والے نے سوال کیا۔ اور وہی جواب ملنے پر اُس نے کہا۔ اگر تم نے منطق نہیں پڑھا۔ تو تم نے تین حصّے زندگی کے یُوں ہی ضائع کئے۔ اتنے میں آندھی سی چلی اور کشتی ڈگمگانے لگی۔ ملّاح باتیں سُن رہا تھا۔ اُس نے سب سے پُوچھا۔ کیا تم نے تیرنا بھی سیکھا ہے یا نہیں؟ سب نے جواب دیا نہیں۔ تب وہ بولا۔ تم سب نے ساری زندگی ہی ضائع کی۔ وہی حال کرم کا ہے۔ اگر ہم کرم کرنا نہیں سیکھے۔ تو باقی سیکھا ہُوا سب فضول ہو جاتا ہے"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ادھیاء ۳ کے ۴-۵ آدی شلوکوں میں کہا ہے - بنا کرم کے کوئی رہ نہیں سکتا - اور بنا کرم کئے کوئی بھی کرم کے پھندے سے نکل نہیں سکتا ÷ آگے ۲۰ شلوک میں جنک آدی کرم کر کے ہی سدّھی کو پراپت ہوئے ہیں ÷

۱۲۴ - گیان کرم سے ملا ہوا پھل دیتا ہے

کرم اور گیان پر بحث کرتے ہوئے سوال پیدا ہوتا ہے - کہ دونوں میں سے کون اچھّا ہے؟ ۵ - ادھیاء کے ۴-۵ - شلوک میں جواب دیا ہے - کہ گیان یوگ اور کرم یوگ اصل میں دونو ایک ہی ہیں - مورکھ ہی اُنہیں جدا جدا سمجھتے ہیں - عام لوگوں کے لئے بنا کرم کے اکیلا گیان مارگ پر چلنا بہت مشکل ہے ÷

ایک راجہ نے دُشمن پر حملہ کیا - اُس کا وزیر دُشمن سے مل گیا - اس کو تمام راج پاٹ اور استری چھوڑ کر بھاگنا پڑا - گو اُس کو گیان ہے - کہ اُس کی اِستری اور مِترّوں نے اُسے تیاگ دیا ہے - مگر اُس کا دل اُن کی طرف لگا ہوا دُکھ میں پڑا رہتا تھا - کرم اور گیان ایک دوسرے کے اندر ملا ہوا پھل دیتا ہے - جیسے اندھا لوہے کو کندھے پر اُٹھاتا ہے تب ہی درخت سے پھل توڑ کر دونو کھا سکتے ہیں - کرم بنا گیان کے اندھے کی مثال ہے - اور گیان بنا کرم لوہے کے سمان ہے ÷

ایک شخص نے دیو کو بس کر لیا - دیو نے یہ شرط کی - کہ جو کچھ تم مانگو گے میں دے دونگا - لیکن مجھے ہر وقت کچھ نہ کچھ کام بتانا ہوگا - اگر کام نہ بتاؤ گے تو میں تم کو کھا جاؤں گا - ایسا ہی ہوا - جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کرا چکا - تو دیو کے لئے اُسے کوئی کام نظر نہ آتا تھا - وہ ڈر کے مارے بھاگ پڑا - دیو اس کے پیچھے جا رہا تھا - ایک سادھو اُسے ملا - اور بھاگنے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا سبب دریافت کیا۔ سادھو نے اُسے علاج بتایا۔ کہ ایک ڈنڈا گاڑ دو۔ اور اس کو اوپر چڑھنے اور نیچے اُترنے کے لئے آگیا دے دو۔ اس ترکیب سے اُس کا چھٹکارا ہؤا۔ ہمارا من بھی اُسی دیو کے سمان ہے۔ اگر اسے کوئی کام نہ بتاؤ گے۔ تو یہ کھانے کو دوڑے گا۔ کرم مارگ ہی اس کے لئے ڈنڈا ہے۔ جس کے ذریعہ اس سے بچاؤ ہوتا ہے۔

گیتا کے ۳۔ ادھیائے میں بتایا ہے۔ کہ اندریوں کو باہر سے روک کر من سے وشیوں کا دھیان (کرنا) ٹھگوں کا کام ہے۔ مُکش کا سبھاؤ ہی اس سے کرم کراتا ہے۔ گیانیوں کو اس واسطے بھی کرم کرنا ضروری ہے۔ کہ دُوسرے لوگ اُن کی مثال کی پیروی کرتے ہیں۔ کرشن کہتا ہے۔ گو دُنیا میں مجھے کچھ بھی کرنا باقی نہیں۔ لیکن میں کرم کرتا ہوں تاکہ عام لوگ کام چھوڑ کر اپنی تباہی کا موجب نہ ہوں۔

۱۲۵۔ کرم کے ذریعہ کرم کا تیاگ حاصل کرنا کرم یوگ کا راز ہے۔

کرم اور تیاگ کا پرشن اُٹھا کر ادھیائے ۵ کے ۲ شلوک میں جواب دیا ہے۔ گو سنیاس (تیاگ) بھی اچھا ہے۔ لیکن کرم مارگ اس سے اعلیٰ ہے۔ کئی لوگ کرم کو کیچڑ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ کیونکہ جب کرم کے آخر میں کرم سے رہائی حاصل کرنی ہے۔ تو کرم کرنا کیچڑ سے ہاتھ خراب کرنا اور پھر دھونا ہے۔ اس کا جواب گو عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر سچ ہے۔ کہ کرم سے رہائی کرم کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے کرم کیچڑ کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ آدمی کرم نہ کرے۔ کرم کرنا انسان کی فطرت ہے۔ اب ہمارا کام یہ ہے۔ کہ اس فطرت کا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ایسا استعمال کریں۔ کہ کرم کے پھندے سے نکل جائیں یہی کرم یوگ کا سب سے بڑا راز ہے ؛

آدمی ایک بڑی پیچیدہ سی کل ہے۔ اُسکی چابی صرف ایک خود غرضی ہے جو کام وہ کرتا ہے سبکا دار و مدار اخیر میں خود غرضی پر ہوتا ہے۔ کرم کی امداد سے خود غرضی کو دور کرنا کرم یوگ ہے یہ مشکل بات ہے۔ مگر اس کا طریقہ آسان ہے۔ پہلے تو صرف اتنا جاننا ضروری ہے۔ کہ کرم وہ کرنا چاہئے۔ جس میں دوسروں کا بھلا ہو اس میں کرنے والے کا اپنا بھی بھلا خود بخود ہوگا۔ آہستہ آہستہ ذاتی خواہش کو کم کرکے دوسروں کی بھلائی کو مدعا بنا لینا چاہئے اور کرم اس خیال سے کرنا چاہئے۔ جیسا کہ گیتا کے ادھیائے ۳ کے ۱۱-۱۲ اشلوکوں میں کہا ہے "جیسے سب دیوتا سورج۔ چندر پون اپنا اپنا کام کرکے سنسار کو چلاتے ہیں۔ ایسا ہی تم بھی دوسروں کے لئے کام کرو" اور آگے ۱۹ میں کہ "جو کام اگیانی خواہش میں بندھا ہوا کرتا ہے۔ اُسے گیانی خواہش چھوڑ کر کرے" اس سے آدمی آہستہ آہستہ اپنی خودی کو بھولنا سیکھتا ہے۔ پر اُپکار کے لئے کام کرنے میں بھی پھل کی خواہش ضرور رہتی ہے۔ جب پر اُپکاری پرُش کے کام پر نکتہ چینی ہوتی ہے۔ اُسے دُکھ ہوتا ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ اُن کے وہی لوگ دشمن ہو جاتے ہیں جن کا وہ بھلا کرتے ہیں۔ اس پر ایک بھلے آدمی کی بابت کہا جاتا ہے۔ اُس کو کسی نے آکر کہا۔ کہ فلاں شخص تم کو بہت برا کہتا ہے۔ وہ حیران سا ہوا اور کہنے لگا "یہ کیا؟ میں نے تو کبھی اس کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی"

۱۲۶- کرم سے پھل کی خواہش نکالدینا تیاگ کیطرف لے جاتا ہے۔

دوسری منزل میں گیتا کے ۲-۱ ادھیائے کا ۴۷ شلوک ہماری رہنمائی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کرتا ہے۔ اُس میں کہا ہے۔ کہ "تمہارا فرض صرف کام کرنا ہے پھل کی خواہش رکھنا نہیں ہے" اگر تم سب کام پرایکار کی غرض سے کرتے ہو۔ کیا ہوا؟ اگر اس کا پھل اچھا ہے یا بُرا۔ کرم سے دُکھ تب ہی ہوتا ہے۔ جب اُس کے ساتھ پھل کی خواہش ملی ہوتی ہے۔ جیسے تصویر کے ٹوٹنے سے دکھ نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی تصویر کے ٹوٹنے سے دُکھ ہوتا ہے۔ عوض کی خواہش رکھکر بھلا کرنا ایک قسم کی دوکانداری ہے۔ اس لئے کرم کرنے کی غرض سنسار کی ایسی بھلائی نہ ہونی چاہئے۔ جو کہ مجھے نظر نہ آسکے۔ بلکہ یہ کہ اس کرم میں اور نہ اس کے پھل میں میری اپنی ہستی موجود ہے اس طرح سے کرم یوگ کا اصلی مقصد پُورا ہو جاتا ہے۔ اور ہماری مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح آدمی کام کرتا ہُوا کرم سے رہائی حاصل کرتا ہے۔ اس لئے گیتا کے چوتھے ادھیائے کے ۱۸ اشلوک میں ایک معمّہ کہا ہے۔ "وہی پورا گیانی ہے۔ جو کرم میں اکرم اور اکرم میں کرم دیکھتا ہے۔ یعنی نشکام کرم میں تیاگ اور ظاہرا تیاگ میں کرم یا من کا پھنسنا سمجھتا ہے"

کرم یوگ کا راز اس لئے بے غرضی کا سبق سکھانا اور رہائی کا راستہ بتانا ہے۔ جب دھرم سمجھ کر کرم کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ تو خودی اندر سے آپ ہی مر جاتی ہے۔ اس خودی کے مر جانے سے آدمی ہمہ آنند کو حاصل کرنے کا بھاگی بن سکتا ہے۔ کرم یوگی اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ کہ دُنیا اُسے کیا کہتی ہے۔ اُس کو نتیجہ کا اچھا یا بُرا ہونا سکھ دُکھ نہیں دیتا تعریف یا نندا اُسے خوش یا ناراض نہیں کر سکتی۔ وہ سنسار کے سب کام اس طرح کرتا ہے۔ جیسے دایہ بچّوں کو کھلاتی ہے۔ ماں کی طرح پیار کرتی ہے۔ مگر نوکری ہٹ جانے پر بغیر کسی دُکھ درد کے اپنا راستہ لیتی ہے"

۱۲۷۔ گیتا گیان کی اصلی غرض ہی کرم یوگ کا اپدیش کرنا ہے

۱۲۔ادھیائے کے شلوک نہایت خوب صورتی سے ایک سچے کرم یوگی کا بیان کرتے ہیں۔یہی بیان نویں گورو کے شلوکوں میں پایا جاتا ہے۔نہ وہ خوش ہوتا ہے۔نہ رنج کرتا ہے۔نہ خواہش کرتا ہے۔نہ پرہیز کرتا ہے۔وہ اچھے اور بُرے دونوں سے پرے ہو جاتا ہے تعریف نندا۔مان۔اپمان۔سردی۔گرمی۔سکھ دُکھ اور دوست دشمن کے خیال سے آگے ہو جاتا ہے"

گیتا میں سب مارگوں کا ذکر ہے۔لیکن کرم مارگ کو ہی سب سے پردھان مانا ہے۔ادھیائے ۲ کے ۳۹ شلوک میں کرشن کہتا ہے۔ابھی تک تو نے گیان یوگ سُنا۔اس کے آگے تمہیں کرم یوگ بتاتا ہوں۔جس کا پھل وہ سما آتمک بدھی (درست فیصلہ کرنے والی عقل) تمہیں حاصل ہوگی۔تمام گیتا میں جگہ جگہ پر کرشن ارجن کو کرم کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔اگر سچ پوچھیں۔تو گیتا کی غرض ہی یہی ہے۔کہ ارجن کے دل سے کمزوری کو دور کر کے اُسے کرم کے لئے تیار کرے۔

۲۔ادھیائے کے ۳۱۔۳۲۔۳۳۔۳۴ شلوکوں میں کرم کرنے کی دلائل دی ہیں۔جن کی تائید ۳۸۔۳۹۔۴۰۔۴۱ میں زور کے ساتھ کی ہے ادھیائے ۳ کے ۲۱۔۲۲ وغیرہ میں اسی پر زور دیا ہے۔آخیر میں جا کر ۱۸ ادھیائے کے ۷۲ میں سارے گیان کے وستار کے بعد کرشن پوچھتا ہے "کیا اگیان سے پیدا ہوا تمہارا موہ دور ہوا ہے یا نہیں"؟ جس کا جواب ارجن ۷۳ شلوک میں دیتا ہے "میرا موہ دور ہو گیا ہے۔"

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مجھے ست گیان مل گیا ہے - اب میں کرونگا - جیسا تم آگیا دو گے"

یہ مدعا ہے - جس پر کہ تمام گیتا ہم کو لے آتی ہے ۔

۱۲۸ - اپنشد بھی نش کام کرم پر زور دیتی ہے

اپنشدوں میں نش کام کرم پر بہت زور دیا ہے - چھاندوگیہ اپنشد میں النکار کے طور پر ایک کتھا ہے - جس میں "نشکام کرم" کی بزرگی کو ظاہر کیا ہے - اندریوں اور وشیوں کے درمیان آپس میں یدھ ہوا - اندریاں دیوتوں اور وشے دیتوں کے سمان ہیں - اندریاں مقابلہ میں ہارنے لگیں اُنھوں نے اپنا لیڈر (نیتا) چننے کا خیال کیا - پہلے آنکھوں کو لیڈر چنا - اسروں نے خوب صورت چیزیں سامنے رکھدیں - آنکھ تو ادھر پھنس گئی - اور ساندریاں ہار گئیں - پھر کانوں کو چنا - اسروں نے میٹھے میٹھے سُور اور راگ شروع کر دیئے کان اُن میں پھنس گئے - اسی طرح ناک کو لیڈر بنایا - وہ سگندھی والے پدارتھوں میں پھنس گیا - تب انھوں نے پران کو اپنا لیڈر چنا - پر ان میں کوئی سوارتھ نہ تھا - وہ کسی طرح اُسروں کے داؤ میں نہ پھنسا - اور دیوتاؤں کی جیت ہوئی - پران کی طرح بے غرض ہونے سے ہی نش سنسار کے یُدھ میں فتح پا سکتا ہے - پران دت ہونا ہی دیوتا پن ہے ۔

۱۲۹ - مہابھارت میں اپنا فرض پورا کرنا ہی بڑا کرم یوگ کہا ہے -

مہابھارت میں کئی کتھائیں پائی جاتی ہیں - جو کہ کرم کی عظمت کو جتاتی ہیں - ایک اس طرح پر ہے - ایک نوجوان یوگی درخت کے نیچے بیٹھا تھا اوپر سے ایک پرندہ نے اس پر بیٹھ کر دی - یوگی نے غصہ بھری آنکھ

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے اُوپر کو دیکھا - وہ پرندہ جلتا ہوا نیچے آگرا - وہی یوگی ایک روز بھکشا
کرتا ہوا ایک دوار پر گیا - گھر والی عورت اپنے بیمار پتی کی سیوا میں لگی
تھی - اس لئے بھکشا لانے میں دیری ہو گئی - جب وہ بھکشا لائی - تو یوگی
غصہ کی آنکھ سے اُس کی طرف دیکھنے لگا - عورت نے پہلے دیری کا کارن
بتا کر کھشما مانگی - یوگی شانت نہ ہُوا - تو وہ بولی - مہاراج - یہاں کوئی چیل
کوّے نہیں - جو جل جائینگے - یوگی حیران ہو گیا - اور اس سے گیان سیکھنا
چاہا - اُس نے کاشی نگر میں اُسے ایک قصائی کا پتہ بتایا - جو کہ ظاہرا نیچ کام
کرنے پر بھی گیان سے بھرپور تھا - جس کا اپنا اپنا کرم ہی سب سے بڑا یوگ تھا -

۱۳۰ - پتی برت دھرم استری کے لئے کرم یوگ ہے -

ایک استری کے لئے سب سے بڑا یوگ اس کا پتی برت دھرم ہے یہ
ساوتری کی کتھا سے بھلی پرکار پرگٹ ہوتا ہے - ساوتری ایک راجہ کی
نہایت خوب صورت اور سب گنوں سے بھری ہوئی لڑکی تھی - راجہ کو لڑکی
کے لئے ور کی ضرورت ہوئی - اور وہ اپنی لڑکی کو ساتھ لے کر اس تلاش
میں نکلا - سب جگہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بن کے اندر وہ ایک راج
رشی دیومت سین کی کٹیا میں پہنچے - اس کا بیٹا ستیہ وان بہت سندر اور
سب پرکار سے یوگیہ تھا - ساوتری نے اُسے من میں اپنا دھارن کر لیا
جب وہ واپس آئے - تو جوتشیوں نے بتلایا - کہ گو ستیہ وان میں سب گن موجود
تھے - مگر ایک بڑا دوش تھا - کہ اس کی عمر صرف ایک سال باقی تھی - باپ نے
ساوتری کو بہت سمجھایا - مگر وہ اپنے پرن سے نہ ہلی - شادی ہو گئی - ساوتری
کٹیا میں رہنے لگی - ستیہ وان ہر روز بن میں لکڑی لانے جایا کرتا تھا - جب

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اس کا مرتیہ کا دن آ پہنچا - تو اُس دن ساوتری اُس کے ساتھ جنگل میں جا
گئی - شام قریب آئی - اور ستّیہ وان بیمار ہوا - ساوتری اُسے گود میں لے کر
بیٹھ گئی - وہ گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا - اور لیٹے لیٹے پران تیاگ دیئے -
یم دُوت لینے آئے - ساوتری کا تیج اتنا تھا - کہ وہ اُس کے سایہ کے نزدیک
نہ جا سکتے تھے - لاچار واپس چلے گئے - اور یم راج خود لینے کو آئے - اُن کی ہمّت
نہ ہوئی - کہ ساوتری کے سامنے جا سکیں - لاچار واپس چلے گئے - اور یم راج خود
لینے آئے - اُن کی ہمّت نہ ہوئی - کہ ساوتری کے سامنے جا سکیں - آخر دُور سے
ساوتری کو سمجھانا شروع کیا کہ ستّیہ وان مر چکا ہے - وہ زندہ نہیں ہو سکتا
اُسے گود سے پرے رکھ دے - ساوتری نے مرا سشریر رکھ دیا - جب یم راج
اس تپ سے گھبرا گئے - اُسے واپس لوٹ جانے کے لئے بہتیرا کہا - اور کئی
بردان کئے - ساوتری نے پیچھا نہ چھوڑا - جب تک کہ یم راج نے اُسے پتی
کا وردان نہ دیا - یہ درشٹانت ہے - اس میں ایک بھتو ہے - جس کو پہچاننا
اوشیک ہے ؞

ابراہم لنکن کی مثال -

اور جگہ پر بھی ہمیں کرم کی مثالیں ملتی ہیں - ابراہیم لنکن امریکہ کا سب
سے بڑا اور مشہور پریزیڈنٹ ہُوا ہے - وہ اکیلا گھوڑے پر سوار جا رہا
تھا - راستہ میں ایک سؤرنی کو کیچڑ میں پھنسا دیکھا - وہ ہر چند کوشش
کرتی تھی - اور نکل نہ سکتی تھی - لنکن گھوڑے سے اُتر پڑا - اور بڑی مشکل
سے سؤرنی کو نکالا - اس کوشش میں اُس کے کپڑوں پر کیچڑ کے داغ
پڑ گئے - وہ سوار ہو کر دربار کو چلا گیا - لوگوں نے کیچڑ کا سبب دریافت
کیا - تو اُس نے سب قصّہ بتایا - جس پر وہ کہنے لگے - تم بڑے دیاوان
ہو جو سؤر کو بھی دُکھ میں نہ دیکھ سکے - لنکن نے جواب دیا - میں نے یہ

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تکلیف اُس کا دُکھ دُور کرنے کے لئے نہیں اُٹھائی بلکہ اپنے دل کی تکلیف کو دُور کرنا میری غرض تھی۔ اُس کا دُکھ متعدی ہو کر مجھے آلگا۔ جس سے میں نے اپنا چھٹکارا کیا ؟

۱۳۲۔ مولانا روم کی مثال

مولانا روم نے ایک شعر لکھا۔ "دل ہاتھ میں لا۔ یہ بڑا حج ہے۔ ہزار دل کعبوں سے ایک دل حاصل کرنا بہتر ہے" شرع والے مولویوں نے کفر کا الزام لگایا۔ اور اُس پر فتوے پاس کرنے کی تیاری ہونے لگی۔ اپنے بچاؤ میں اُس نے اِس شعر کی وجہ بتلاتے ہوئے یہ کہانی بتائی ؛

میں ایک بار کعبے کو حج کے لئے گیا۔ وہاں جا کر میں نے کعبہ شریف کو موجود نہ پایا۔ پتہ کر کے جدھر کعبہ گیا تھا۔ میں اُس کے پیچھے روانہ ہو پڑا۔ راستہ میں کعبہ ملا۔ اُس سے پوچھا۔ تو اُس نے بتایا۔ کہ وہ ایک بڑھیا کے استقبال کے لئے گیا تھا۔ مجھے اُس بڑھیا کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے اُس سے پوچھا۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ کعبہ جس کے پاس لاکھوں آدمی جاتے ہیں۔ تم کو لینے کے لئے آیا۔ بڑھیا نے جواب دیا مجھے کچھ علم نہیں۔ مَیں نے کہا۔ آخر تم نے کوئی بڑے ثواب کا کام کیا ہوگا۔ بڑھیا نے کہا۔ مجھ سے اور تو کچھ کبھی ہوا نہیں۔ صرف ابھی راستہ میں آتے ہوتے میں نے ایک کتا کنوئیں کے مُنہ کے گرد پھرتے دیکھا۔ وہ پیاس سے ہانپ رہا تھا۔ کنوآں بہت گہرا تھا۔ میں نے پتوں کا ایک ڈونہ بنایا اور اپنے کپڑے پھاڑ کر ڈوری بنائی مگر وہ پانی تک نہ جا سکی۔ جب کوئی کپڑا نہ رہا۔ تو میں نے سر کے بالوں کو اکھاڑ کر رسّی بنائی۔ اور پانی نکال کر کتے کو پلایا" یہ کہانی سُن کر میں نے کہا۔ کہ جب ایک حقیر حیوان کے ساتھ مہربانی کرنے سے کعبہ نے اس بوڑھیا کی اتنی عزت کی ہے۔ تو انسان

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا دل حاصل کرنا ضرور ہی کعبہ کے حجوں سے بہتر ہے ۔

۱۳۳ - یدھشٹر کا درشٹانت

ان سے کہیں بڑھ کر یدھشٹر کا درشٹانت ہے ۔ راج پاٹ بھوگ کرنے کے بعد پانچوں بھائیوں نے یہ ارادہ کیا ۔ کہ ہمالیہ میں جا کر گل جائیں دروپدی کو ساتھ لے کر سب ہمالیہ کی طرف چل پڑے ۔ اس راستہ پر جاتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھنا پاپ سمجھا جاتا تھا ۔ سب سے پہلے دروپدی بھوک پیاس تھک کر رہ گئی ۔ اور پران تیاگ دیئے ۔ چلتے چلتے نکل اور سہدیو ہار گئے اور مردہ گر پڑے ۔ پھر بھیم اور ارجن بھی رہ گئے ۔ یدھشٹر اکیلا جا رہا تھا ۔ لیکن ایک کتا شروع سے اخیر تک یدھشٹر کے ساتھ جاتا تھا ۔ آخر کار یدھشٹر اندر لوک کے دروازے پر پہنچا ۔ یدھشٹر کے لئے دروازہ کھولا گیا ۔ اس نے کتے کو اندر داخل ہونے کے لئے اشارہ کیا ۔ اس پر وہاں سے جواب ملا ۔ نیچ کتا اندر لوک کے اندر کیسے داخل ہو سکتا ہے ؟ یدھشٹر نے کہا ۔ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ اکیلا اندر نہ جاؤں گا ۔ بہت قیل و قال کے بعد کہا گیا ۔ کہ صرف ایک شرط پر کتا اندر جا سکتا ہے ۔ اگر تم اپنے سارے پُن کرموں کا پھل اسے دے دو ۔ جونہی یدھشٹر نے اسے منظور کیا ۔ پردہ اٹھ گیا ۔ نظارہ بدل گیا ۔ سب لوکوں میں یدھشٹر کی جے جے کار ہوئی ۔ دروپدی اور چاروں بھائی یدھشٹر کے سامنے کھڑے تھے ۔ اور کتا دھرم راج کی شکل میں ہاتھ جوڑے یدھشٹر کے ساتھ تھا ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

مت متانتر

۱۳۴ - مذہب کا تتو -

مذہب کا اصلی اور سچّا تتو تو یہ ہے - کہ کسی طرح آدمی سروآتما کو اپنے اندر انوبھو کر سکے - اور اُس کے ساتھ اپنے سمبندھ کو پہچان سکے - یہی گیان ہے - اور یہی کرم بھگتی آدمی کا مُدعا ہے - اگر ہم مذہب کی اصلیت اس معنی میں جان لیں - تو سمجھ میں نہیں آتا - کہ اس کے لئے کیوں مختلف جھنڈے مذہب کے نام پر کھڑے کئے جائیں - اور کیوں اس طور پر ایک دُوسرے کے خلاف دویش کی آگ بھڑکائی جائے - امر واقعہ یہ ہے - کہ مذہب یا ریلیجن (Religion) کے معنے کچھ اور سمجھے جاتے ہیں - آریہ بھاشا میں اس کے مقابلہ پر ہمیں کوئی لفظ نہیں ملتا - جس کی وجہ یہ ہے کہ اس دیش میں کوئی "مذہب" موجود نہ تھا - مذہب کا تتو یعنی بیج تو انادی ہے - اور وہ نہ صرف یہاں موجود تھا - بلکہ یہاں سے دُنیا میں پھیلا - لیکن مختلف مذاہب انسان کی اختراع ہیں - اور سب عارضی ہیں یعنی کچھ عرصہ سے شروع ہوئے ہیں - مثال کے طور پر عیسائی مذہب کو لیں - اس کی آج کل سینکڑوں شاخیں ہیں - گو شروع میں عیسائی مذہب ایک تھا - یہ سب شاخیں اس عیسائیت سے نکلی ہیں - اسلام کی سب شاخیں ایک اسلام سے شروع ہوئی ہیں - درخت کا تنا ایک ہوتا ہے - اُس کی شاخیں بے شمار ہوتی ہیں - ایسے ہی تمام مذاہب اصلی مذہب کی مختلف شکلیں ہیں - شاخوں پر بیٹھنے سے آدمی دُوسروں سے اتنا اختلاف رکھتا ہے - تنے کا خیال کرنے سے سب ایک ہی درخت پر ہیں ۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۳۵ - مذہب کے معنے

مذہب لفظ عربی زبان میں اس مصدر سے نکلا ہے۔ جس سے تہذیب۔ انگریزی بھاشا میں "ریلیجن" کے معنے وشواس کے ہیں۔ آریہ بھاشا میں اس کے لئے "مت" شبد استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے معنے رائے کے ہیں۔ یا دھرم۔ جس کے مخصوص معنے فرض ہیں۔

موجودہ تمام مذاہب جو کہ اصل میں مت ہی ہیں۔ قدیم زمانہ کی تہذیب یا ترقی ہو چکنے کے بعد ہی ظہور میں آ سکتے تھے۔ سیمیٹک مذاہب پہلے خاص مسائل پر اپنا یقین ٹھیرا لیتے ہیں۔ بعد میں انہی مسائل کو جانتے یا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف آریہ جاتی کے فلاسفر یا رشی مذہب کے تتو گیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وہ کسی فرضی خدا یا روح کو لے کر نہیں چلتے۔ وہ برہمانڈ کو جسے اپنے گرد دیکھتے ہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور صرف ان امور پر یقین لاتے ہیں۔ جن کو وہ اپنی تحقیقات کے ذریعہ اچھی طرح معلوم کرتے ہیں۔ ویدوں اور اپنشدوں کا مطالعہ سب سے زیادہ سبق آموز اس نقطہ خیال سے ہے۔ کہ کس طرح سے منش سرشٹی کے آدی رشی جن کی بدھی ادھر وسے چمکتے ہوئے شیشے کی طرح صاف تھے۔ کیونکہ ان میں وشے واسنا کی جوت تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس انت برہمانڈ کو اپنے سامنے پھیلا دیکھ کر ہماں آشچریہ انوبھو کرتے ہیں اور کس طرح اس کے اندر اپنی کھوج کرتے کرتے آخر برہم تک پہنچے ہیں ویدمیں کئی منتر اس پرکار کے آتے ہیں؛

"کسمئی دیوائے ہاوِشا وِدھیم" یعنی کون سا دیوتا ہے۔ جس کے

لئے ہم آہوتی دیں ❖
اُپ نشدوں کے اندر پرشنوتر کا سلسلہ کتنا اعلےٰ اور کتنا دلچسپ ہے
سب سے پہلے آریہ رِشی بیرونی دُنیا سے چل کر اُس کے اندر کام کرتی ہوئی
شکتی برہم تک پہنچے۔ اِن کے فلسفیانہ خیالات عام ہو کر خاص سدھانتوں
کی شکل میں دُنیا میں پھیل گئے ❖

۱۳۶- مذاہب کے مختلف اجزا

یہ مذاہب کیا ہیں؟ ہر ایک مذہب پانچ مختلف اجزا سے مرکّب ہے
پالیٹکس- فلاسفی- اخلاق- شخصی قصّے اور نامعلوم باتوں پر وشواس
مذہب کے ایک حصّہ میں پولیٹکل اور سوشل امور کا ذکر ہے- کوئی مذہب
اِس سے خالی نہیں- انگلش چرچ تو صرف ایک پولیٹکل انسٹی ٹیوشن ہے جس
کا ہیڈ بادشاہ ہے- دُوسرے حصّے میں اخلاقی اُپدیش اور سرمن ہوتے
ہیں- جن کو بتا کر مذہب کی عمدگی کو ظاہر کیا جاتا ہے- ہر مذہب نے
آتما کے آغاز و انجام کے متعلق اپنا مت قائم کیا ہے- یہ اُس کی فلاسفی
ہے- نیز ہر مذہب میں اس کے بانی اور رہنماؤں کے متعلق قصّے
کہانیاں سچّی یا مبالغہ سے بھری ہوئی پائی جاتی ہیں ❖
اگر کسی جاتی کی تہذیب پر غور کیا جائے- تو معلوم ہوگا- کہ ہر جاتی
کا جاتیتو یا قومیّت بھی اُن کی زبان- ساہتیہ (لٹریچر)- اتہاس (تواریخ)
فلاسفی وغیرہ اجزا سے مُرکب ہوتا ہے- پُرانی جاتیوں کی جنھیں
پیگن کہا جاتا ہے- تہذیب اور موجُودہ مذاہب میں اِتنا فرق ہے کہ
مذاہب ناقابل معلوم امور کے وشواس پر بہت زور دیتے ہیں- اور پُرانی
جاتیاں رسومات پر زیادہ زور دیتی تھیں- اس فرق کو چھوڑ کر دیکھیں-
تو پُرانی تہذیب اور موجودہ مذہب کے معنے اور استعمال ایک ہی ہیں ❖

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

یعنی شاستر کا شلوک ہے "دہرم حفاظت کیا ہوا حفاظت کرتا ہے۔ دہرم مارا ہوا ناش کر دیتا ہے"۔ جاتی دہرم بھی جاتی کا بچانے والا ہے۔ مذہب، تہذیب دشا شنگتی ابھی جاتی کے رکھشک ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہیں کہ جاتی دہرم، مذہب، تہذیب اصل میں ایک ہی معنے رکھنے والے الفاظ ہیں۔

۱۳۷۔ ہمارا مذہب کیوں کر ہوا؟

ہمارا مذہب کیسے ہوا؟ جسے ہم اپنا مذہب کہتے ہیں۔ اس کے لئے ہم سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں جو اس کو وچارتے ہیں۔ کہ اُن کا مذہب کیوں کر اُن کا مذہب ہے؟ جس مذہب کو ہم اپنا سمجھ کر اتنا پیار کرتے ہیں۔ اس کے انتخاب میں ہمارا ذرا بھی ہاتھ نہیں ہوتا۔ ہم ایک خاص ملک میں خاص والدین کے ہاں جنم لیتے ہیں۔ عام طور پر اُن کا مذہب ہی ہمارا مذہب ہوتا ہے۔ بچپن میں خاص خیالات کا سلسلہ ہمارے دماغ پر ایسا جم جاتا ہے۔ کہ ہم زندگی میں خواہ کتنی ترقی علم و عقل حاصل کر لیں۔ ان خیالات سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ ہماری سوسائٹی اور ہمارے مکتب وسکول بھی اُسی اثر کو ہمارے ذہن نشین کرتے ہیں۔ ایک سے محبت دوسروں سے دویش ہوتا ہے۔ اپنے مذہب کے ساتھ ہمارا لگاؤ اس قدر ہو جاتا ہے۔ کہ جو کچھ اس کے مطابق نہ ہو۔ وہ ہمیں بُرا لگتا ہے۔ دُوسرے مذاہب سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارے تعصب کی بُنیاد ہے۔ جس سے دُوسروں کے لئے برداشت (ٹالیریشن) کی سپرٹ ہمارے دل میں جگہ نہیں رکھتی۔ اسی سے "اِن ہیومن ظلم" دنیا میں پھیلی ہے۔ جس کی بنا پر جو مظالم انسان نے انسان پر کئے۔ وہ نہ تو شیطان نے کئے اور نہ کسی قدرتی طاقت نے کئے ہیں۔

۱۳۸۔ مذہبی تعصب بے حد نفرت پیدا کرتا ہے۔

اس زمانہ میں ظاہرا طور پر مذہب کے نام پر وہ لڑائیاں اور کُشت و خون

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

نہیں ہوتے جو کہ پچھلے زمانہ میں ہوتے رہے۔ اس لئے ہم سمجھنے لگ جاتے ہیں
کہ اب دُنیا ترقی کر گئی ہے۔ اور مذہبی تعدّی دُور ہو گئی ہے۔ اور اس کے دوبارہ
جاری ہونے کا کوئی ڈر نہیں۔ یہ صرف نمائشی بات ہے۔ حقیقت پر غور کریں۔
ہر ایک انسان اپنی "انرجی" کو ان ہی کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ جو یا تو محبت
سے کئے جاتے ہیں۔ یا نفرت کی وجہ سے کرنے پڑتے ہیں۔ راگ اور دویش
دو جذبے ہیں۔ جو انسان کے کاروبار کو چلاتے ہیں۔ فرض کریں کتنے کروڑ
ایک مذہب کے خیالات رکھنے والے باقی تمام مذہبوں سے مذہب کی بنا پر
دویش رکھتے ہیں۔ اس بنا پر حساب لگانے سے پتہ لگیگا۔ کہ دُنیا میں
سب سے زیادہ نفرت کی مقدار مذہبی اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔
گو لوگ موجودہ تعلیم کا سہارا لے کر کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اب نئی روشنی میں
اختلافات کو برداشت کرنا سیکھنا چاہئے۔ لیکن اس میں مُشکل تو یہ ہے۔ کہ
مذہبی تعلیم سکھاتی ہے۔ کہ باقی سب مذاہب غلط ہیں۔ جُھوٹے ہیں۔ اس
لئے ایسی تعلیم پایا ہوا شخص دُوسروں کو کیسے اپنے برابر سمجھ سکتا ہے۔ اس کا
علاج صرف گیتا بتاتی ہے۔ جہاں کہ یہ کہا ہے۔ کہ "سارے راستے میرے
تک آتے ہیں۔ جو جو جس جس راستہ آتا ہے۔ میں اُسی راستہ
سے اُسے لے لیتا ہوں" یہ سچی ٹالیریشن ہے۔ جو کہ اور کہیں دکھائی نہیں
دیتی۔ حضرت ابراہیم کا قصّہ ہے۔ کہ وہ ہر روز مہمان کو کھانا کھلا کر خود کھایا
کرتا تھا۔ اتفاق سے تین چار روز تک اُسے کوئی مہمان نہ ملنے سے بُھوکا رہنا
پڑا۔ لاچار بڑی تلاش کے بعد ایک بُوڑھا پارسی اُسے ملا۔ جس کو وہ گھر لے
آیا۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ ابراہیم نے دعا پڑھی۔ پارسی نے بغیر کسی دعا کے
کھانے کو ہاتھ بڑھایا۔ ابراہیم نے پوچھا۔ یہ کیا؟ بوڑھے نے جواب دیا۔ خدا کا نام
لینا ہمارے ہاں رواج نہیں۔ اس پر حضرت کو غصّہ آیا۔ کھانا بھول گئے
اور لاٹھی لے کر اُسے نکالنے لگے۔ جب کہ اچانک خدا کا فرشتہ نظر آیا۔ اس نے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ابراہیم کو تنبیہ کی - اور کہا ' میں نے اس بوڑھے کو ۸۰ سال تک کھانا دیا ہے - تمہیں صرف ایک ہی روز کھانا دینا پڑا ہے - اور اتنے میں گھبرا گئے ہو '' تب ابراہیم کو سمجھ آئی اور شانتی ہوئی ۔

۱۲۶ - مختلف مذاہب کا پھیلاؤ -

مذاہب کس طرح پھیلے ؟ پرانی اقوام بھی جہاں جاتی تھیں - اپنی تہذیب پھیلاتی تھیں - بلکہ یوں کہنا چاہیئے - کہ اُن کی تہذیب کی اچھی باتیں اپنے سے آپ دوسری جاتیاں اختیار کر لیتی ہیں - لیکن جب موجودہ مذہب نے تہذیب کی جگہ لے لی - تب سے اُس کے پھیلاؤ کے طریقے بھی عجیب و غریب ہو گئے - گو کرشن نے گیتا میں اپنی بھگتی اور پریم پر زور دیا ہے - مگر وہ سب استعارہ ہے - '' اپنی '' سے مراد وہاں آتما سے ہے بودھ مت '' سب سے پہلا دنیا میں ہوا - جس میں گوتم بدھ نے اپنے نام پر مذہب جاری کر کے '' پرچار '' کو پھیلاؤ کا ذریعہ بنایا - بدھ کی مثال سامنے رکھ کر کس طرح راجوں مہاراجوں کے بیٹے بیٹیاں پرچارک اور پرچارکہ بن کر دیش ودیش میں پھر گئیں - ابھی تک زمانہ شاہد رہا ہے - اس کے بعد عیسائی مذہب نے اپنے آپ کو پھیلانے کے لئے '' پریم اور نمرتا '' کے پرچار '' سے بہت کام لیا - مگر ساتھ ہی تلوار کا بھی کافی استعمال کیا - اسلام نے تو اپنے پھیلاؤ کے لئے تلوار کا ہی آسرا پکڑ لیا - اور وقت آیا کہ جب دونوں مذاہب کی تلواروں کا آپس میں مقابلہ ہوا - آٹھویں صدی کے پہلے حصہ میں سپین فتح کرنے کے بعد اسلامی فوجیں فرانس پر حملہ آور ہوئیں - تمام عیسائی قومیں مقابلہ کے لئے تیار ہو گئیں ۔

پیرس کے پاس اسلام اور عیسائیت کے درمیان فیصلہ کن جنگ ہوا - جس کے نتیجہ کے متعلق مشہور انگریز مؤرخ گبن یوں لکھتا ہے - '' اگر اس لڑائی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں اسلام کو فتح نصیب ہو جاتی - تو آج آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسیٹوں میں انگریز علماء ختنہ شدہ طلباء کو قرآن کی تفسیروں پر لکچر دیتے ہوتے چارلس مارٹل نے یوروپ کو اس غضب سے بچا لیا،، مگر گبن کو یہ خیال نہ رہا - کہ جن ذریعوں سے یوروپ یا انگلینڈ عیسائی ہوئے تھے - وہ بھی حقیقت میں ویسی ہی حیثیت رکھتے ہیں ؎

۱۴۰ - پھیلاؤ کے وسائل

اگر موجودہ مذہب رکھنے میں لوگوں کا ہاتھ نہیں - تو یہ دیکھنا رہ جاتا ہے کہ آیا جن لوگوں نے یہ مذہب اختیار کئے - کوئی سوچ وچار کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے تھے - اشخاص یا اقوام نے جن اثرات کے نیچے آ کر مذہبی تبدیلیاں اختیار کی ہیں - حیرت میں ڈالنے والے ہیں - ہماری حیرانی اور بڑھ جاتی ہے - جب ہم دیکھتے ہیں - کہ باوجود ان کے مذہب سے اتنی محبت کی جاتی ہے - سب سے بڑی طاقت ان تبدیلیوں کے پیدا کرنے والی تلوار اور جنگی فتوحات ہیں - جیسے تلوار کی طاقت نے دو پرانی قوموں اہل مصر اور اہل ایران کو مسلمان بنایا - ویسے ہی اُس نے جرمنی کو عیسائی بنایا - روما کا بادشاہ کنسٹنٹائن لڑائی پر جا رہا تھا - جب اُس نے اپنے سپاہیوں کو عیسائی نماز پڑھتے دیکھا - اُس نے اُن سے کہا - کہ اگر وہ فتح حاصل کر لینگے - تو وہ بھی عیسائی مذہب اختیار کر لیگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ "شادی" کے رشتہ میں بھی مذہبی تبدیلی میں بڑا حصہ لیا - جیسے فرانس کا راجہ عیسائی لڑکی سے شادی کر کے عیسائی ہو گیا - ویسے ہی فرانس کی شاہزادی نے کینٹ (Kent) کے راجہ کو اور پھر وہاں کی شاہزادی نے انگلیا وغیرہ کے راجہ کو عیسائی مذہب میں شامل کیا - جہالت کے زمانہ میں معجزات کے قصے کہانیوں نے مذہبی تبدیلی میں بہت کام کیا ہے - جس کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ساتھ پرچارکوں اور مشنریوں کی نیک اور قربانی والی زندگیاں امداد کرتی رہی ہیں۔ سکولوں اور ہسپتالوں کو مذہب پھیلانے کا ذریعہ بنایا گیا ہے جن میں سادہ لوح نوجوانوں اور غریب بیماروں کو بھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس دیش میں بڑی غریبی کی وجہ سے قحط میں یتیم بچوں کو ایسے قابو کیا جاتا ہے۔ جیسے پرندہ پکڑنے والے جال کے ساتھ وانہ ڈال کر کبوتروں کو پھنساتے ہیں۔ جتنا غور کیا جائے۔ ....
اُتنا ہی واضح ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے ان اثرات کے اندر آکر اپنا دھرم تبدیل کیا ہے۔ نہ انہوں نے کوئی اخلاقی ترقی کی ہے۔ اور نہ مذہب کے انتخاب میں کچھ سوچ وچار سے کام لیا ہے۔ اور نہ یہ ذریعے مذہب کے سچا ہونے پر ذرا بھی دلالت رکھتے ہیں۔

۱۲۱۔ سب مذاہب ایک منبع رکھتے ہیں

Comparative theology مذاہب کا باہمی مقابلہ کا علم اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ تمام مذاہب ایک ہی مخزن سے نکلے ہیں۔ اور ان کے آپس کے تمام ظاہرا اختلافات حقیقت میں اُن ہی اصولوں کی الٹ پلٹ اور بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔

سب سے قدیم زمانہ میں ہند۔ ببیلونیا اور مصر نے ترقی کی تھی۔ اگر ان کی تہذیبوں کا آپس میں مقابلہ کیا جائے۔ تو ان کے اندر بہت درجہ تک باہمی مشابہت معلوم ہوتی ہے۔ جیو آتما کا آواگون سوسائٹی کی تقسیم۔ دیوتاؤں کی پرستش۔ بڑے بڑے مشترکہ امور ہیں۔ ہندوؤں کے قوانین۔ رسوم اور دھرم کے ساتھ پرانے مصر کی یہاں تک مشابہت ہے کہ ایک فرانسیسی ودوان جیکالیٹ (Jacolliot) نے جو کہ چندر نگر میں چیف جج تھا۔ اپنی کتاب Bible in India

(بائیبل اِن انڈیا) میں مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اِس سب دہرم اور قانون میں مصریوں نے ہندو دہرم شاستر کی نقل کی۔ جیسے کہ یہودیوں نے مصر میں جلاوطنی کے وقت سیکھا اور اپنی توریت میں درج کیا۔ یہودی قبیلہ نے اِس کے ساتھ ببیلونیا کی تہذیب کو اپنے اندر جذب کرلیا۔ اور مدّت تک اِن میں دیوتاؤں کی پرستش ہوتی رہی۔ آخر دیوتاؤں کی کشمکش ہوتے ہوتے ایک دیوتا Molloc
Jehooa غالب آگیا اور سب سے بڑا مانا جانے لگا۔

۱۴۲-ایرانیوں اور ہندیوں کا گہرا تعلّق

قدیم ایرانی۔ ہندی آریوں سے بہت گہرا تعلّق رکھتے تھے۔ ایک بڑے محقق ڈارم سٹیٹر Darmesteter نے ایرانی ساہتیہ کا خاص مطالعہ کیا۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ ژنداوستھا کا طرز تحریر اور نفس مضمون وید سے بہت ملتا ہے۔ اور پارسی دھرم کی رسومات۔ ہوم۔ آگ کا متبرک رکھنا اور پوتّر دھاگہ آدی یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ دونوں تہذیبیں بالکل ایک ہی تھیں۔ ایرانیوں نے نہ صرف یہودی مذہب پر اُن کے ایران میں مقیّد رہنے کے وقت اثر کیا۔ بلکہ یونان اور اٹلی میں بھی اپنی تہذیب کو پھیلایا۔ اِن دونوں ممالک میں جو کہ یورپ میں شائستہ ممالک تھے۔ عیسائی ہونے سے پہلے "مِترا" دیوتا کی پرستش جاری تھی یہی دیوتا ویدوں میں "مِتر" کہلاتا ہے۔ جس کے ارتھ سورج کے ہیں اٹلی کے لوگوں کا سب سے بڑا تیوہار اس دیوتا کی قومی پرستش تھی۔ جو کہ دسمبر کے اخیر میں سورج اترائن کے وقت کی جاتی تھی۔ پہلے پہل عیسائیوں نے تھوڑی طاقت پکڑنے پر اس تیوہار کو روکنے کی کوشش کی۔ مگر جب دیکھا۔ کہ اٹلی کے لوگ اسے نہ چھوڑیں گے۔ تو اس تیوہار کو مسیح کی پیدائش کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فرضی تاریخ بنا کر کرسمس (بڑے دن کا تہوار) بنا لیا +

۱۴۳ - بدھ مذہب کا دنیا پر اثر

مسیح کی پیدائش سے کچھ دیر پہلے بدھ مذہب کے پرچارک ایک طرف ایران - سیریا - وغیرہ میں پہنچ چکے تھے - اور اُن کے خیالات کا پرچار ہو چکا تھا - افغانستان تو بالکل بدھ مت میں آگیا - دوسری طرف برما - چین اور جاپان میں بھی بدھ مذہب زور پکڑ رہا تھا - بے تعصب محققوں کی رائے ہے کہ مسیح کی تعلیم میں یہودی مذہب سے علاوہ جو اعلےٰ اخلاقی اور روحانی خیالات پائے جاتے ہیں - وہ بدھ کی تعلیم کے پرچار کا نتیجہ ہیں - نہ صرف یہ بلکہ شروع کے چرچ نے بہت سے رواج بدھ مذہب سے نقل کئے - Monks اور Nuns یعنی بھکشو اور بھکشونیاں - پادریوں کی تسبیح - گرجوں میں مورتی کے آگے دھوپ دیپ اور روشنی جلانا وغیرہ سب دستور بدھ مذہب کے تھے - صدیاں گزر گئیں - تمام یوروپ عیسائی ہو گیا - جب یوروپ کے پادری پہلے پہل ہندمیں آئے - اور اُنھوں نے یہ سب دستور مندروں میں ہوتے دیکھے - تو وہ مشابہت دیکھ کر دنگ ہو گئے - اور سمجھنے لگے کہ شیطان اُن کی نقلیں اُتروا رہا تھا - بدھ مذہب کے بڑے ضروری الفاظ نروان - بدھی یوگ - بدھی مُکت گیتا میں پائے جاتے ہیں - بدھ مذہب کے "ارہت" اور گیتا کے "سمقت پر گیا" کے لکھش بالکل ایک سے ہیں - گیتا کے کئی شلوک مثلاً ۲ - ادھیا کا ۶۹ - ۷ - ادھیا کا ۲۹ - اور ۱۲ - ادھیا کا ۱۵ "یسمان نودوجتے لوکا ......" قریباً لفظ بلفظ بدھ پستکوں میں پائے جاتے ہیں +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۴۴- یہودی روایات اور اسلام

اِسلام نے عرب کی شائستگی اور پولیٹکل طاقت کو دُنیا میں قائم کیا۔

عرب کی قدیم شائستگی بیبلونیا کی تہذیب کی شاخ تھی۔ زمانہ کے ہیر پھیر میں یہ بالکل منتشر ہو چکی تھی۔ حضرت محمد کی بڑائی اس میں پائی جاتی ہے کہ اُس نے ایک ایسی آگ پیدا کی۔ جس نے پُرانے لڑتے جھگڑتے اجزاء کو جلا کر ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ جس نے دُنیا کا تختہ ہلا دیا۔ یہ زندگی یہودی مذہب کے مسائل کے ذریعہ پیدا کی گئی۔ جس پر کہ حضرت محمد صاحب کی پیغمبری کی مہر لگی ہے۔ پیغمبری کا اصول۔ دُنیا کی پیدائش۔ آدم و حوا اور دوزخ اور بہشت کا نقشہ حرام و حلال۔ پاک اور ناپاک کے مسئلے۔ ختنہ کی رسم۔ سؤر کے برخلاف قسم۔ سب کے سب یہودی مذہب کے مسائل ہیں فرق اتنا ضرور ہے۔ کہ یہودی انہیں اپنے قبیلہ کے لئے خصوصی سمجھتے رہے اور کبھی دُوسروں کے اندر اُن کا پرچار کر کے "پراسیلیٹائز" یعنی دُوسروں کو اپنے مذہب میں شامل نہیں کیا۔ یہ مرض، تو صرف بدھ مذہب سے شروع ہوئی ہے۔ پُرانے اہلِ عرب جو کہ محمد صاحب کے مخالف تھے۔ اُن پر یہ بڑا بھاری اعتراض کرتے تھے۔ کہ جتنے مسائل اُن کے مُقدّس کتاب میں بتائے گئے ہیں۔ یہ سب پُرانے ڈھکوسلے ہیں۔ اس کا جواب دیا جاتا تھا۔ کہ خدا اس کا فیصلہ کرے گا +

محمد صاحب اپنے مشن کی خاص بزرگی سمجھتے تھے۔ روائت ہے کہ ایک موقعہ پر ایک علاقہ میں تھے۔ جہاں کی آبادی زیادہ تر عیسائی تھی اتفاق سے یروشلیم (جو کہ عیسائیوں کی متبرک جگہ ہے) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ سینکڑوں عیسائی اُن کے پیچھے نماز کے لئے جمع ہو گئے۔ کسی نے اُن کو بتایا کہ وہ سب لوگ "یروشلیم" کی وجہ سے اُن کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پیچھے آتے ہیں۔ دُوسرے وقت محمد صاحب نے اُس کے مخالف مُنہ کر دیا۔ سب لوگ اُٹھ گئے۔ صرف سات آدمی رہ گئے۔ محمد صاحب نے ہر ایک کو اپنے گلے لگایا۔ اور کہا کہ تم میرے ہو۔ وہ سب میرے نہ تھے"۔

۱۴۵۔ یُوروپ میں پُرانے علوم کا نیا جنم

مذہبی تاریخ کا مطالعہ انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ کہ مذہب اور خُدا کے نام پر ممالک کے اندر اور مختلف قوموں کے درمیان کتنے جنگ جنگ و جدل اور کُشت و خُون ہوئے۔ اسلام اور عیسائی مذہب کے صدیوں کے جہاد رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ چرچوں کی آپس میں لڑائیاں اس امر کی شاہد ہیں۔ قریباً ایک ہزار سال تک یُوروپ عیسائی مذہب کے غلبہ میں رہا۔ جو کہ یوروپ کے اندر اندھیرے کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ چرچ نے تمام علوم کو اپنے قبضہ میں کر کے دُنیا میں ان کو مٹا دینا چاہا۔ پندرہویں صدی کے درمیان میں جب قسطنطنیہ ترکوں کے ہاتھ میں آیا۔ تو عُلما، لوگ، یونانی اور رومن فلاسفی اور تہذیب کی تمام کتب اپنے ساتھ لے کر یوروپ میں پھیل گئے۔ اور از سرِ نو اُن کا مُطالعہ یوروپ میں شروع ہُوا۔ اسے علوم کا نیا جنم یا Renaissance کہا جاتا ہے۔ اگر پُرانی سپرٹ یہ تہذیب یوروپ میں نہ پھیلتی۔ تو کبھی یہ آزاد خیالی اور قُدرت کی محبّت کا جذبہ پیدا نہ ہوتا۔ جو کہ یوروپ کی موجودہ ترقی کی بُنیاد میں ہے۔ اسی آزاد خیالی نے وہ بڑی اصلاح پیدا کی۔ جسے ریفارمیشن کہا جاتا ہے۔ ریفارمیشن کے اصُولوں کا پرچار تھا۔ جس سے کہ آخرکار فرانس کا بڑا انقلاب ہُوا۔ آج کل یوروپ میں ایسے عالم موجود ہیں۔ جن کی آنکھیں کھُلی ہیں اور عیسائیت کو ۱۲۰۰ سو سال کی کوڑا کرکٹ بتا کر یوروپ کے باہر نکال پھینکنے پر تیار ہیں ۔۔

سدھانت

۱۴۶ - عملی اور اصولی مذہب

یہ تو مذہب کی تاریخ پر ایک سرسری نظر تھی - ابھی اُن کی اصلیّت کو جانچنا باقی ہے - اگر موٹے طور پر دیکھا جائے - تو مذہب کے دو بڑے حصّہ ہیں - ایک حصّہ کو "عملی" کہا جا سکتا ہے - جس میں لوگوں کے لئے ہدایات اور احکام دئیے گئے ہیں - مثلاً سچ بولنا چاہئے - سب سے پریم کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ - دُوسرا حصّہ "اصولی" ہے - اس میں سب عقائد یا سدھانت شامل ہیں - جن کو ماننا مذہب کے پیرووں کے لئے ضروری ہے - مثلاً" ایک خُدا ہے - جو دُنیا کو پیدا کرتا ہے - انسان کو خاص طریقہ پر سزا جزا دیتا ہے - وغیرہ - جہاں تک پہلے حصّہ کا تعلّق ہے - تمام مذہب کے اندر تقریباً کلّی یگانگت پائی جاتی ہے - آپس میں برتاؤ کے اور دُوسرے اخلاقی قانون سب میں ایک سے ہی پائے جاتے ہیں - کوئی مذہب کوئی نئی بات نہیں سکھاتا - عیسائی پرچارک بعض اوقات کہتے سُنے جاتے ہیں - کہ مسیح کی نئی تعلیم ہے "دشمن سے پریم کرو" مگر صدیاں پہلے بُدھ نے اسی سچائی کو نہایت معقول طریقہ پر بتایا ہے "دھمّپد" - نفرت نفرت سے دُور نہیں ہوتی - بلکہ پریم سے دُور ہوتی ہے " یہ صرف سدھانتوں میں ہے - جہاں کہ مذاہب کا ایک دُوسرے سے ظاہرا طور پر اختلاف پایا جاتا ہے - دویش - کینہ والے یا جھگڑا پسند کرنے والے شخص کے لئے تو یہ اختلافات زندگی کے لئے کافی کام دے دیتے ہیں - لیکن ذرا گہری نظر سے دیکھنے پر معلوم ہوگا - کہ ان ظاہری اختلافات کے نیچے ایکتا کی بڑی لہر پائی جاتی ہے - جو کہ سب کو آخیر میں ایک ہی منبع تک لے جاتی ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

١٤٧- ایشور پر وشواس

سب سے بڑا اور سب مذاہب کا متفقہ مسئلہ تو ایشور پر وشواس ہے۔ وہ ایشور کیا ہے؟ اس کا جاننا تو ناممکن ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی بیان نہیں ہو سکتا۔ جو کہ گیتا میں کیا ہے۔ "بعض اس کو آشچریہ سے دیکھتے ہیں۔ بعض اُسے آشچریہ کہتے ہیں۔ دوسرے اُسے آشچریہ سنتے ہیں۔ پرنتو سنتے ہوئے بھی اُسے کوئی نہیں جانتا"۔ ہر ایک انسان اپنی اپنی عقل کے مطابق اس کا ایک نقش اپنے دل میں بنا لیتا ہے دنیا میں جہاں پر ایکتا ہے۔ وہاں اختلاف اس قدر ہے۔ کہ ہر شخص اپنی شکل میں۔ رنگ میں۔ ڈھنگ میں۔ بول چال میں تمام انسانوں سے علیحدہ ہے۔ صرف چال سے انسان پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک کی چال جدا جدا ہوتی ہے۔ بدھی بھی ہر ایک کی بھن بھن ہے۔ اس لئے ایشور بھی سب کے لئے بھن بھن ہے۔ افریقہ کے جنگلی سے جو کہ ننگا رہتا ہے۔ پوچھو۔ ایشور کیا ہے؟ وہ انگلی کا اشارہ اوپر کو کر دیتا ہے۔ اس کی بدھی اتنی ہی ہے۔ اس کے مقابلہ پر بودھ فلاسفر ہے۔ جو کہ اپنی بدھی کو دوڑاتا ہے۔ اور ایشور کا کوئی نقش من میں نہیں لا سکتا۔ اس کے لئے انسان ہی جو نروان پد حاصل کر لیتا ہے۔ بدھ ہو جاتا ہے۔ وہی اس کا ایشور ہے۔ پارسی مذہب والے روشنی کی طاقت کو ہی ایشور سمجھ سکتے ہیں۔ جس کا ظاہری نشان سورج ہے۔ پرانے پیگن (اہل روما و یونان) قدرتی طاقتوں کو ایشور یا دیوتا تصور کرتے ہیں۔ سیمیٹک مذہب خدا کو ایک بڑا بادشاہ سمجھتے ہیں۔ جو دنیا کی حکومت کرتا ہے۔ اور اسے چلاتا ہے۔ اپنشد کا رشی اسے برہم کہتا ہے۔ جو ایک چیتن شکتی برہمانڈ کے اندر سے کام کر کے اسے چلاتی ہے یہ سوال وہ "کیا تم ایشور کو مانتے ہو؟" جو کہ اتنا عام ہے۔ حقیقت

میں کتنا بے ہُودہ ہے۔ جب تک کہ یہ فیصلہ نہ کر لیا جائے۔ کہ ایشور کی تعریف کیا ہے ؟

۱۴۸- ایشور سے ہمارا سنبندھ

دُوسرا سدھانت۔ ایشور کے ساتھ ہمارے سمبندھ کے متعلّق ہے سارے مذاہب کسی نہ کسی طرح اس کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنا بتلاتے ہیں اور چُونکہ سب کے لئے اُس کا جدا جدا نقش Consception ہے۔ وہ رشتہ بھی کئی پرکار کا ہے۔ جو شخص اس کا صاف نقش نہیں بنا سکتے۔ وہ اپنے تعلق کے بارہ میں کچھ وچار نہیں کرتے۔ جو اُسے حکمران بادشاہ سمجھتے ہیں۔ وہ قُدرتی طور پر اس کی تعریف اور خوشامد کرنا ضروری جانتے ہیں۔ جیسا کہ رعایا اپنے افسر یا بادشاہ کی خوشنُودی کے لئے کرتی ہے۔ اس لئے مذاہب نے مختلف قسم کی دُعائیں اور عبادت کے طریقے مقرر کئے ہیں۔ یہ ایک بالکل دُوسری بات ہے۔ کہ ایسے طریقوں سے سوشل پریم۔ ساماجک سنگھٹن اپیدا ہوتا ہے۔ یہ مذہبی بات نہیں۔ بلکہ ساماجک مُعاملہ ہے۔ اسی نقطۂ خیال سے اس کو پہنچنے کے لئے یا اس سے قصور معاف کرانے کے لئے اس کے کسی دوست یا رشتہ دار کی سفارش کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ گناہ کر کے اُس کے غصّہ کی آگ سے بچنا مُشکل سمجھا جاتا ہے۔

اِن کے برخلاف آریہ شاستر یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارا کام صرف یہی ہے کہ اُسے انوبھو کریں۔ یہ انوبھو گیان۔ دھیان وغیرہ راستوں سے حاصل ہوتا ہے۔ گیتا کے ادھیائے ۹ کے ۳۰-۳۱-۲-۳- اور ادھیائے ۱۴ کے ۸ شلوک میں کہا ہے۔ کہ آدمی خواہ کیسا ہی پاپی ہو۔ جب اس نے میری طرف آنے کا ارادہ کر لیا۔ تو وہ جلدی ہی سُدھر جاتا ہے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میری شرن میں آنے سے پاپی ۔ شودر ۔ ویش ۔ استری سب سِدّھی کو پراپت ہو سکتے ہیں ؟!

۱۴۹ ۔ مکتی کا نقشہ

تیسرا سدھانت مکتی کا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمیٹک مذاہب نے روحانی دُنیا کا نقشہ اپنے سامنے مادی دُنیا رکھ کر بنایا ہے ۔ بطور النکار یا درشٹانت کے تو درست ہے ۔ اور اگر یہ خیال ہو تو ان مسائل کی خاطر جنگ اور فساد کی پھر کیا ضرورت ہے ۔ اُس کو لفظی طور پر صحیح ماننے سے کئی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں ۔ اگر سچ مچ کوئی بہشت یا دوزخ ہے ۔ تو وہ یا تو اس دُنیا کے جیلخانوں وغیرہ کی نقل خدا نے بنائی ہے ۔ یا ان لوگوں نے خدائی دستوروں پر چلنے کی کوشش کی ہے ۔ بہشت کے متعلق بھی اگر غور کیا جائے ۔ تو ہر ایک مذہب اور ہر ملک کے لوگ اپنے اپنے خیالات اور حالات کے مطابق اُس کا نقشہ بنا لیتے ہیں ۔ ناروے وغیرہ ممالک کے لوگ تو بہشت کو ریچھوں سے بھرا ہوا تصوّر کرتے ہیں ۔ تاکہ اُنھیں وہاں ریچھ کا شکار کرنے کی خوشی حاصل ہو سکے ۔ اہل عرب اُسے نہروں اور حوروں وغیرہ سے بھرا ہوا خیال کر لیتے ہیں ۔ کیونکہ اُن کی طبیعتوں کو وہی پسند آتا ہے ۔ پھر بتایا جاتا ہے کہ قیامت کے روز سب مُردہ زندہ ہو جاوینگے ۔ اور بہشت میں داخل ہونے والوں کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے ملنے کی خوشی ہوگی ۔ اوّل تو وہ بہشت بڑی ہی فراخ ہوگی ۔ جس میں سب لوگ آجائینگے ۔ دوسری بڑی مشکل یہ ہوگی کہ کہ ہر شخص جو کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ ہوگا ۔ وہ کونسی عمر میں پھر زندہ کیا جائے گا ؟ تاکہ اس باپ کو بیٹے کی صورت میں اور دادے دادی کو پوتے کی صورت میں ۔ اپنے بیٹے کو باپ کی صورت میں اور پوتے کو دادے کی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

صُورت میں دکھائی دیگا۔ اِسی لئے مشہور شاعر غالب نے کہا ہے ؎
ہمیں معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن دِل کے بہلانیکو غالبؔ خیال اچھا ہے
جو لوگ ایشور کو ایک مہان شکتی جانتے ہیں۔ اُن کے لئے اس شکتی سے دُور ہونا اگیان ہے۔ اگیان دُکھ ہے۔ اس کے پاس رہنا گیان ہے گیان سُکھ ہے۔ اس لئے ایشور کے چرنوں میں ہمیشہ رہنا ہی اُن کی مکتی ہے۔ وید منتر کہتا ہے " اس کو جان کر ہی موت کے سمندر سے ہم پار ہو سکتے ہیں اور کوئی راستہ نہیں ہے " ۔

۱۵۰- اُونپتی کا مسئلہ

سرشٹی اُتپتی۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ خدا لفظ "کُن" بولا۔ اور سب کچھ ہو گیا۔ انجیل میں آیا ہے۔ کہ پہلے صرف "لفظ" تھا۔ اور "لفظ" خدا کے ساتھ تھا۔ اُس سے دُنیا کا ظہور ہوا۔ میکس مُولر نے اپنے ویدانت کے لیکچروں میں دکھایا ہے۔ کہ انگریزی شبد "ورڈ" سنسکرت دھاتو "وری" سے نکلا ہے۔ جس کے معنے "بولنا" ہے۔ اِسی سے شبد "برہم" بنا ہے۔ اور یہ برہم ہی دُنیا کی پہلی ابتدا ہے گیتا کے ادھیائے ۸ کا ۱۳ شلوک کہتا ہے۔ کہ ایک شبد "اوم" اس برہمانڈ کو ظاہر کرتا ہے۔ ادھیائے ۱۴ کے ۳ میں کہا ہے۔ کہ مہت برہم میری یونی ہے۔ جس میں مَیں بیج ڈالتا ہوں۔ اور اس سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے۔ منوسمرتی میں اسے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ جس وجہ سے سنسار کو "برہمانڈ" کہا جاتا ہے۔

ادھیائے ۳ کے ۱۴-۱۵ میں آنکھ ہے۔ کہ برہم سے وید۔ وید سے کرم کرم سے یگیہ۔ یگیہ سے بخارات (سُورج آدی دیوتاؤں کے کرم سے بادل) اور بادلوں سے اناج اور اناج سے سب پرانی پیدا ہوتے ہیں منوسمرتی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں لکھا ہے۔ کہ برہم دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ آدھا نر اور آدھا مادہ۔ توریت میں حوّا کا آدم کے پہلو سے پیدا کیا جانا اسی خیال کو اور الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ اس مسئلہ کی تہ کے اندر بھی ایک ہی جگہ سے نکلنا پایا جاتا ہے ؂

۱۵۱ - بدی کا آغاز

ایک اور بڑا مسئلہ جو اہلِ مذاہب اور فلاسفروں کو گھبرا دینے والا ہے۔ بدی کے آغاز کا ہے۔ گریک فلاسفی میں اس سدھانت پر بہت سے سکول (مت) قائم ہو گئے تھے۔ انجیل اور اسلام کا خیال تو اس مضمون پر ایک ہی ہے۔ پیدائش کی ایک لمبی کہانی بنا کر بدی کا وجود شیطان کے سر منڈھ دیا جاتا ہے۔ شیطان نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اُسے خدا کی نافرمانی کی وجہ سے بہشت سے گرا دیا گیا تو اُس نے انسان کو گمراہ کرنے پر کمر باندھ لی۔ یہودیوں نے یہ خیال پرانے ایرانیوں سے لیا۔ وہ لوگ دنیا میں دو خدا مانتے تھے۔ آہرمزد (روشنی کا دیوتا)۔ اور آہرمن (اندھیرے کا دیوتا) اس دنیا میں ان دونوں کا جنگ رہتا ہے۔ ایک اچھائی کراتا ہے۔ دوسرا برائی پیدا کرتا ہے۔ یہ مت آریہ سدھانت سے اس طرح ملتا ہے۔ کہ آریہ شاستر برہم کو مان کر اس سارے دُکھ کا کارن مایا اگیان کو مانتے ہیں۔ جس کو پارسی لوگوں نے برہم کے مقابلہ پر ایک اندھیری طاقت بنا لیا۔ یہ مایا ہی اہرمن کی شکل بن کر شیطان کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ گیتا کے ادھیائے ۷ کے ۱۳-۱۴-۱۵ اشلوکوں میں کہا ہے کہ "یہ سنسار مایا کے تین گنوں سے ڈھانپا گیا ہے۔ جو لوگ اس مایا میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ مجھے نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مجھے وہی پاتے ہیں جو کہ اس میری مایا کو پار کرتے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں"۔

۱۵۲- قربانی کا خیال

ایک اور مسئلہ وچارنے کے لائق قربانی کا ہے۔ یہودی لوگ شروع سے اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔ اسلام بھی قربانی کو ویسا ہی لازمی قرار دیتا ہے۔ عیسائی قربانی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ تمام انسانوں کے سر سے قربانی کا بوجھ دُور کرنے کے لئے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے مسیح کو قربان کر دیا۔ معمولی سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔ کہ کسی جاندار کے مار دینے سے خدا کو کیا حظ حاصل ہوتا ہے۔ یا جان مارنے کا خُدا کی خوشنودی سے تعلق ہی کیا ہوسکتا ہے۔ حیرانی تاہم یہ ہے۔ کہ اس گمراہی کی رسم کا رواج بھی ہند میں ویسا ہی دکھلائی دیتا ہے۔ ہندوؤں نے یگیہ شبد کے ارتھوں کو اُلٹا سمجھ کر جانوروں کی قربانی بھی یگیہ کا ایک ضروری حصّہ قرار دیا۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ یگیہ کے معنوں میں یہ تبدیلی کب اور کس قسم کے لوگوں کی بدولت پیدا ہوئی۔ عموماً دام مارگ مت والوں پر یہ الزام دیا جاتا ہے۔ گیتا کے ادھیاء ۳ کے ۹-۱۰-۱۲-۱۳- اور ۴ کے ۲۶-۲۷- آدی شلوکوں میں صاف طور پر اُپکار اور بے غرضانہ کاموں کو یگیہ نام دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ۔ کہ سب سے بڑا یگیہ انسان کے اندر اپنے لئے پشو پر کرتی (خود غرضی) کو مارنا تھا۔ ان لوگوں نے اندر کے پشو کو پالتے ہوئے باہر کے پشو پکڑ کر مارنا ہی یگیہ بنا لیا۔ ادھیاء ۳ کے ۹ شلوک میں کہا ہے "پرجاپتی نے پرجا کو پیدا کرنے کے لئے خود بڑا یگیہ کیا ہے۔ ہے منشو!
تم بھی اس یگیہ کے ذریعہ سے
پھلو پھولو"۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۵۳- خلافِ قدرت امور پر یقین

مذاہب کے اندر کراماتیں - معجزے - پیشینگوئیاں وغیرہ خلافِ قانون قدرت باتیں مذہب کی سچائی کا ثبوت پیش کی جاتی ہیں۔ اس سے صرف اتنا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کثیر تعداد مذہب پر یقین کرنے والوں کی ایسی ہوتی ہے۔ جن کے دماغ میں ابھی سچ اور جھوٹ جانچنے کی طاقت پیدا نہیں ہوئی۔ اول تو وہ ہر ایک سُنی سنائی قصہ کہانی پر فوراً یقین لے آتے ہیں۔ اُن کو یہ وچار نہیں آتا۔ کہ چونکہ دُنیا میں اس قدر جھوٹ بولا جاتا ہے ممکن ہے بیان کرنے والا جھوٹ بولتا ہو۔ چونکہ لوگوں کی سمجھ بہت کم ہے۔ ممکن ہے اُس کی آنکھوں نے یا سمجھ نے دھوکا کھایا ہو۔ چونکہ بعض لوگوں کی خیالی طاقت بہت زوردار ہوتی ہے۔ ممکن ہے۔ وہ اپنے خیال کو ہی واقعات کی شکل میں بتاتا ہو۔ سب سے بڑھکر یہ ممکن ہے۔ کہ اس کو بتانے والا اُسے دھوکا دیتا ہو۔ جب ایک مداری دکھیں تماشہ کرنے والا ہمارے سامنے ایسی ایسا کرتا ہے۔ تب تو ہم اُسے اپنی نظر کا دھوکا ہیں آنا سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ایک شخص مذہبی باتیں کرنے والا اچنبا سا کرتا ہے۔ تو وہ ہمارے لئے بھاری معجزہ ہو جاتا ہے۔ جب موسیٰ نے مصر کے بادشاہ کے سامنے معجزے کئے۔ تو وہاں کے عالموں نے بادشاہ کو بتا دیا۔ کہ یہ معمولی ہاتھ کے کرتب تھے۔ جن کو وہ بھی کر سکتے تھے۔ دُوسری بات ان کے اندر ابھی ملاوٹ اور سازش ہوتی ہے۔ جیسے کہ کھیل تماشوں میں تماشہ کرنے والا کسی نہ کسی شخص کو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے۔ ایسے ہی مذہبی تحریک چلانے والا کسی نہ کسی کو اپنے بھید میں شامل کر لیتا ہے۔ جس سے ہر معجزہ اور پیشین گوئی کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح قبر پھاڑ کر آسمان کو اُڑ گیا۔ ثبوت یہ ہے کہ ایک دو بُوڑھی عورتوں نے دیکھا۔ ان دو عورتوں کی گواہی ایک طرف ہے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اور ایک نہ ہو سکنے والی بات دوسری طرف - اس گواہی کی بنا پر سُنتے سُناتے
ساری عیسائی دُنیا اس کرامات پر یقین رکھتی ہے - مذہبی لیڈر اس بات
کا بڑا لحاظ رکھتے ہیں - کہ وہ یہ سب کام ان لوگوں کے ذریعہ کراتے ہیں - جن کی
عقل پہ پردہ ڈال دیا جاتا ہے - اور وہ خود عوام النّاس کے ساتھ براہِ راست
تعلّق میں نہیں آتے - ایک بات کہی جاتی ہے - جو یاد رکھنے کے قابل ہے
کچھ آدمیوں کو ہمیشہ کے لئے دھوکے میں رکھا جا سکتا ہے - سب کو کچھ عرصہ
کے لئے دھوکا دیا جا سکتا ہے - سب کو ہمیشہ کے لئے دھوکے میں
رکھا نہیں جا سکتا ٭

۱۵۴ - رسوم یا سنسکار

مذہب کے ساتھ ملی ہوئی ایک چیز صرف سنسکار ہیں - جو کہ زندگی
میں تبدیلی پیدا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں - ایک پتھر جنگل میں پڑا ہے
اُس کی کوئی حیثیت نہیں - جب اُسے لا کر سڑک پر ڈال دیا جاتا ہے -
اُس کی حیثیت بدل جاتی ہے - اُس پر تھوڑا کام کر کے جب مکان کے
اندر لگا دیا جاتا ہے - تو وہ ایک مفید چیز بن جاتی ہے - جب اُس کو تراش
کر اس کی ایک خوب صورت مورتی بنائی جاتی ہے - تو لوگ اس کے آگے
سر نوانا شروع کر دیتے ہیں - پتھر میں یہ تبدیلیاں سنسکار کی وجہ سے
پیدا ہوئی ہیں - ہر مذہب نے خاص خاص رسومات اور سنسکار قرار دیئے
ہیں - آریہ سوسائٹی میں ورن کا طریقہ شروع سے آتا ہے - جیسا کہ گیتا
میں کہا ہے - کہ یہ ورن مجھ سے بنے ہیں - جن میں ہر ایک
آدمی اپنے کرم کے مطابق خاص ورن میں داخل ہوتا ہے
ورن دھرم پر ۱۸ - ادھیائے کے ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ میں نہائت اعلیٰ
شِکشا ملتی ہے - اِس کے علاوہ یُوں تو سولہ سنسکار ہیں - مگر ان میں

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

سے چار بڑے ہیں - پہلا گربھادھان ہے - جو کہ استری پُرش کے سینوگ
کے وقت وید منتروں دوارا ہونا چاہیے - یہ ظاہر کرتا ہے - کہ وہ کرم بھوگ
کی خواہش سے نہیں - بلکہ اولاد پیدا کرنا دھرم سمجھ کر کیا جا رہا ہے - تا کہ
جو سنتان ہو - وہ وشے بھوگ کا نتیجہ نہ ہو - بلکہ دھرم کا پھل ہو - دوسرا
بڑا سنسکار یگیوپویت کا گورو کے پاس جانے کے سمے میں کیا جاتا تھا -
یہ ایک نیا جنم تھا - جب کہ بچہ ودّیا آرمبھ کرتا تھا - تیسرا بڑا سنسکار - ودّیا
ختم کرنے کے بعد گرہست میں داخل ہوتے وقت کیا جاتا تھا - چوتھا مرتک
سنسکار تھا - جس میں کہ مردہ شریر اوشدھی سہت جلا دیا جاتا تھا -
موجودہ میڈیکل سائنس اور علم صحت نے یہ صاف کر دیا ہے - کہ مردہ کو
جلا دینا ہی اس کو ضائع کر دینے کا سب سے اعلےٰ طریقہ ہے - مغربی ممالک
کے شہروں میں - قبرستانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی ہے - کہ صحت عامہ
کے لیے بڑا خطرہ ثابت ہو رہے ہیں - اور عام رائے مُردہ جلانے کے
حق میں ہو رہی ہے *

۱۵۵ - مذاہب کے مقابلہ پر ہندوؤں کی جدوجہد

تمام مذہبی سدھانت شروع میں ایک سے ہی ہیں - اُن کو ماننے
کے طریقے کے لحاظ سے دو بڑے دل صریحاً نظر آتے ہیں - ایک تو سمیٹک
گروہ جن کے خیالات یہودی ٹرائب کے خاندانی قصّوں اور اُن کے
اپنے حسب و نسب کے سلسلہ پر مبنی ہیں - یہودی لوگ اپنے شاعروں
Poets کو جن کو وہ (Prophets) کہتے ہیں (دونو لفظوں
کے معنے ایک ہی ہیں) خاص طور پر اپنا سمجھتے تھے - اور دوسرے لوگوں کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کبھی اپنے ٹرائب میں شامل نہ کرتے تھے۔ تعجب کا مقام ہے۔ کہ ایک ٹرائب کی روایات کو دیرانی دُنیا میں ہر ایک ٹرائب اپنی اپنی روایات رکھتا تھا) عیسائی اور اسلامی دُنیا نے سب انسانوں کے لئے دُرست مان لیا ہے اِس کے مقابلہ میں صرف ہندو جاتی ہے۔ جس نے پُرانی آریہ نسل کی تہذیب کو بچائے رکھا ہے۔ سب سے پہلے تو ان کو بدھ مت سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ایک ہزار سال تک آن کی باہمی جدوجہد رہی۔ کمارل بھٹ اور شنکر آچاریہ کی کوششوں سے ویدک دھرم کی فتح ہوئی۔ اس وجہ سے کہ بدھ مذہب میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ ان کا سب کچھ پرانی تہذیب سے لیا گیا تھا۔ جوں ہی کہ وہ اس سے فارغ ہوئے۔ ہندو دھرم کو اسلام کی مقابلہ کرنا پڑا۔ اسلام کی ایک لہر افریقہ سے ہوکر یوروپ کو گئی۔ اور دوسری ادھر مصر۔ ایران۔ افغانستان فتح کرتی ہوئی ہند میں آئی۔ یہ جدوجہد کوئی آٹھ سو سال تک جاری رہی۔ جس میں پنجاب نے دھرم کی رکھشا کا کام اپنے ذمہ لیا۔ لاہور شہر ہمیشہ کے لئے یادگار رہے گا۔ جس میں وہ ایک چھوٹا بچے والا لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا بیٹا گورو ارجن اور پوتا گورو ہرگوبند جیسا گیانی اور ویر تھا۔ جس کی سنتان آگے گورو تیغ بہادر اور گورو گوبند ہوئے۔ صدیوں سے بہتے ہوئے حملوں کے دریا کو روکنے کا علاج گورو تیغ بہادر نے ”بلی دان“ بتایا۔ اسی پر عمل کر کے گورو گوبند نے چڑیوں کو باز بنا دیا۔ گورو گوبند نے اپنے پتا کی قربانی کو نہایت خوبصورت الفاظ میں ادا کیا۔ ”کینو بڑو کلو میں ساکا۔ تلک جنجو راکھا پربھ تاں کا“۔

کئی لوگ ایک دو مثالیں بنا کر یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں نے گوروؤں سے ورودھ کیا۔ گوروؤں نے ہندوؤں کے اندر کام کیا۔ یہ قدرتی بات ہے۔ کہ ان کے دوست اور دشمن اس سوسائٹی میں سے نکلے۔ اُن کی اپنی اولاد میں سے بھی اُن کے سخت مخالف پیدا ہوئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اِسی دیش کے اندر تھوڑا ہی بعد عیسائی مذہب اپنا سب بل اور بدھی لئے آموجود ہوا۔ تاکہ اکیلی پرانی تہذیب کو ناش کرے۔ جو کہ ابھی تک سنچ رہی ہے یوروپی اقوام کی تمام ترقی عیسائیت کی امداد میں کام کرتی ہے۔ اور جدوجہد جاری ہے ÷

آتم سوتنترتا

۱۵۶۔ دَیو اور پُرشارتھ

دَیو اور پُرشارتھ یعنی تدبیر اور تقدیر کا مسئلہ بڑا پیچیدہ اور مشکل ہے۔ اس مضمون پر قدیم زمانہ کی اور موجودہ فلاسفی میں اسلام اور عیسائی مذاہب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ جہاں پر عیسائی مذہب کے عام فرقے انسان کو کام کرنے میں آزاد مانتے ہیں۔ وہاں مشہور ریفارمر کیلون Calvin کے پیروکار Predestination یعنے پہلے لکھے پر یقین رکھتے ہیں ÷

اسلام کے بڑے حصہ اہل سُنّت " کا یقین تقدیر پر ہے۔ اور شیعہ لوگ انسان کو فعل مختار مانتے ہیں۔ دُنیا کے دو بڑے جرنیل سیزر Sesey اور نپولین تقدیر کے ماننے والے تھے۔ جب نپولین سے سوال کیا گیا۔ کہ جب تم تقدیر پر یقین رکھتے ہو۔ تو اتنا کام اور اس کی تدابیر کیوں کرتے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ سب میری تقدیر کراتی ہے۔ میں مجبور ہوں۔ تاہم انسان کے دل میں ایک خیال ہے۔ جو کہ کام کرتے وقت ہمیشہ اُسے پرتیت کراتا ہے۔ کہ کرنے والی ذمہ دار طاقت " میں " ہی ہوں "÷

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۵۷- اِنسان مختار اور مجبور دونو ہے

آریہ شاستروں میں کہا ہے۔ کہ انسان مختار اور مجبور دونو ہے۔ کرم کے تین حصّے بتائے ہیں۔ ایک تو وہ کرم جو ہم نے یا ہمارے سمبندھیوں یا دُوسروں نے کئے ہیں۔ اور جن کا پھل بھوگنے کے لئے ہم مجبور اور قید ہیں۔ اسے پراربدھ یا تقدیر کا نام دیا ہے۔ دوسرے کرم کریہ مان ہیں۔ جو کئے جانے پر ہی اپنا پھل دیتے جاتے ہیں۔ تیسرے کرم سنچت ہوتے ہیں۔ جو ہم کرتے ہیں۔ اور جن کا پھل جمع رہتا ہے اپنے اپنے موقعہ پر آکر ظاہر ہوتا ہے۔ بھیشم پتامہا سے یہ سوال کیا گیا کہ "دیو بلوان ہے یا پرشارتھ" تو اُس نے بڑا گوڑھ جواب دیا کہ غور کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ دونوں اصل میں ایک ہی ہیں۔ دیو صرف پوشیدہ طاقت کا نام ہے۔ اور پرشارتھ اُس کی ایک ظاہرا شکل ہے"۔

ایک شخص نے سُنا۔ کہ خدا بندے کو جہاں پر وہ ہو۔ روزی پہنچا دیتا ہے۔ وہ مسجد کے اندر جا کر ایک گہرے گڑھے میں تین دن رات تک چھپا بیٹھا رہا۔ چوتھی رات بھُوک سے مرنے لگا۔ جب سب لوگ اٹھ کر چلے گئے تو وہ تنگ آیا ہوا اُٹھا۔ اُس کا سر ایک چٹائی سے لگا۔ اور وہ ہلی۔ جس پر مُلّا دوڑا آیا اور دیکھا کہ گڑھے میں ایک آدمی ہے۔ اُسے باہر نکالا اور کھانا پانی دیا۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ خدا روزی پہنچاتا تو ہے۔ مگر اُس کے ساتھ چٹائی ہلانا بھی لازمی شرط ہے۔

۱۵۸- انسان پر قوانین قُدرت کا اثر

ہماری پراربدھ (تقدیر) تین بڑے اجزا سے مُرکب ہے۔ اُن میں سے ایک تو قوانینِ قدرت ہیں۔ ہم انسانی جسم میں ہیں۔ یہ ہماری پراربدھ ہے۔ اس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر ہمارا کوئی اختیار نہیں - انسانی جسم کی طاقتیں محدود ہیں - ہم سب طرفوں میں قدرت سے گھرے ہیں - ہم اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے - ہم کتنی ہی خواہش کریں - اور کوشش کریں - ہم اپنی طاقتوں کو غیر محدود نہیں بنا سکتے - ہم چاہیں - تو ہم اُڑ نہیں سکتے - ہم آگ میں ہاتھ ڈال نہیں سکتے - تیر نا نہ جان کر گہرے پانی میں نہیں جا سکتے - ہماری عمر خاص حد سے نہیں بڑھ سکتی - ہم مٹی یا پتھر کھا کر زندگی قائم نہیں رکھ سکتے - خاص حالات واقع ہونے پر ہمارا جسم بیماریوں کا شکار ہوتا ہے - ایک دفعہ کرم کر کے اس کا پھل ہمیں ضرور بھوگنا پڑتا ہے تھوڑا زیادہ یا ناموافق کھانے سے بدہضمی ضروری ہوتی ہے - ورزش نہ کرنے پر جسم کمزور اور سست ہوتا ہے - ایسے ہی اور قدرتی حالات ہیں جن سے اُوپر ہم نہیں جا سکتے ؛

۱۵۹- وراثت کا اثر

دُوسرا جزو ہماری وراثت ہے - یہ ہم اپنے والدین سے ورثہ میں لیتے ہیں - اس وراثت میں نہ صرف جسمانی بیماریاں شامل ہیں بلکہ اخلاقی اوصاف بھی بہت درجہ تک اس میں پائے جاتے ہیں - ہمارے سبھاؤ اور عادات میں بہت سا حصّہ ہمارے والدین کا ہوتا ہے - اسی وجہ سے آریہ شاستر گربھادھان سنسکار ضروری بتلاتے ہیں - اور ساتھ ماتا پتا کے لئے اپنی خواہش کے مُطابق برہمن - کھشتری - ویش وغیرہ اولاد پیدا کرنے کے واسطے خاص ہدایات دیتے ہیں ؛

میڈیکل سائنس کی ترقی سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے - کہ ہماری قریباً سب کی سب نروس (Nervous) بیماریاں والدین سے ورثہ میں ملتی ہیں - اسی بنا پر امریکہ کی کئی ریاستوں میں یہ قانون بنانے کا رواج شروع کر دیا گیا ہے - کہ دیوانوں اور شراب خواروں کی تعداد آئندہ نسل

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

میں روکنے کے لئے ایسے اشخاص کی اولاد پیدا کرنے کی طاقت کو زائل کر دیا جاتا ہے ⁂

۱۶۰۔ گرد و نواحی حالات

تیسرا جزو گرد و نواحی حالات ہیں۔ جنہیں انگریزی میں ان وائرن مینٹس (Invironments) کہا جاتا ہے ایک جاپانی بچہ کیوں خاص جاپانی معلوم ہوتا ہے۔ اس کی شکل و چہرہ کیوں جاپانی ہے؟ وہ جاپان سے کیوں محبت کرتا ہے۔ کیوں جاپان کے لئے زندہ رہنا اور مرنا فخر سمجھتا ہے؟ صرف اس لئے کہ اس کے گرد و نواحی حالات نے اُسے ایسا بنایا ہے۔ اس نے آزادی سے سوچ وچار کر کے اس بات کو پسند نہیں کیا ہے؟ ہماری زندگی اور ہمارے دماغوں کی بناوٹ میں ہماری سرزمین ہماری سوسائٹی۔ ہماری گورنمنٹ اور دوسرے انسٹی ٹیوشنوں کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ہم ایک خاص ملک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی آب ہوا۔ خوراک اور زبان خاص قسم کی ہے۔ ایک خاص جاتی میں پیدا ہوتے ہیں جن کی تاریخ۔ مذہب اور روایات خاص طرح کی ہیں۔ ہم خاص سوسائٹی میں پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں بچپن کی تعلیم کو خاص نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جس میں خاص رسومات رائج ہیں۔ ان سب باتوں پر ہمارا کچھ اختیار نہیں ⁂

ہربرٹ سپنسر نے دیکھا کہ راست بازی اور دوسری خلاقی خوبیوں میں کئی وحشی قبیلے شائستہ قوموں سے بہتر ہیں۔ اس کے سامنے سوال ہوا کہ کون سی طاقت اخلاق کو پیدا کرتی ہے؟ بہت مشاہدہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جو وحشی قبیلے مطلق العنان سرداروں کی حکومت کے نیچے رہتے ہیں۔ وہ ڈر کی وجہ سے خوشامدی۔ جھوٹے اور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دغاباز ہوتے ہیں۔ جن کے اوپر کوئی ایسا سردار نہیں ہوتا۔ وہ آزادی میں رہ کر راست باز۔ نڈر اور ایمان دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح قوموں کی حالت میں آزاد گورنمنٹ اخلاق کو اعلےٰ اور مطلق العنان گورنمنٹ اخلاق کو ادنےٰ بناتی ہے۔ ایسا ہی حال سکول کے اندر بچوں کا ہے۔ استاد مارنے والا اور ڈرانے والا ہو تو بچے عادتاً جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ محبت کرنے والا استاد ہونے سے وہ نیک اور راست باز بنتے ہیں۔ سب خوبیوں اور نیکیوں کی ماں دلیری ہے۔ جو کہ خراب حالات کے اندر کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ غریب مزدور آئرلینڈ یا اٹلی میں رہتے ہوئے ویسے کے ویسے دردری اور دبے رہتے ہیں۔ وہ جھجھکتے ہوئے آدمی جب امریکہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہیں۔ ایک ماہ نہیں گذرتا اُن کا چھن چکر بدل جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کے برابر سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

۱۶۱۔ سوتنترتا کیا ہے؟

گیتا کے ادھیائے ۳ کے ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ میں اور ادھیائے ۵ کے ۷۔ ۸۔ ۹۔ شلوک میں۔ ۱۳۔ ادھیائے کے ۲۹۔ ۱۴۔ کے ۱۹۔ اور ادھیائے ۱۸ کے ۵۹۔ ۶۰۔ میں کہا ہے۔ کہ یہ سنسار پرکرتی کے گنوں کا ایک کھیل ہے اور ۱۱۔ ادھیائے کے ۲۸۔ ۲۹۔ میں تو صاف کہا ہے۔ جیسے دریا سمندر کی طرف بہتے ہیں۔ اور پتنگا مجبور ہوا ہوا دئیے کی روشنی پر آ کر جل مرتا ہے۔ ویسے یہ سب یودھا اپنی تباہی کے لئے میرے منہ میں آ رہے ہیں۔ ہم کرم کرنے والے نہیں۔ بلکہ پرکرتی اپنے گن پھیلاتی ہے۔ یہ گن گنوں میں ورتتے ہیں۔ جن سے یہ کھیل چل رہا ہے۔ اٹھارہویں ادھیائے میں صاف کہا ہے کہ ارجن! تم لڑائی سے کبھی ہٹ نہیں سکتے۔ تمہارا سبھاؤ ہی تم سے یدھ کرائے گا۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گیتا جہاں پر سب منشوں کو پرکرتی کے اندر بندھا ہوا بتاتی ہے۔ وہاں ۳-ادھیائے کے ۱۹-۲۵ شلوکوں میں بتایا ہے۔ کہ پھل کی خواہش ترک کر دینے سے گیانی اصلی سوتنترتا کو حاصل کرتا ہے۔ اس لئے تم اس کرم میں بغیر ول پھنسانے کے لگ جاؤ۔ اور ادھیائے ۴ کے ۱۴-۱۹ اشلوک میں کہا ہے۔ کہ ان کرموں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور جو مجھ کو جان لیتا ہے۔ وہ بھی کرم کے پھیرے سے بچ جاتا ہے۔ جیسے آگ بیج میں آئندہ اُگنے کی طاقت زائل کر دیتی ہے۔ ایسا ہی گیان کرم کے اندر پھیلنے کی شکتی مار دیتا ہے۔ جس منش میں کرم روپی بیج جل گیا ہو۔ وہی کرم کے پھندے سے آزاد ہو کر سوتنتر ہو سکتا ہے ؎

۱۶۲-سروگیتا (خدا کا عالم الغیب ہونا) ایک اور دقّت پیدا کرتا ہے۔

جو لوگ ایشور کو سگن یعنے اوصاف رکھنے والا مانتے ہیں۔ اُن کے سامنے ایک اور بڑی دقت آتی ہے۔ ایشور کے اوصاف میں سروگیہ (عالم الغیب) ہونا ایک بڑا وصف گنا جاتا ہے۔ اس وصف نے مدّت سے اہل مذاہب کے درمیان ہل چل مچا رکھی ہے۔ وہ اس طرح پر کہ اگر خدا عالم الغیب ہے۔ تو اسے ہونے والی سب بات کا علم ہے۔ جو کرم اس لئے ہم آئندہ زندگی میں کرینگے۔ وہ بھی اس کے احاطہ علم میں آجاتے ہیں۔ اس لئے جس چیز کی کہ اس وقت کوئی ہستی نہیں۔ وہ آگے سے اس کے علم میں ہستی رکھتی ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا علم ہوتا۔ تو بیشک اس کا اثر ہمارے آئندہ اُن کرموں کے کرنے یا نہ کرنے پر کچھ نہیں پڑ سکتا

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

تھا۔ لیکن ایشور کا علم اٹل اور غلطی سے مبرّا ہے۔ یعنی جو اُس کے علم میں موجود ہے۔ وہ ضرور واقع ہوگا۔ اس حالت میں انسان بالکل پرتنتر یعنی فاعل مجبور ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا۔ کہ ایشور صرف اسی کو جانتا ہے۔ جو ہم اپنی سوتنترتا سے کریں گے۔ دو متضاد باتوں کو ایک جگہ کرنا ہے۔ اگر ہم کرم ضروری طور پر کرینگے۔ تو اسے "سوتنترتا سے کرنا" بالکل بے معنی ہے۔ اگر انسان بالکل پرتنترتا سے کرم کرتا ہے۔ تو اُس کے لئے پُن اور پاپ کے کچھ معنے نہیں رہتے۔ اہلِ مذاہب دونوں طرف سے بڑی مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔ اس کا کوئی حل انہیں نہیں ملتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں ایشور کی ہستی (وہ کیا ہے؟) اور اُس کے گنوں کا مطلق گیان نہیں ہو سکتا اس لئے اُن کو وچار میں لانا یا اُن پر بحث کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ ہم اپنے من سے خاص اوصاف اُس کے اندر ڈال کر اپنے لئے مشکل پیدا کرتے ہیں۔ سوامی شنکر آچاریہ کہتے ہیں۔ کہ گیان کے لئے گیاتا (فاعل جاننے والا) اور گیہ (مفعول جانی ہوئی چیز) دو کی ضرورت ہے۔ برہم کے لحاظ سے ایک ہی آتما ہے۔ اس لئے گیہ یعنی مفعول کے نہ ہونے سے گیان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گیتا کے ۱۳۔ ادھیائے کے ۲ میں بھی یہ خیال بتایا جاتا ہے۔ کہ میں ہی گیاتا۔ گیہ اور گیان ہوں۔ ۱۱۔ ادھیائے کے ۴۰ میں کہا ہے۔ کہ وہ تو سب میں ہے۔ اس لئے سب تو ہی ہے" ایشور کی سروویاپکتا کا کیا مطلب ہے۔ جو وستو سروویاپک ہے۔ وہی سرو ہے۔ ذرّہ ذرّہ کے اندر وہ ہے۔ پرمانو پرمانو کے اندر وہ ہے۔ کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ جس میں وہ نہ ہو۔ اگر کچھ نہیں تو سب وہ ہے۔ یہ گُن بھی ہمارے لئے بڑی مشکل پیدا کر دیتا ہے۔

۱۶۳۔ گرد نواحی حالات پر نظر غور

اگر سوشل اور گرد نواحی حالات پر غور کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو ان کے اندر بھی انسانی آزادی کا بڑا حصہ ملتا ہے۔ اول تو سوسائٹی مختلف انسانوں کا مجموعہ ہے۔ اور اگر سوشل اور گرد نواحی حالات انسان کے بنانے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ تو اس کے معنے یہی ہیں۔ کہ سوسائٹی کا ہر ایک ممبر بھی اس سوشل مجموعے میں شامل ہوا ہوا باقی تمام دوسروں پر اپنا اثر پیدا کرتا ہے۔ اس اثر کی مقدار قلیل ہو یا بہت بڑی ہو۔ ہر ایک ممبر کی ذاتی حیثیت پر منحصر ہے۔ انسانوں کی مثالیں ہیں جو کہ غلاموں کی سوسائٹی میں پیدا ہوئے اور اُنہوں نے اپنی سوسائٹی سے غلامی کے اثر کو دُور کر دیا۔ ایک ایک آدمی کی خود غرضی یا حسد یا اُن کے مقابلہ پر قربانی نے اس قوم کی آئندہ تاریخ کو بالکل پلٹ دیا ہے۔ رگھوناتھ راؤ کی عورت نندی بائی کے حسد نے جے چند کی طرح مرہٹہ سلطنت میں بربادی پیدا کر دی۔ لوتھر خود معمولی منک Monk تھا۔ اُسے بائبل کی کاپی پڑھنے کے لئے مل گئی۔ اس نے کیتھلک چرچ کے خلاف اصلاحی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک دفعہ چرچ کو جڑوں سے ہلا دیا۔ سوامی دیانند مورتی پوجا کرنے والے برہمنوں کے ہاں پیدا ہوئے۔ شیوراتری کی رات کو چوہوں نے شیو کی مورتی کی بے عزتی کی۔ اس حادثہ کا سوامی جی کے دل پر وہ اثر پڑا۔ کہ اُس نے ہندو جاتی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ یہی نہیں۔ بلکہ اگر ایک معمولی شخص دھرم کے لئے یا پاپ کے لئے سزا پاتا ہے۔ اُس کے کنبہ دوستوں اور کاروبار کے تعلقات پر کئی پہلوؤں سے اثر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک آدمی اپنے سوسائٹی اور گرد نواحی حالات جب چاہے بدل

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۶۴ - وراثت ہی سب کچھ نہیں -

اگر وراثت اور حالات ہی سب کچھ ہوں - تو دُنیا میں سب جگہ ہمیں اتنا اختلاف کیوں نظر آتا ہے - ایک ہی والدین کے ہاں دو لڑکے ایک ہی حالات کے اندر پیدا ہوتے ہیں - لیکن وہ رنگ - صورت - دماغ میں ایک دُوسرے سے مختلف ہوتے ہیں - دو درختوں کا بیج زمین پہ گرتا ہے ایک اُس میں سے مٹھاس کے اجزا لے کر میٹھا پھل پیدا کرتا ہے - دوسرا اُس زمین سے خوراک لے کر زہریلا پھل پیدا کرتا ہے - ایک ہی درخت کے دو بیج زمین پر پڑتے ہیں - دونوں سے مختلف شکل اور قد کے درخت بنتے ہیں - اگر صرف حالات اور پیدائش کے مطابق ہی دُنیا چلتی - تو چند مخصوص جوڑوں سے پیدا ہوئے انسان یا دوسری جُونیوں میں اتنا اختلاف کہاں سے آتا - کہ کوئی بھی دوسرے سے ملتا نظر نہیں آتا - نتیجہ یہ ہے - کہ تمام موروثی اثرات کے باوجود ایک پرانی کی ذات ایک علیحدہ شخصیت رکھتی ہے - اور وہی شخصیت والدین سے اور گرد و نواحی حالات سے خاص خاص اثر اپنے اندر جذب کرتی ہے - یہ شخصیت ہی اس کی پرکرتی ہے - یہی اس کا سبھاو ہے ؛

۱۶۵ - بُدھی یا وِچار کی موجودگی سوتنترتا کا نشان ہے -

بیرونی پرکرتی کو لے کر دیکھنے سے معلوم ہوگا - کہ نباتات کے اندر من - بُدھی وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ملتا - حیوانات میں آکر جہاں کہ اندریوں کی کافی ترقی ہو چکی ہے - ہم من اور بُدھی کی ابتدا پاتے ہیں - بُدھی یہاں صرف Instinct یعنی طبعی سُبھاو کی حالت ہے - یعنی جو کرم حیوان کرتے

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہیں ۔ وہ سُبھاؤ سے مجبور ہوتے ہوئے کرتے جاتے ہیں ۔ جب کسی جنگلی جانور کو ایک مضر چیز کھانے سے تکلیف ہوتی ہے ۔ تو وہ بغیر علم طب جانے ہوئے سبھاؤ کے اُس کا علاج کر لیتا ہے ۔ حیوانوں کو برہمچریہ کے فائدے بتانے کی ضرورت نہیں ۔ ان کے اندر نر مادہ کے تعلّق کی خواہش سوائے وقت مقررہ کے کبھی پیدا ہی نہیں ہوتی ۔ لیکن جب ہم ترقّی یافتہ حیوانوں مثلاً کُتا ۔ ہاتھی ۔ بندر کی حالت کو دیکھتے ہیں ۔ تو ان کے اندر سوچ وچار کے ادنےٰ علامات پائے جاتے ہیں ۔ انسان کی حالت میں آکر طبعی سُبھاؤ بُدّھی یعنی عقل کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ بُدھی کے معنے ہی وچار کے ہیں ۔ اور وِچار کے ساتھ اچھّا یا بُرا ۔ مفید یا غیر مُفید کا تمیز کرنا لازمی ہے ۔ اگر انسان کو کسی کام کے مختلف پہلوؤں کو وچار کر کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہ ہو ۔ تو اُس کے اندر بُدّھی کا ہونا کچھ معنے ہی نہیں رکھتا ۔ جب بدھی اندریوں کے بس میں ہو کر چلتی ہے ۔ تو پُرش پرکرتی کا غلام ہونے کی وجہ سے سوتنتر نہیں کہا جا سکتا ۔ اِس لئے ۱۳ کے ۳۰ شلوک میں کہا ہے ۔ کہ پُرش کا پرکرتی کے اُن گنوں کے ساتھ بندھا ہُوا ہونا ہی جیو کے جنم مرن کے بندھن کا کارن ہے لیکن جب بُدھی کیتا ہو کر ووسائے آتمک بُدھی جس کا ادھیائے ۲ کے ۴۱ وغیرہ میں ذکر ہے حاصل کر لیتا ہے ۔ تو وہ پرکرتی کے گنوں سے اُوپر ہو کر اس پر اپنا قابو پا لیتا ہے

۱۶۶ ۔ منشوں کی دو قسمیں

منشوں کی دو قسمیں ہیں ۔ عام لوگ Passive یعنی اثر پذیر حالت میں دیکھے جاتے ہیں ۔ خاص کر جن ممالک میں آزاد خیالی کا بہت کم رواج ہے ۔ وہاں سب لوگ دریا کے بہاؤ کے ساتھ تنکوں کی طرح بہے جاتے ہیں ۔ انسان کی ترقی کا رُخ یہ ہے ۔ کہ سب منشوں میں ہر ایک امر پر سوچنے کا مادہ پیدا ہو ۔ خود سوچنے والے منش کو ایکٹو کہا جا سکتا ہے کہ انسان کے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دِل کے دو حِصّے ہیں۔ ایک والنٹیری یعنی با ارادہ دِل۔ دُوسرا اِن والینٹری یعنی بے ارادہ دل۔ با ارادہ دل صرف جاگرت حالت میں کام کرتا ہے دوسرا ہر حالت میں خواہ سوتے ہوئے یا جاگتے ہوئے۔ رات کے خواب اسی دل کے کام ہیں۔ یہ بندر کی طرح خیالات کے ایک سلسلہ سے دُوسرے پر دَوڑ جاتا ہے۔ اِسے انگریزی میں "Law of association of Ideas" بولتے ہیں۔ اگر رات کو سوتے وقت ہم دل میں کہہ دیں۔ کہ سویرے چار بجے جگا دینا۔ یہ عجیب معلوم ہو مگر عموماً مقررہ وقت پر اُٹھانے کی آواز اندر سے آجاتی ہے۔ جن کا اندر بھی دل بڑھا ہوتا ہے۔ وہ زیادہ اثر پذیر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہپناٹزم میں اچھے معمول بن سکتے ہیں۔ اور ہپناٹزم کا طریقہ علاج (جھاڑ یا منتر جنتر وغیرہ) ایسے لوگوں کے لئے مفید پایا گیا ہے۔ اِن کے اوپر دُوسرے کے لیکچر یا تحریر کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے آدمی صرف اچھے سپاہی یا مریدین سکتے ہیں اُن کے اندر اپنا راستہ بنانے کا مادہ کم ہوتا ہے۔ دُوسرے قسم کے آدمیوں میں با ارادہ دل زوردار ہوتا ہے۔ جہاں یہ زیادہ ہوں۔ وہاں ہر موقعہ یا مُشکل پر لیڈر پیدا ہونے میں کمی نہیں رہتی۔ اس راستہ پر چل کر آدمی دِل کو جیت سکتا ہے۔ اپنے دل کو جیتے ہوئے وہ دوسروں پر بھی فتح پا سکتا ہے حالات اسے تبدیل نہیں کرتے۔ وہ حالات کو تبدیل کرتا ہے۔ وہ مہا پرش یا صاحب دل کہلاتا ہے۔

گیتا کے ادھیائے ۴ کا ۴۰ بتاتا ہے۔ کہ "جس شخص کا من اگیان اور سنشے یعنی شکوک میں پھنسا ہے۔ وہ ناش کو پراپت ہوتا ہے۔ اُس کے لئے نہ اِس دُنیا میں سُکھ ہے نہ دُوسری میں" ۴۱۔ میں کہو کہ جس نے کرم یوگ سے کرموں کو جیت لیا ہے۔ اور گیان سے شکوک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

وہی آتم اُننت ہے اور وہ کرموں کے بندھن میں نہیں پھنستا۔

۱۶۷- ہماری دُنیا ہمارے دل کا عکس ہے۔

اِسی سوال کو ہم ایک اور پہلو سے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ بیرونی دُنیا آدمی کے اپنے من کا عکس ہے۔ وگیان وادی اسے Objectivised Thought کہتے ہیں۔ یعنی من سے سب صورتیں بنانا۔ سب دُنیا ہمارے من کی وائبریشن Vibrations سے بنی ہے جیسے سب رنگ سُورج کی کرنوں کے عکس ہیں۔ سائنس بتلاتی ہے کہ رنگ اصل میں کچھ چیز نہیں۔ ہر ایک پدارتھ پر سورج کرنیں ڈالتا ہے۔ کرنوں کی لہروں سے سب رنگ دکھائی دیتے ہیں۔ وہ پدارتھ کچھ لہروں کو جذب کر لیتا ہے۔ اور باقی واپس کر دیتا ہے۔ سب ہی قسم کی لہریں جذب کر لینے پر کالا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ اور سب ہی واپس کر دینے پر سفید دکھائی دیتا ہے۔ بالکل خود غرض انسان کالے رنگ کے اور لا غرض سفید کے سمان کہے گئے ہیں۔ جیسا آدمی ہوتا ہے۔ اُسے ویسے ہی دُنیا نظر آتی ہے ایک کنجوس دولت مند کو سب لوگ لالچی نظر آتے ہیں۔ "بھوکے سے کسی نے پُوچھا" دو اور دو"؟ اُس نے جواب دیا " چار روٹیاں " نیک آدمی سب کو نیک سمجھ کر اعتبار کرتا ہے۔ ایک کمرہ آئینوں کا بنا ہوا ہے۔ ایک کُتے کو اندر لے جائیں۔ اِدھر اُدھر جہاں وہ نظر ڈالتا ہے اُسے کُتے ہی کُتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اپنے سبھاؤ کے مطابق سب کو بھونکتا ہے۔ اور شیشوں کو کاٹتا ہے۔ اسی طرح بیرونی پرکرتی کچھ ہی ہو۔ ہم اپنی دُنیا کو اپنے خیال کی طاقت سے بناتے ہیں۔ جو شخص اپنے نوکر یا ساتھی پر اعتبار نہیں کرتا۔ وہ اُن کو بے ایمانی سکھاتا ہے۔ جُوں جُوں قانون زیادہ پیچیدہ ہوتا جاتا ہے۔ لوگ اُتنے ہی زیادہ چالاک اور دھوکا باز ہوتے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاتے ہیں - اگر ہم اچھے خیالات باہر بھیجیں گے - تو باہر سے اچھے خیالات ہمارے اندر آئیں گے - دُنیا میں ایکشن Action اور Reaction ری ایکشن کا اصول کام کرتا ہے - پہاڑ کے پاس آواز دینے سے ویسی ہی گونج سُنائی دیتی ہے - اگر ایک بالکل بند کمرے میں کچھ ستاریں ایک سُر کر کے رکھدی جائیں - اور ایک کو بجایا جائے - تو باقی ستاریں بھی اس سُر سے بجنے لگینگی - ہم خود ہی اپنی طاقت اور کمزوری کے پیدا کرنے والے ہیں - جس لمحہ میں ہم ارادہ کر لیں - اُسی وقت ہمارا راستہ صاف ہو جاتا ہے گیتا کے ۹ - ادھیاے کا ۲۹ - ۳۰ - اتی نیچ اور پاپی کو بھی اُمید دلاتا ہے

دھرم اور ادھرم سمیکھشا

۱۶۸ - خُدا کی طرف سے ہدایت

دھرم اور ادھرم (یا رائٹ اور رانگ) کا مسئلہ ایسا آسان اور سادہ نہیں، جیسے کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے - کئی مختلف طریقوں سے اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے - مذاہب پر ایمان رکھنے والے تو اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دیتے ہیں - کہ اُن کا خیال ہے کہ خدا اپنے قوانین لوگوں کی ہدایت کے لئے خاص کتاب کے ذریعہ شائع کر دیتا ہے - ان کو ماننا دھرم ہے - اور نہ ماننا ادھرم ہے - اگر بالفرض اس خیال کو تسلیم کیا جاوے - تو بڑی دِقّت یہ پیش آتی ہے - کہ مختلف زمانوں اور مختلف لوگوں کے لئے خدا نے متضاد احکام کیوں جاری کئے - اور یہ فیصلہ کیسے کیا جائے - کہ کون سے احکام درست ہیں؟ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں - جو پیغمبری کے دعوے دار ہیں - جو اپنی اپنی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کتاب ماننے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یہ کیسے فیصلہ کیا جائے۔ کہ ان دعویداروں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے؟ اس کے علاوہ اس حصہ انسان کا کیا ہوا جن کو ابھی تک کوئی کتاب نہیں ملی؟ اس پر بھی ان کے درمیان دھرم کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعضے ایسے وحشی گروہ ہیں۔ جن کے اندر محبّت کا نام ونشان نہیں ہے۔ بوڑھوں بچوں۔ کمزوروں اور بیماروں کو ضرورت پر مار کر کھا لیا جاتا ہے بعضے ایسے قبیلے ہیں۔ جو اپنی لڑکی کی عصمت قائم رکھنے کے لئے پیدا ہوتے ہی اُس کے اندام نہانی کو سی دیتے ہیں۔ اور شادی کے وقت کھولتے ہیں بعض ایسے ہیں۔ جو اُن کے برخلاف لڑکی کی شادی سے پہلے اس سے بچّہ پیدا کرنے کا تجربہ کرا لینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ ان سب اختلافات کی ذمّہ داری کس کے سر پر ڈالی جا سکتی ہے؟

۱۶۹۔ اندرونی آواز کیا ہے؟

اسی سوال کا دوسرا بڑا حل اندرونی آواز یعنی ضمیر کو بتایا جاتا ہے حالانکہ یہ معمولی تجربے کی بات ہے۔ کہ ضمیر ہماری سوشل تربیّت اور گرد و نواح حالات کا نتیجہ ہے۔ ہر ایک شخص کی ضمیر دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ ایک شخص کے لئے جو اسلامی سوسائٹی کے اندر پلا ہے۔ کسی جانور کا ذبح کرنا ضمیر کے خلاف معلوم نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایک جینی بچّے کے لئے اپنے بدن کی جوئیں یا چارپائی کے کھٹمل مارنا بھی گوارا نہیں ہو سکتا۔ اندر کی آواز صرف ایکطرح کی گونج ہوتی ہے۔ جو ہمارے اکٹھے کئے ہوئے سنسکاروں سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسے سنسکار ہونگے۔ ویسی طرح کی ضمیر ہوگی۔ بذاتِ خود یہ کوئی خاص ہستی نہیں رکھتی۔ جو وحشی قبیلے فیجی وغیرہ ٹاپوؤں میں اپنے بیمار ماں یا باپ کو مار کر کھا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

جاتے ہیں۔ اُن کی ضمیر اُن کو کچھ نہیں کہتی ۔

۱۷۰۔ پبلک رائے کی وقعت

تیسرا معیار اس کو فیصلہ کرنے کا عام لوگوں کی رائے ہے۔ جو کہ ان کے رواج اور دستوروں میں پائی جاتی ہے۔ جس امر کو پبلک رائے اچھا کہے۔ وہ دُرست اور اس کے برخلاف غلط ہے۔ کوئی معمولی کاروبار کے لئے یہ کسوٹی کام دے سکتی ہے۔ لیکن ایسے حالات واقع ہو جاتے ہیں جہاں اس پر چلنے سے بڑے خطرے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے سقراط جیسے مہاتما کی تعلیم کو سوسائٹی کے بگاڑنے والا قرار دے کر اُسے زہر کا پیالہ پینے پر مجبور کیا۔ ان کی پبلک رائے کی کوڑی بھی قیمت نہیں ہو سکتی۔ سقراط اُن خیالات کا پرچار کرتا تھا۔ جو کہ عام لوگ سمجھ نہ سکتے تھے۔ انھوں نے اُس پر نوجوانوں کو گمراہ کرنے کا الزام لگایا۔ اور زہر پی کر موت قبول کرنے کا فتویٰ دیا۔ فلاسفر کی بزرگی دیکھئے۔ جب اُس کے شاگرد "کرائیٹو" نے بھاگ جانے کے لئے اُسے کہا۔ اُس نے جواب دیا "کرائیٹو! میں بھاگ جانے پر تیار ہوں۔ اگر کہیں ایسی جگہ لے چلو جہاں موت نہ آ سکے"۔ جتنے بڑے اصلاح کرنے والے یا محقق ہوئے ہیں۔ عام سوسائٹی اُن کے مخالف ہی رہی ہے۔ گو اُن میں سے بہتیرے راستی پر تھے۔

۱۷۱۔ سنہری قاعدہ

چوتھا بڑا معیار جو کہ چین کے مشہور فلاسفر "کنفیوشیس" سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور جس اصول کو بائیبل نے بھی پسند کیا ہے۔ وہ سنہری قاعدہ ہے "دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کرو۔ جو کہ تم چاہتے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں" گیتا کے ۶۔ ادھیائے کے ۳۲ میں بھی یہ آتا ہے کہ جو شخص سکھ اور دُکھ میں سب جگہ سب کو اپنے جیسا سمجھتا ہے وہ ہی یوگی ہے۔ جہاں تک سماجک برتاؤ کا تعلق ہے۔ اس سے بہتر کوئی قاعدہ نہیں ہو سکتا۔ ذاتی معاملات میں ہم آزاد ہیں۔ مگر سوشل معاملات میں ہم سوسائٹی کے آدھین ہیں۔ ہیگل کہتا ہے" جو شخص سوسائٹی میں رہ کر اُس سے فائدہ اور خوشی حاصل کرتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ سوسائٹی کے قانون کو نہ توڑے۔ اگر پُوری آزادی پر ہی چلنا ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ سوسائٹی کو چھوڑ کر جنگل میں چلا جائے" لیکن ایسے حالات ہوتے ہیں۔ جن کے اندر یہ کسوٹی کام نہیں دے سکتی۔ اس سے زندگی کے اثباتی دھرم ٹھیرانے اور اُن کے حتی الامکان پُورا کرنے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ مثلاً اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ استری کے لئے پو ترّتا۔ برہمن کے لئے بھُوکے رہ کر بھی دھرم اُپدیش۔ کھشتری کے لئے جاتی اور دیش کی رکھشا کے لئے جان خطرہ میں ڈالنا بھی دھرم ہے۔ اس سے یہ بھی فیصلہ نہیں ہوتا۔ کہ کرشن کا کنس کو مارنا جائز تھا یا نہیں :۔

۱۷۔ کھاؤ پیو۔ موج کرو۔

پانچویں وہ لوگ ہیں۔ جو بتاتے ہیں۔ کہ منش کو اپنی خوشی سب سے مقدم سمجھنی چاہیئے۔ اسے یونان میں ایپی کیورین Epicurean اور ہند میں چارواکیہ فلاسفی کہا جاتا ہے۔ خوشی کے معنے اُن کی نظروں میں وشیوں کی خوشی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ عام طور پر آدمی کی فطرت اُسے ایسے کاموں کی طرف راغب کرتی ہے۔ جن سے کہ خوشی حاصل ہو سکے لیکن اس پر بڑا اعتراض تو یہ ہے۔ کہ انسان کی ترشنا کبھی پُوری نہیں ہوتی۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بلکہ جوں جوں آدمی کسی وشئے کا غلام ہوتا جاتا ہے۔ اُسے بھاری دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ نیز اپنی خوشی کی تلاش میں منشوں کے درمیان آپس میں بے حد رنجش اور نفرت کا ہونا لازمی امر ہے۔ خاص کر جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ تمام دُنیا کی مال و دولت بھی ایک آدمی کی ترشنا کو بھر نہیں سکتی۔ محمود غزنوی باوجود اتنی لوٹ مار کے کفِ افسوس ملتا ہوا اور زار زار روتا ہوا جہان سے رخصت ہوا +

اِس اصول کو مدنظر رکھکر کوئی بچہ کھیل تماشوں کو چھوڑکر ودّیا حاصل کرنے کی محنت کبھی گوارا نہ کرے گا۔ اگر کہا جائے۔ کہ بچّوں کی حالت میں یہ اصول درست نہیں۔ تو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دُنیا میں عام آدمی بچّوں کی سی طبیعت رکھتے ہیں۔ اُن کو تو دھرم ادھرم کے متعلق بچّوں کی مانند قاعدوں سے باندھکر رکھنا ضروری ہے +

۱۷۳۔ یوٹیلٹی کا اصُول

اِس قسم کے تمام معیاروں کو نامکمل سمجھ کر مشہور انگریز ودّوان منتقیم (Bentham) نے (Utility) کا اصول نکالا۔ اِس کے مطابق سب سے زیادہ انسانوں کی سب سے زیادہ مقدار خوشی ہی دھرم ادھرم کا بڑا معیار ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سائنٹیفک لحاظ سے یہ بہت ہی اعلےٰ تھیوری (Theory) پیش کی گئی ہے۔ لیکن اس میں ایک دِقّت تو یہ ہے۔ کہ اس اصول کو عملی طور پر کام میں لانا ہی نہایت مشکل ہے۔ کوئی ایسا طریقہ نہیں۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ کونسی بات میں سب سے زیادہ انسان سب سے بڑھکر خوشی حاصل کر سکینگے۔ دوسری دقّت یہ ہے۔ کہ ہر شخص کی خوشی دوسرے انسانوں کے۔ ہر جماعت کی دوسری جماعتوں کے۔ اور ہر قوم کی دوسری قوموں

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے اتنی متضاد ہے۔ کہ یہ سمجھنا مشکل ہے۔ کہ خوشی کو معراج رکھ کر وہ کیوں اپنی خوشی پر دوسروں کی خوشی کو ترجیح دینگے۔ آدمی صرف اپنی خوشی سے ہی دوسروں کی خوشی کو پہچان سکتا ہے۔ تیسری ایک اور پیچیدگی اس میں بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بنیتھم کا شاگرد مشہور فلاسفر مل (Mill) اس تعریف کے ساتھ خوشی کی دو قسمیں کرتا ہے ایک عام لوگوں کی خوشی جسے وہ ادنیٰ سمجھتا ہے۔ اور دوسری وہ والزل کی جسے وہ اعلیٰ قسم کی خیال کرتا ہے۔ اور خوشی کا ٹوٹل کرنے میں وہ اعلیٰ قسم کو ادنیٰ پر بہت ترجیح دیتا ہے۔

۱۷۴۔ راستہ وہی ہے جس پر مہاجن چلتے ہوں۔

مہابھارت میں کہا ہے۔ وید ایک راستہ بتاتے ہیں۔ سمرتیاں اور راستے بتاتی ہیں۔ کوئی ایسا منی نہیں ہے۔ جس کا مت دوسروں سے علیحدہ نہ ہو۔ دھرم کا تتو نہایت گوڑھ چھپا ہوا راز ہے۔ **اس لئے راستہ وہی سمجھو۔ جس پر مہاجن چلتے ہوں**۔ بھیشم پتامہ نے یہ آخری فیصلہ دیا۔ کہ دھرم جانچنے کا کوئی ایک قاعدہ مقررہ نہیں۔ یہ وقت وقت پر بدل جاتا ہے۔ اور مختلف حالات کے اندر مختلف ہو جاتا ہے۔ دیا اور ست جیسے دھرم بھی بعض موقعوں پر ادھرم ہو جاتے ہیں۔ مہابھارت کے کرن پرب میں اس مضمون پر اچھی طرح بحث کی ہے۔ جب کرن کا رتھ پھنس گیا۔ تو اس نے ارجن سے اپیل کی۔ کہ بے ہتھیار دشمن پر تیر چلانا دھرم نہیں۔ ارجن رک گیا۔ کرشن موقعہ ہاتھ سے جاتا دیکھکر اور ارجن کو جوش دلانے کے لئے کرن سے یوں مخاطب ہوا۔ اس وقت تمہارا دھرم کہاں تھا۔ جب تم کپٹ جوا کھیلے اور

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar. Digitized by eGangotri

وقت دہرم کہاں تھا - جب درو پدی کی بے عزتی کی؟ اُس وقت دہرم کہاں تھا۔ جب تُم نے اکیلے جوان ابھمنیو کو گھیر کر مارا؟ جس دہرم کے نام پر تم اپیل کرتے ہو۔ اُس کی وجے کے لئے اس وقت ارجن کا تیر چلانا ہی دھرم ہے۔" اسی کے سنبندھ میں گائے اور قصائی کا۔ مسافر اور ڈاکوؤں کے درشٹانت ہیں۔ اگر ایک گائے بھاگ نکلی ہو۔ اور اُس کو پکڑنے کے لئے بوچڑ دریافت کرے۔ کہ گائے کون راستہ سے گئی ہے۔ تو اس وقت سچ بولنا جھُوٹ سے بُرا ہے۔ اور اگر ایک مُسافر جنگل میں ڈاکوؤں سے چھُپ گیا ہو۔ تو اُن ڈاکوؤں کو جھُوٹ بول کر غلط راستہ پر نہ لگانا پاپ ہے ❖

۱۷۵ شخص جماعت اور قوم کے لئے جُدا کسوٹی

یہ مشکل مُعمّہ سمجھنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے - وہ یہ کہ ہم شخص - جماعت اور قوم کے دھرم ادھرم کو علیحدہ علیحدہ معیاروں سے پڑتال کریں اور پھر یہ دیکھیں - کہ آیا یہ تینوں معیار کسی ایک مشترکہ کسوٹی میں اکٹھے کئے جا سکتے ہیں - آریہ شاستروں میں دیش کال کو مدنظر رکھکر سمئہ سمئہ کے لئے جُدا جُدا دھرم نیت کئے ہیں - جاتی کا اپنا دہرم ہے - کلاس یعنی ورن کا اپنا اپنا دھرم ہے - استری کا اپنا دہرم ہے - آشرموں میں مَنُش کا علیحدہ علیحدہ اپنا دہرم ہے - جن کا ذکر ادھیائے ۱۸ کے ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۷ وغیرہ شلوکوں میں پایا جاتا ہے - ادھیائے ۴ کے ۱۳ شلوک میں کہا ہے - کہ "یہ ورن آشرم ہر مَنُش کے گُن - کرم سبھاو کو لے کر بنائے گئے ہیں" ❖

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عیسائی اور بُدھ مذہب کی یہ غلطی ہے ۔ کہ وہ سب منشوں کے لئے
ایک تیاگ کا دھرم اُپدیش کرتے ہیں ۔ ایک آدمی تیاگ کی ضرورت ہی محسوس
نہیں کرتا ۔ وہ کیوں تیاگ کرے ۔ اس کے لئے اپنا دھرم ایسا ہی پوتّر ہے۔
جیسا دوسرے کے لئے تیاگ کا ہے ۔ کھشتری کا دھرم برہمن کے لئے ادھرم
ہو جاتا ہے ۔ گرہستی کا دھرم برہمچاری کے لئے پاپ ہوتا ہے ۔ جو سنیاسی
کا دھرم ہے ۔ وہ عام لوگوں کے لئے درست نہیں ہوسکتا ۔ عام لوگ ورن
کو ذاتوں سے رلا کر گڑبڑ پیدا کر لیتے ہیں ۔ ورن کا جنم سے ذرا بھی سنبندھ
نہیں ۔ ورن سوسائٹی کی ایک قدرتی تقسیم ہے ۔ جس میں ہر ایک ممبر سوسائٹی
کی وہ سیوا کرتا ہے ۔ جس کے لئے وہ سب سے زیادہ یوگیہ ہے ۔ ورن
کے لحاظ سے برہمن کی بھی وہی پدوی ہے ۔ جو شودر کی ۔ برہمن سر کے ذریعہ
جاتی سیوا کرتا ہے ۔ شودر پاؤں کے طور پر ۔ جیسے شریر میں سر
اور پاؤں ایک جیسے ضروری اور پاکیزہ ہیں ۔ ویسے سوسائٹی کے لئے برہمن
اور شودر دونو پوتّر ہیں ۔۔

۱۸ - ادھیاء کے ۴۷ شلوک میں کہا ہے ۔ ہر ایک شریعی کا اپنا
اپنا دھرم اس کے لئے دوسرے تمام دھرموں سے اعلیٰ اور پوتّر ہے ۔

۱۷۶ - شخصی دھرم

شخصی لحاظ سے گیتا میں کہا ہے ۔ کہ منش کے سب کام یگیہ ادِ
جپ بھی تین پرکار کے ہوتے ہیں ۔ ساتوک ۔ راجسک اور تامسک ۔۔

۱۷ - ادھیاء کا ۳ شلوک بتاتا ہے ۔ آدمی ویسا ہوتا ہے ۔
جیسی اس کی شردھا ہوتی ہے ۔ آدمی کے من کا بھاؤ ہی ہر ایک
کام کو اچھا یا برا بناتا ہے ۔ میں نے ایک سے روپیہ لینا ہے ۔ اس پر میں
نالش کرتا ہوں ۔ اور روپیہ لینے کے لئے سچا دعوےٰ کرتا ہوں ۔ میں نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کسی کا روپیہ دینا ہے۔ وہ مجھ پر دعوے کرتا ہے۔ میں انکار کرکے جھوٹ بول دیتا ہوں۔ ایک ستیہ بولنے سے میری عزت ہوتی ہے۔ میں لیکچر میں سچ بولتا ہوں۔ میں پکڑا جاتا ہوں۔ مجھے جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ میں مخبر بن جاتا ہوں۔ کیا ان کاموں میں سچ یا جھوٹ کوئی اپنی حقیقت رکھتے ہیں؟ کچھ نہیں۔ جو بات میرے مطلب کی ہے اُسے میں کر لیتا ہوں۔ موقعہ پر سچ موقعہ پر جھوٹ۔ موقعہ پر دوستی۔ موقعہ پر دشمنی۔ موقعہ پر سختی۔ موقعہ پر نرمی۔ بات تو صرف یہ ہے کہ میں کیا ہوں۔ میں وہ ہوں جو میری سُرد ہا ہے۔ جو میرا مَوٹوِ Motive ہے پاپ سنسکرت میں پے دھاتو سے نکلا ہے۔ جس کے معنے سُکھانے کے ہیں۔ جو کام منش کو سُکھا دیتا ہے۔ وہ پاپ ہے۔ جو اُسے وشیوں کی غلامی میں باندھتا ہے وہی سُکھاتا ہے۔ اس لئے گیتا کے ۳ کے ۳۷ شلوک میں کہا ہے "یہ کام ہے۔ یہ کرودھ ہے۔ جو ہم کو پاپ میں پھنساتا ہے" کام یعنی ذاتی خواہش ہی سب پاپ کی جڑ ہے۔ جو کام ذاتی فائدہ کے لالچ میں یا تکلیف کے بچنے میں آکر کیا جاتا ہے۔ وہ پاپ ہے۔ اور جو کام کیول دھرم جان کر کیا جاتا ہے۔ وہ پنیہ ہے۔ اس لئے گیتا کے ادھیائے ۱۸ کے ۱۷ شلوک میں کہا ہے "جس آدمی کے اندر خودی کا بھاو نہیں وہ قتل کرتا ہوا بھی قتل نہیں کرتا" ۔

۱۷۷۔ جماعتی اور قومی دھرم

مختلف جماعتوں میں ایک جماعت خاص گنوں کو دھرم اور دوسری اُن کو ادھرم کہتی ہے۔ امیروں اور غریبوں کی کشمکش میں امیر بہادری کو اچھا کہیں گے۔ غریب کمزور کی سہائتا کو۔ امیروں کے لئے حقوق کے معنی نابرابری ہے۔ نابرابری قدرت نے بنائی ہے۔ غریب سوشل ازم کے طرفدار ہوں گے۔ مختلف اقوام کے باہمی تعلقات کو دھرم ادھرم فیصلہ کرنے کا ایک ہی معیار

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

"کامیابی" ہے۔ جس کا فیصلہ باہمی جدوجہد سے مقابلہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔
جب ایک جاپانی سے سوال کیا گیا۔ کہ جاپان کیسے شائستہ بنا؟ تو اُس نے فوراً جواب دیا۔ کہ کئی لاکھ یہودیوں کے قتل کرنے سے؟ اگر امریکہ بھی انگلینڈ کے مقابلہ پر جنگ میں کامیاب نہ ہوتا۔ تو واشنگٹن ایک "ہیرو" کی بجائے باغی شمار کیا جاتا۔ قوموں میں طاقت کی کمی یا غلط پالیسی (حکمت عملی) کمزوری پیدا کر کے اُن کو تباہ کرتی ہے۔ یہ کمزوری ہے۔ جو کہ سب سے بڑا قومی گناہ ہے۔ اسی لئے مشہور ضرب المثل ہے۔ کہ "خدا بھی بڑی فوجوں کی طرف ہوتا ہے"۔
جب ہری سنگھ نلوہ ڈیرہ جات کی طرف اپنی فتوحات کر رہا تھا۔ تو وہاں کی مسلمان آبادی نہائت تنگ آ گئی۔ اور خان لوگوں نے اکٹھے ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اُنہوں نے ایک بوڑھے نواب کو چٹھی لکھی۔ کہ "ہم سب نے مل کر یہ ارادہ کیا ہے۔ اُمید ہے آپ بھی شامل ہونگے۔ خدا ہماری مدد کرے گا"
نواب نے دانائی والا صاف جواب دیا "اگر اپنے اندر ہمت دیکھتے ہو تو بےشک مقابلہ کرو۔ مگر خدا پہ توکل چھوڑ دو۔ کیونکہ خدا تو آج کل سکھ ہو گیا ہے"
گری ہوئی قوموں کی ایک ہی علامت ہے۔ کہ اُن میں سے بہتیری تعداد میں ایسے آدمی ملتے ہیں۔ جو کہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے قومی زندگی کو قربان کر دیتے ہیں۔ جنگل کے درختوں کو کسی نے بتایا۔ کہ تمہیں کاٹنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ وہ گھبرا گئے۔ اُن کے اندر ایک بوڑھا درخت تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ مت ڈرو۔ تم کو کوئی کاٹ نہیں سکتا۔ پھر بتایا گیا۔ کہ اب لوہا کان سے نکالا گیا ہے۔ پھر وہ گھبرائے۔ اور بڈھے نے انہیں تسلی دی۔ پھر کہا گیا۔ کہ اب کلہاڑا تیار کیا گیا ہے۔ پھر ویسا ہی ہوا۔ اب خبر آئی کہ کلہاڑے کے ساتھ لکڑی کا دستہ ڈالا گیا ہے۔ تب بڈھا درخت افسوس سے کہنے لگا۔ اب تم کٹنے کے لئے تیار رہو۔ کیونکہ تمہارے اپنے بھائی دشمن سے جا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ملے ہیں - مہابھارت میں ذکر ہے - کہ جب دریودھن کو گندھرب راجہ قید کر کے لے گیا - گو دریودھن یدھشٹر کو دُکھ دینے کے لئے آیا تھا - پھر بھی یدھشٹر نے ارجن سے کہا - کہ جاؤ اُس کو چھڑا لاؤ - جب ہمارا دوسروں سے مقابلہ ہو - تو ہم پانچ بھائی نہیں بلکہ ایک سو پانچ ہیں ٭

۱۷۸ - اپنا اپنا نکتۂ خیال چیز کو اچھا یا بُرا بناتا ہے

جب کبھی دو قوموں کے درمیان مقابلہ یا کشمش ہوتی ہے - تو قدرتی طور پر ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھتی ہے - اور دوسرے کو ناحق پر - بعینہ اس بچے کی طرح - جس نے اپنی ماں سے جا کر کہا "ماں یہ بڑی عجیب بات ہے جب کبھی میں کسی لڑکے سے بحث کرتا ہوں - تو میں ہمیشہ درستی پر ہوتا ہوں - اور میرا مخالف غلطی پر" ٭

ایسا ہی خیال انگلینڈ اور فرانس کے سو سالہ جنگ کے درمیان ایک سکاچ بوڑھیا نے ظاہر کیا - وہ اپنی قوم کی فتح کے لئے دُعا مانگ رہی تھی - کسی شخص نے کہا - خدا ایسی دعائیں نہیں سُنتا - کیونکہ تمہاری طرح فرانس کی عورتیں بھی دعائیں مانگتی ہونگی - جس پر وہ جھٹ بول اُٹھی "فرنچ جیسی بیہودہ زبان خدا کیسے سمجھتا ہوگا" گو ہر ایک قوم اپنی پالیسی کی صفائی میں دُنیا کی بھلائی کا بہانہ پیش کرتی ہے - لیکن اُن کے لئے دُنیا کی بھلائی کا وہی پہلو درست نظر آتا ہے - جس میں اُن کا اپنا فائدہ نظر آتا ہو - مثلاً یہ کہنا کہ رُوس کی گورنمنٹ اچھی نہیں - بڑی ہی مہمل بات ہے - کیونکہ انگریز ایک خاص طرح کی گورنمنٹ رُوس میں اچھی خیال کرتے ہیں - جرمن اور طرح کی گورنمنٹ اچھی خیال کرتے ہیں - رُوس کے لوگ ایک خاص شکل کو اچھا کہتے ہیں - روس میں

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بھی روپیہ والے لوگوں اور غریب لوگوں کے پہلو بالکل مختلف ہیں۔ آئندہ انسانی نسل کے لئے اچھی گورنمنٹ کیا ہے؟ ایک اور ہی نکتۂ خیال ہے۔ مل Mill نے اپنی کتاب Govt Representative میں ہند کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "ایک قوم کا دوسری قوم پر محکوموں کی بھلائی کے لئے حکومت کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ ہر ایک قوم قومی حیثیت میں سوائے اپنے فائدہ کے اور کچھ دیکھ نہیں سکتی" گو اُس کا مطلب ایسا کہنے کا اور تھا۔ وہ یہ کہ ہند کی حکومت پارلیمنٹ کے ہاتھ میں نہ ہونی چاہیئے۔ بلکہ کمپنی کے ہاتھ میں۔ اور مل کمپنی کے ملازم کے طور پر "انڈیا آفس" میں کام کرتا تھا۔

(۱۷۹)

یوروپ کی اقوام کی پالیسی مدت تک یوروپ کے اندر زیادہ اقتدار حاصل کرنے کی تھی۔ اس وجہ سے اُن کے آپس میں جنگ و جدل ہوئے موجودہ زمانہ میں اُن کی پالیسی دُنیا کے دُوسرے ملکوں پر اپنا رعب داب قائم کرنے اور دھن کمانے کی ہے۔ اسی اقتدار اور رعب داب کی کمی اور بیشی کی وجہ سے اُن کا آپس کا حسد تمام جنگوں کا اصلی باعث ہُوا ہے۔ اُن کی دیش بھگتی کی تہہ میں دُوسری جاتیوں سے دویش کام کرتا ہے۔ موجودہ جنگ کیا تھا۔ جتنا مال و دولت غریب ایشیائی اقوام کے خون سے اکٹھا کیا گیا تھا۔ اُس کے گولے اور توپیں بنائی گئیں۔ جنہوں نے اکٹھا کرنے والوں کی اولادوں کو تباہ کرنے کا کام کیا۔ مہابھارت کا یُدھ بھی بلا شُبہ اسی طرح کا تباہ کُن تھا۔ فرق صرف اتنا ہے۔ اور یہی بڑا بھاری فرق ہے۔ کہ اس یُدھ کی بنیاد نہ تو طاقت کی خواہش پر تھی۔ اور نہ دوسروں کے دویش پر۔ اس یُدھ کا آغاز اُن لوگوں کی طرف سے ہُوا۔ جنہیں اُن کے سب حقوق دبا کر جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ اور جن کو زندگی بسر کرنے کے لئے بھی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کوئی موقعہ دنیا پسند نہ تھا۔ دریودھن ظلم اور انیائے کا ایک مجسم نمونہ تھا۔ جسے ناش کرنا کھشتری دہرم کا جزو تھا۔ اسی لئے اُس یُدھ کو دھرم قرار دے کر کرشن نے ارجن کو یُدھ کے لئے اُبھارنا ضروری سمجھا۔ ادھیائے ۲ کا ۳۱-۳۷-۳۸ کا-۴۱-اور ۱۸ کا ۵۷ شلوک اِس امر کو ظاہر کرتے ہیں ٭

جنگ کو دُنیا میں ختم کر دینے کے لئے قوموں کی لیگ وغیرہ بنائی جاتی ہیں ٭

مہابھارت میں یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ اس طرح کے جنگ وجدل کو روکنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہر ایک متنازعہ امور کے بارہ میں قانون بنانے کا فیصلہ چار سنیاسیوں کی کونسل کے ذریعہ ہو۔ جس میں ایک سنیاسی اُس دیش کا۔ دُوسرا وروده دیش کا۔ تیسرا غیر طرفدار دیس کا اور چوتھا بن میں رہنے والا ہو۔ دُنیا میں جنگ کا خاتمہ صرف اُس صُورت میں ہو سکتا ہے۔ جب سُرشٹی ماتر کی بھلائی کو معراج قرار دے کر بین الاقوامی قانون کی بُنیاد دھرم پر رکھی جائے ٭

(۱۸۰)

اگر شخصی۔ جماعتی اور قومی دہرموں کو ایک جگہ کر کے امتحان کیا جائے تو اِن تینوں کی تہ کے اندر ایک مشترکہ اصول کام کرتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ اصُول دُوسروں کی بھلائی ہے۔ اِسے گیتا کے ادھیائے ۵ کے ۲۵ شلوک میں "سرو بھوت ہت" یعنی سب پرانیوں کی بہتری" کا نام دیا ہے۔ اس دہرم کا بتانے والا وہ شخص ہو سکتا ہے۔ جو کہ سب پرانیوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہو ٭

بارہ ادھیا کے ۴ شلوک میں کہا ہے۔ کہ سب میں ایک سدّھی رکھنے والا اور "سرو بھوت ہت" میں اُت یوگی مجھ کو پاتا ہے۔ ۶-ادھیائے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کا ۲۹ شلوک بھی یہی کہتا ہے۔ کہ "پُورا گیانی سب کو اپنے اندر اور اپنی آتما کو سب پرانیوں کے اندر دیکھتا ہے" گیانی اپنی آتما کو اتنا پھیلاتا ہے۔ کہ وہ اپنے سے بڑھکر کُنبہ میں۔ کُنبہ سے آگے جماعت میں جماعت سے آگے قوم میں۔ قوم سے آگے انسان میں اور انسان سے آگے پرانی ماتر میں اپنی آتما تصور کرتا ہے۔ اُس کے لئے سوارتھ اور پرمارتھ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

ادھیائے ۵ کے ۱۸ شلوک میں بتایا ہے۔ کہ "گیانی۔ برہمن۔ شُودر ہاتھی گدھے اور کُتّے کو ایک نظر سے دیکھتا ہے" آریہ دھرم میں سنیاسی سب سے اعلیٰ انسان سمجھا جاتا ہے۔ جس کا برت یہ ہوتا ہے۔ کہ اُس کا کوئی دیش نہیں۔ اُس کی کوئی جاتی نہیں۔ سب انسان کیا ہر ایک پرانی اُس کا بندھو ہے۔

کرتویہ

۱۸۱۔ نیاء کے ساتھ پریم انیاء کے ساتھ جنگ ہے۔

بھگوت گیتا دھرم کا راستہ بتانے کا گیان شاستر ہے۔ چوتھے ادھیائے کا مشہور شلوک ہے۔ جس میں کہا ہے۔ کہ "جب دھرم کی گراوٹ ہوتی ہے میں سادہو لوگ یعنی Righteousness کی رکھشا اور دُشٹوں کے ناش یعنی Knrightionusness کو دُور کرنے کے لئے سنسار میں آتا ہوں" انسانی دُنیا میں بہتیرے موقعے ہیں جبکہ مہاتماؤں نے کیوا، پریم اور بھگتی کا پرچار کرکے دُنیا کو اُٹھانا چاہا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

بدّھ نے۔ مسیح نے۔ نانک نے ایسا کیا۔ دُنیا میں اور موقعے ہوئے ہیں جبکہ ادھرم یا ناحق کو دُور کرنے کے لئے اُس کے برخلاف جنگ کرنا پڑا ہے۔ کرشن نے۔ محمدؐ نے۔ گورو گوبند نے یہ راستہ لیا۔ دونوں راستے ایک ہی ہیں۔ ان کا اختیار کرنا حالات پر ہوتا ہے۔ دھرم کے ساتھ پریم۔ ادھرم کے ساتھ جنگ ایک ہی بات ہے۔ ان کے طرزِ عمل میں بڑا فرق نظر آتا ہے۔ مگر جیسے ماں بچّے کے ساتھ پیار کرتی ہے۔ اُس سے کھیلتی ہے۔ ہنستی ہے۔ جب بھیڑیا آ جاتا ہے۔ اپنی جان کی پرواہ نہ کرتی ہوئی خنجر لے کر اس پر کود پڑتی ہے۔ کرموں کی شکل میں بھید ہو جاتا ہے۔ ماں کے پریم میں کوئی بھید نہیں۔ وہ تو سدا ایک رس ہی رہتا ہے۔

۱۸۲۔ گیتا گیان کا موقعہ۔ ارجن کی گھبراہٹ

گیتا کے راز بتانے کا موقعہ بڑا عجیب و غریب سا ہے۔ دونوں دل یُدھ کے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ کرشن کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں ہے۔ وہ تو خالی یُدھ کی سپرٹ ہے۔ رتھ کا رتھوا ہی ہونا ارجن کا رہنما ہونا ہے۔ ارجن نے کہا رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان لے چلو۔ ارجن نے وہاں جا کر دونو طرف نظر دوڑائی۔ اُسے اپنے بزرگ۔ رشتہ دار اور آچاریہ دکھائی پڑے۔ وہ اُن سب کے مارے جانے کے خیال سے گھبرا گیا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اُس نے ہاتھ سے تیر کمان رکھ دیا۔ اس کو خیال ہوا کہ یہ لڑائی ہم لوبھ کے بس میں آ کر کرتے ہیں۔ اُس نے کرشن سے کہا "اِس سے تو بھیک مانگ کر روٹی کھا لینا اچھا ہے" ارجن اپنا سب حق چھوڑنے پر تیار ہو گیا۔ اُسے بدنامی کی بھی

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پرواہ نہ رہی - وہ سمجھا - کہ تیاگ ہی سب سے بڑا ادھرم ہے ۔

ارجن تو اپنے سمبندھیوں اور آچاریوں کی خاطر سب کچھ تیاگنا چاہتا تھا - نہ صرف راج کو چھوڑ دینا - بلکہ بھیک مانگ کر پیٹ بھرنے پر راضی تھا وہ کہنے لگا - کہ " یہ اگیانی راج کے لالچ میں پھنسے ہیں - ہم گیانی ہو کر اگر انہیں ماریں گے - تو ہمیں بڑا پاپ ہوگا " کرشن نے دیکھ لیا - کہ ان سب عذروں کی تہ میں بزدلی کام کرتی ہے - اُس نے کہا " یہ کیا کائروں کی باتیں کرتے ہو - یہ آریوں کے شایاں نہیں " جھوٹا تیاگ خواہ اس میں کتنی ہی قربانی ہو غلط ہے ۔

ہمارے سامنے بھی پُرش موجود ہیں - جو کہ تیاگ میں سب سے بڑھ کر ہیں - اُن کی قربانی کی مثال ملنا بھی مشکل ہے - مگر کیا تیاگ سب سے اُتم دھرم ہے ؟ کرشن نے گیتا میں فیصلہ دیا ہے - کہ یہ تیاگ جھوٹا ہے - یہ تیاگ کائرتا سے پیدا ہوتا ہے - موت کا ڈر خواہ اپنی ہو - خواہ دوسروں کی - آدمی کو بزدل بنا دیتا ہے - یہ تیاگ جسے وہ اُتم سمجھنے لگتا ہے حقیقت میں ادھرم کا تیاگ ہوتا ہے - اس لئے ادھیائے ۲ کے ۱۹ شلوک میں ارجن کو صاف بتا دیا گیا ہے " اس کا فکر مت کر - نہ یہ آتما مرتا ہے - نہ کسی کو مارتا ہے - اگر تم نے گیان حاصل کر لیا - تو تم مرنے مارنے کے پاپ سے پرے چلے گئے ہو "

۱۸۳ - فتح اور شہادت

میزینی نے ایک جگہ کہا ہے - کہ جو آدمی دھرم کے لئے جان دینے پر تیار ہوتا ہے - فتح اور شہادت کے فرشتے اُس کی حفاظت اور رہنمائی کے لئے موجود رہتے ہیں " دھرم یدھ میں اوّل تو فتح حاصل ہوتی ہے - اگر فتح نہ ہو - تو شہادت کا فرشتہ اپنے پر پھیلائے اُس کی رُوح کو

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

آسمان پر لے جاتا ہے۔ گیتا کے ادھیائے ۲ کے ۳۷ شلوک میں بعینہ
یہی خیال ظاہر کیا ہے "اگر تم جیت جاؤگے۔ تو راج بھوگ
کروگے۔ اگر مارے جاؤگے۔ تو سورگ ملیگا۔ اس لئے
ارجن دھرم یدھ کرنے پر تیار ہو جاؤ"۔

مہابھارت میں جب کنتی کرشن کے ہاتھ اپنے پتر یدھشٹر کو
سندیسہ بھیجتی ہے۔ تو اس میں ایک استری ودولا کا نہایت خوب
صورت درشٹانت دیتی ہے۔ ودولا کے پتر سے دشمنوں نے راج چھین لیا
ہے۔ اور وہ خود پہاڑ میں جا چھپا۔ وہ اپنے پتر کو کہتی ہے۔ تم کس کے ویریہ
سے ہو؟ نہ اپنے باپ کے نہ ماں کے۔ تمہارے اندر نہ غصہ ہے۔ نہ حرارت
تمہارا مردوں میں کون شمار کرے گا؟ تم تو ہیجڑے ہو۔ جو کان سے
بھاگ آئے ہو۔ کھشتری کا بیٹا شیر کی طرح جنگل میں بے خوف پھرتا ہے۔ اٹھ
خوف ترک کر۔ ذلت کی زندگی مکروہ ہے...... جس میں ہمت نہیں۔ مردمی
نہیں شرم نہیں۔ وہ بے حیا نہ مرد ہے۔ نہ عورت ہے۔ اس سے نہ
دوستوں کو مدد ملیگی۔ نہ رعیت کو پناہ ملیگی۔ نہ باپ کا نام زندہ ہوگا۔ نہ ماں
کی چھاتی ٹھنڈی ہوگی" لڑکا بولا "ماں! تم کو کیا سکھ ملے گا۔ اگر تمہارا لڑکا
مارا جائیگا" ماں نے جواب دیا "مرنا جینا تو روز لگا رہتا ہے۔ اس کو کون
روک سکتا ہے۔ جو میدان میں مرتا ہے۔ سورگ پاتا ہے" "اس کو ہمت
دینے کے لئے اپدیش دیا ہے۔ کہ تم ان ان طریقوں سے اپنی طاقت کو بڑھاؤ
اور پھر اپنا راج واپس لینے کا یتن کرو۔ اگر کچھ نہیں کر سکتے ہو۔ تو وہ کہتی
ہے "دنیا میں وقت آتے ہیں۔ جبکہ ایک دفعہ جل کر چمک دکھلانا
بہت مدت تک سلگتے ہوئے دھواں پیدا کرنے سے بدرجہا بہتر
ہوتا ہے"۔

دھرت راشٹر نے رشی سنت سجات سے پوچھا۔ کہ موت کیا ہستی ہے؟

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

رشی نے جواب دیا - کہ موت ہے بھی اور نہیں بھی - یہ دیکھنے والے کی آنکھوں پر منحصر ہے - موت صرف اگیان کا نتیجہ ہے - گیانی کے لئے موت کوئی ہستی نہیں رکھتی - اگیان کی وجہ سے خواہش پیدا ہوتی ہے - اس سے شہوت اور غصہ آتے ہیں - جو انسان کو موت کے پنجہ میں پھنساتے ہیں - جس کو خواہش نہیں - اُسے موت کا کھٹکا نہیں "

موت اور پیدائش صرف تبدیلی کا نام ہے - اگر موت نہ ہوگی - تبدیلی کا نیم بند ہو جانے سے پیدائش بھی نہ ہوگی "

۱۸۴ - کرتویہ کا گیان دیش کال پر منحصر ہے

کرتویہ کا گیان حالات کے اچھی طرح سمجھنے سے ہوتا ہے - دیش - کال اور کارن کا جاننا - حالات کا جاننا ہے - اپنے دیش اور جاتی کی اوستھا جاننے کے لئے ہمیں تھوڑا پیچھے جانا ضروری ہے - جو لوگ اس دیش میں رہتے ہیں اُن کو ہندو اور آریہ کہا گیا ہے - نسل کا نام تو آریہ ہے - اسی نسل سے ایرانی اور یورپی قومیں تعلق رکھتی ہیں - یہ لوگ اپنے آپ کو آریہ ہی کہا کرتے تھے - مگر جب ایرانیوں کو اُن سے جدا ہوئے زمانے گذر گئے - تو پھر اُنہوں نے اپنی علیحدہ ترقی کر کے اس دیش میں آنے کا خیال کیا - اٹک دریا پر اُنہوں نے اس کا نام دریافت کیا - جو کہ سنسکرت زبان میں سندھو بتایا گیا پارسی لوگ "سا" کی آواز کو "ہا" سے بدل دیتے ہیں - اُنہوں نے "سندھو" کو "ہندو" بنا کر دریا کو اور لوگوں کو اس نام سے بلانا شروع کیا - اس کے بعد یونانی لوگ اس دیش میں آئے - اُنہوں نے پارسیوں سے سن کر "ہا" کی آواز نہ بول کر خالی "اندو" نام سے بلایا - جس سے "اند" اور "انڈیا" لفظ رائج ہوئے - یونان سے اٹلی اور وہاں سے یوروپ میں پھیلے - اس طرح سے "ہندو" لفظ غیر لوگوں کی طرف سے اس دیش اور جاتی کے لئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

استعمال کیا جانے لگا۔ مسلمانی راج کے وقت میں "ہندو" کے ارتھ قدرتی طور پر بُرے سمجھے جانے لگے۔ گو صدیاں پہلے چینیوں نے لکھا تھا۔ کہ یہ لفظ "انو" ہے۔ جس کے معنے چاند ہیں۔ اس پر تشریح کرتے ہوئے یاتری نے لکھا۔ "آسمان پر لاکھوں ستارے ہوتے ہیں۔ لیکن اندھیرا رہتا ہے۔ جیسے چاند سب ستاروں کو مات کر کے برہمانڈ کو روشن کر دیتا ہے۔ ایسے ہی اس دیش کی روشنی نے دُنیا کو روشن کیا ہے۔"

۱۸۵۔ اس دیش کی مختلف تحریکوں کی غرض جاتی کی رکشا ہے۔

آریہ نسل کی جتنی شاخیں دُنیا میں پھیلی ہیں۔ ان میں صرف ہندوؤں نے اپنی نسل کی تہذیب کو اصلی حالت میں قائم رکھنے کی کوشش کی ہے باقی آریہ شاخیں یہودی خیالات کے اندر جذب ہو گئیں۔ ایشیا کی آریہ شاخوں نے اسلام کے ذریعہ عرب تہذیب کو اختیار کیا۔ ہندوؤں نے اپنی سبھیتا یا ہستی کو قائم رکھنے کے لئے بڑی قربانی کی۔ جس طرح آج کل یورپی جاتی کے لوگ باہر سے آکر ہماری تہذیب کو اُلٹنا چاہتے ہیں اسی طرح ایک زمانہ تھا۔ کہ مسلمانوں نے ایسا کرنے کا یتن کیا۔ اور وہ باوجود یہاں آباد ہو جانے کے غیر قوم سمجھے جاتے تھے۔ جیسا آج کل یوروپی جاتیاں سمجھی جاتی ہیں۔ جیسا اس زمانہ میں اپنی سبھیتا یا دھرم کو بچانے کے لئے راجپوت، مرہٹوں اور پنجاب کے سکھوں نے کام کیا۔ ایسی اس زمانہ میں عیسائیت سے اپنی سبھیتا کی رکھشا کے لئے لوگوں کا جوش کئی تحریکوں میں پرگٹ ہوا۔ مدراس میں تھیا صوفی۔ بنگال میں سوامی وویکانند مشن۔ مہاراشٹر میں سودیشی۔ سنیکت پرانت میں گورکھشنی ایک ہی مشترکہ غرض کا نتیجہ ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر جس تحریک نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

اپنا اثر پیدا کیا۔ وہ سوامی دیانند کی آریہ سماج ہے۔ سوال ہوتا ہے کہ سوامی دیانند کی اصلی غرض کیا تھی۔ کیا وہ مشن سوامی جی کی پستکوں میں ہے؟ کیا وہ مشن سماج کے اصولوں میں ہے؟ سوامی جی نے اپنی رائے میں تبدیلی کی۔ اصولوں کو بھی کئی بار بدلا۔ اور زندہ رہتے۔ تو شاید پھر بدل دیتے۔ لیکن ایک چیز اٹل سوامی دیانند کے دل میں شروع سے اخیر تک غیر مبدّل رہی۔ وہ سوامی کے آتما میں ویدِ دھرم (آریہ تہذیب) کا بے حد پریم تھا۔ یہی ایک جذبہ سوامی دیانند کی زندگی اور موت کا آدرش تھا۔ یہ وہی جذبہ ہے۔ جو راجہ کی لڑکی روتی ہوئی ظاہر کرتی تھی۔ دیدی کیا کروں کہاں جاؤں؟ ویدوں کی رکشا کون کرے گا؟ اس کے لئے سوامی جی نے اپنی وِدّیا۔ بل اور جیون قربان کیا۔ اسی آدیش کو سامنے رکھکر آریہ سماج قائم کی۔ آریہ سماج کا مشن ایک ہی ایسے برہمن پیدا کرنا ہے۔ جو ویدک دھرم کی رکشا کریں۔ انسٹی ٹیوشن ایسے برہمن پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر آریہ سماج میں سپرٹ داگئی تو ایسے پُرش پیدا کر سکتا ہے۔ جن کا برہمن جیون ہو+

۱۸۶۔ ترقی یا تنزّل آدرش پر منحصر ہے

ہم لوگ عموماً طوطوں کی طرح بعض فقروں کو یاد کئے ہوئے ہیں۔ بہت بار یہ سُنا جاتا ہے۔ کہ آج کل دُنیا ترقی کر رہی ہے۔ کیا تم پھر پرانے زمانے کو واپس لانا چاہتے ہو؟ ابھی تک یوروپ کی ترقی ہی ہمارا آدرش رہی تھی۔ جنگ نے بتایا ہے۔ کہ یہ سب ترقی کدھر کو جا رہی ہے۔ اس کا رُخ تمام قوموں میں ایک ہی تھا۔ کہ کس طرح وہ ایسے ذرائع پیدا کریں۔ جس سے دُوسری قوموں کو آسانی سے تباہ کر سکیں۔ اصول اور ہے۔ دُنیا میں جاتیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بڑھتی ہیں اور گرتی ہیں۔ ترقی یا تنزّلی آدرش کے طرف یا اس سے پرے جانے کا نام ہے۔ ایک آدرش

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو سامنے رکھتے ہوئے جسے ہم ترقی کہتے ہیں۔ دوسری آدرش کے سامنے آنے سے وہ راستہ تنزّل کا ہو جاتا ہے۔ ہمارے لئے سوال یہ ہے کہ وکرما دتیہ کا زمانہ ہمارا آدرش ہے یا نہیں؟ کیا وکرما دتیہ کے زمانہ کی تہذیب کو واپس لانا ہمارے لئے تنزّل ہے یا ترقی؟ شاستریں کہا ہے۔ دھرم مارا ہوا مار دیتا ہے۔ دھرم رکشا کیا ہوا بچا لیتا ہے۔ دھرم کی رکشا ہی جاتیہ جیون کی رکھشا ہے۔ فلاسفر شاپن ہاور نے اُپنشدوں کے فارسی ترجموں کو پڑھا اور فیصلہ دیا۔ کہ "وہ ایسے لوگوں کو ہمارے مشنری کیا سکھا سکینگے۔ بنی نوع انسان کی ابتدائی تہذیب کو گیلیلی کے واقعات اور قصے مٹا نہیں سکتے۔ بلکہ میرا وشواس ہے۔ کہ اس کی ایک لہر پھر یوروپ میں پھیلے گی۔ اور ہمارے معلومات اور وچاروں میں ایک انقلاب پیدا کرے گی"۔

۱۸۷۔ مذہب اور پالیٹکس

مدّتوں کی مذہبی تعلیم سے نے ہماری طبیعتوں میں ایک خاص میلان پیدا کر دیا ہے۔ مذہبی امور کے لئے مذہبی باتوں میں ہمارا دن رات خرچ ہو جاتا ہے۔ جونہی کوئی دُنیاوی یا پولیٹکل بات کا ذکر ہوا۔ ہمارا دل اس سے نفرت کرنے لگا۔ غور کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ پالیٹکس مذہب کا حصّہ ہے۔ کوئی مذہب پالیٹکس سے خالی نہیں۔ جہاں پر مذہب موت کے بعد ناقابل علم باتوں کی طرف ہماری توجہ کھینچتی ہے۔ وہاں پالیٹکس کے تمام دنیاوی معاملات کو ہمارے سامنے رکھتی ہے۔ سچ یوں ہے۔ کہ یہ زندگی اچھی ہونے سے ہی موت کے بعد کی زندگی اچھی ہونے کی اُمید ہو سکتی ہے۔ قوم کے ملکی تمدّنی عقلی اور جسمانی ترقی اور بہتری کے معاملات سب پولیٹکل ہیں۔ ہندوؤں کی گراوٹ کی سب سے بڑی علامت ہی یہی ہے۔ کہ اِن کے اندر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

عام لوگوں نے پولیٹیکل معاملات میں دلچسپی لینا ہی چھوڑ دیا تھا۔ مسلمانی حملوں کے وقت میں کوئی نیچ سے نیچ آدمی اُٹھا اور اُس کے ایک گروہ اپنے گرد اکٹھا کر کے اپنا تسلط جما لیا۔ لوگ اس کی حکومت میں ہی راضی ہو گئے اگر سویرے اُٹھکر نہانا دھرم ہے۔ تو ملک کے اندر حفظ صحت کے قانون جاری کرنا۔ جن سے طاعون۔ ہیضہ۔ بیماریاں دُور ہو کر لاکھوں جانیں بچیں کیوں دھرم نہیں ؟ اگر چوری نہ کرنا دھرم ہے۔ تو ملک سے غریبی اور بھوک دُور کرنے کے لئے کلا کوشل کو ترقی دینا کیسے دھرم نہیں ہے ؟ بھوک کو سب پاپوں کی جڑ کہا گیا ہے ٭

تعلیم ایک دریا کی لہر کی مانند ہے۔ سیراب کر کے خوشحال کر سکتا ہے ہمارے شہروں کو برباد بھی کر سکتا ہے۔ اس کی پرنالی کو درست رکھنا کیسے دھرم نہیں زبان ہمارے دھرم کی رکھشا کرنے والی ہے۔ اپنی سنتان کی تعلیم اپنی زبان میں کرانا اور گیان کے اعلیٰ حصے تک اس میں جاری کرنا کیسے دھرم نہیں ؟

۱۸۸۔ پالیٹکس کا ایک خاص پہلو

پالیٹکس کا ایک اور پہلو ہے۔ جو کہ خطرہ اور مصیبت کے وقت میں شتروں کے ساتھ برتاؤ کے سنبندھ میں مہابھارت میں دکھلایا گیا ہے موجودہ زمانہ کی تمام پالیٹکس کا یہ بیج منتر ہے۔ جو کہ ایک مثال دے کر واضح کیا گیا ہے ٭

ایک شکاری جال لگا کر پرندے پھنسایا کرتا تھا۔ اس میں ایک جنگلی بلی پھنس گئی۔ ایک چوہا وہاں رہا کرتا تھا۔ وہ باہر نکلا۔ اور شکاری نے جو گوشت کا ٹکڑا وہاں ڈالا تھا کترنے لگا۔ اتنے میں نیولا نے اُس کو تاڑ لیا اور پاس ہی کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت اُوپر دیکھنے پر چوہے کی نظر ایک اور دشمن اُلو پر پڑی جو کہ درخت پر بیٹھا تھا۔ چوہا ڈر گیا۔ کسی طرف جا نہ سکتا تھا۔

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دو دشمن اُس کی تاک میں تھے۔ تیسرا دشمن بلّی مصیبت میں پھنسی تھی۔ چوہے نے سوچا۔ اس وقت حکمت عملی سے کام لے کر دشمنوں سے بچنا بڑی دور اندیشی کا کام ہے۔ وہ بلّی کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میں اس وقت تیری مدد کرسکتا ہوں۔ اگر تو مجھے نقصان نہ دے۔ بلی جان کے خطرہ میں مبتلا تھی۔ اس تجویز پر بڑی خوش ہوئی۔ اُس کی خوشامد کرنے لگی۔ اور کہا کہ جو کچھ کہیگا۔ میں کرونگی۔ دونوں میں دوستی ہوگئی۔ چوہا بلّی کے پاس چلا گیا۔ اُلّو اور نیولا دونوں حیران ہوگئے۔ مگر اُن کی اب ہمّت نہ تھی۔ کہ چوہے کو بلی سے چھین لیں۔ دونو مایوس ہوکر چلے گئے۔ چوہے نے آہستہ سے اپنے دانتوں سے پھندے کو کاٹنا شروع کیا۔ اُس کی غرض یہ تھی۔ کہ وہ صبح ہوتے تک کام جاری رکھے۔ جبکہ وہ شکاری آجائے ۔

صبح ہونے لگی۔ شکاری نظر آنے لگا۔ بلّی گریہ وزاری کرنے لگی بھائی جلدی کرو۔ اب تو وہ آتا ہے۔ چوہا بولا گھبراؤ مت۔ میں کر رہا ہوں۔ بلّی بہتیرا کہتی رہی۔ مگر وہ آہستہ آہستہ شروع رہا۔ ذراسی گانٹھ باقی تھی۔ جب شکاری سر پر آیا تو چوہے نے وہ بھی کاٹ دی۔ بلّی کو اپنی جان کا خطرہ تھا۔ جھٹ وہاں سے بھاگ نکلی۔ اور چوہا بھی مزے سے اپنے سوراخ میں گھس گیا۔ بلّی بچ تو گئی۔ مگر اُسے بھوک لگی تھی۔ وہ چوہے کے سوراخ کے پاس آئی اور کہنے لگی۔ ارے بھائی چوہے! تم نے میری جان بچائی ہے۔ تم ایک دفعہ باہر نکلو۔ تاکہ میں تمہارے ساتھ پریم کردں۔ چوہا بولتا ہے۔ تم میری دشمن ہو۔ اُس وقت تمہاری غرض تھی۔ میری بھی غرض تھی۔ ہماری دوستی ہوگئی۔ اب تمہاری میرے ساتھ کیا غرض ہے؟ تم باہر سے ہی پریم کی باتیں کرو۔ میں سُن لونگا۔ مگر باہر نہ آؤں گا۔ دونو کے اس بنا پر سوال وجواب ہیں۔ جو کہ نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہیں ۔

CC0. Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۸۹- شترو کو گرانے کے طریق

طاقتور دشمن کمزور شترو کو کس پرکار سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں

مہابھارت میں اس کا ذکر ارجن کے سمبندھ میں پایا جاتا ہے۔ جب پانڈو بھائی دروپدی کو ساتھ لئے بن کو جا رہے تھے۔ تو بیاس جی اُن سے جا کر ملے۔ یدھشٹر کو علیحدہ لے جا کر اُپدیش دینا شروع کیا۔ کہا کہ تم لوگوں کو اپنے حق واپس لینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے۔ تم کشتری ہو خالی بن میں رہنے سے کوئی کامیابی کی اُمید نہیں۔ تم کو شستر ودیا میں پُورن ابھیاس کرنا چاہئے۔ تاکہ تم اپنے اُدیش میں کامیاب ہو سکو۔ ارجن کو ایک خاص جگہ جنگل میں رہ کر شستر ودیا میں ابھیاس کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اُدھر دریودھن کو اس تجویز کا حال معلوم ہو گیا۔ اُس نے ارجن کو اس سے ہٹانے کے لئے کئی ذریعے اختیار کئے۔ پہلا ذریعہ تو ترغیب تھی۔ دریودھن کے آدمی برہمن کا بھیس بنا کر ارجن کے پاس پہنچے۔ اُسے سمجھانے لگے۔ کہ تم اس پوتر بن میں شستروں کا ابھیاس کیوں کرتے ہو؟ یہاں کے پکشی بے گناہ اور سیدھے ہیں۔ اُن کو ڈرانے کا کیا فائدہ؟ تم بنواسی ہو۔ یہاں رشیوں کا جیون بسر کرو۔ ہتھیاروں کی یہاں کیا ضرورت ہے؟ تم موکش کی خواہش کرو۔ ارجن کے جواب دیا "نہ مجھے موکش کی خواہش ہے۔ نہ بھوگ کی۔ نہ میں سکھ چاہتا ہوں۔ نہ دولت۔ میں اپنے بھائی جنگل میں چھوڑ آیا ہوں۔ اور اپنے دشمن سے بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہوں۔ میرا دھرم تو ایک ہی ہے" اور اُنہیں اپنا سا منہ لے کر واپس آنا پڑا۔ دوسرا ذریعہ ارجن کو ڈرانے کا تھا۔ اُس نے رہنے کی غاریں ایسے سکھائے ہوئے جنگلی جانور بھیجے گئے۔ جو اُسے جا کر مار ڈالیں ارجن نے اُن کا تیروں سے فیصلہ کر دیا۔ تیسرا ذریعہ سُندر استری بھیج کر اسے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گرانے کا تھا۔ وِشیا نے جاکر بڑے بڑے پرلوبھن دیئے۔ ارجن سچا تپسوی تھا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ میں یہ تپ کر رہا ہوں۔ استری مجھے ماتا ہی نظر آتی ہے" ان سب دھوکوں سے بچتے ہوئے ارجن نے اپنے تپ میں پورن سِدّھی حاصل کی۔ پولیٹیکل سنسار میں سدا سے ہی لالچ۔ بھے اور استری پرلوبھن شتروں کے گرانے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ پولیٹکل کیریکٹر وہی رکھتا ہے۔ جو کہ ان سے بچنے کی ہمت رکھتا ہو۔ ان پرلوبھنوں کے اندر پھنس کر آدمی جاتی و درود کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ہر ایک پولیٹکل کام میں بے عقلی (کافی بدھی یا دچار کا نہ ہونا) اتنا ہی نقصان کرتا ہے۔ جتنا کہ درودھ۔ مورکھتا اور درودھ ایک ہی قسم کے شتر وہیں"۔

۱۹۰۔ انگریزی راج کا ہند پر اثر

انگریزی راج ہند میں ہے۔ انگریز جاتی کا ارادہ ہند میں بھلا کرنے کا تھا یا نہیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ انگریز جاتی کے دوارہ ہند کا بھلا ہوا ہے۔ دو بھت ملتے ہیں۔ ان سے رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ ان کے ایک دوسرے پر عمل کرنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ دو قسم کی سوسائیٹوں کے میل سے ان کا ایک دوسرے پر عمل ہوتا ہے۔ اس سے کئی انتی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں اسی عمل کو "ایکشن اور ری ایکشن"، یعنی عمل اور برعکس عمل کا قانون کہا جاتا ہے ہند کی گراوٹ کا اگر کوئی اصلی سبب ہے۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ یہاں کی سوسائٹی مدت تک اس تنہائی کی حالت میں رہی۔ کہ اس کا دنیا کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہ رہا۔ اس میں صحت بخش رگڑ نہ ہونے سے زندگی کے علامات ہی نہ رہے تھے۔ بدھ مذہب نے تھوڑی سی رگڑ پیدا کی۔ جس کا پھل تیاگ کے نشانات یعنی سینکڑوں قسم کے سادھو ہوا بھی تک ملک میں پائے جاتے ہیں جب اسلام کی لہر شروع ہوئی۔ تو شمال مغرب کی طرف سے ایک نیا عمل ہند سوسائٹی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پر ہوا - اس عمل کا ایک پولیٹکل پہلو یہ تھا - کہ لوٹ مار کی بنیاد پر بے شمار
شخصی حکومتیں ملک میں قائم ہوگئیں - ظفر خان جیسے کتنے ہی آدمی اُٹھے -
جنہوں نے اپنے راج قائم کر لئے - لوگ پولیٹکل طور پر صرف بھینس کی طرح
تھے - جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تھی - اُس کے آگے چل پڑتے تھے - جس
کا اثر یہ ہوا - کہ ہندوؤں کے اندر ایسے آدمی پیدا ہو گئے - جنہوں نے اسی
طریقہ کی پوری نقل کی - اور کئی ہندو سلطنتیں قائم کیں - مرہٹے - جاٹ اور
سکھ اُن کی مثال ہیں - جن کی بچی ہوئی ریاستیں ابھی تک پائی جاتی ہیں
انگریزی راج کی بنیاد ہند میں اُن کے سوجاتی پریم کے جذبہ پر ہے - انہوں
نے اپنی بدھی اور دیش بھگتی کے زور پر اپنی سلطنت قائم کی ہے - اس
لئے انگریزی حکومت کے نیچے آ کر نہ صرف ملک کے مختلف صوبوں اور
سوسائٹیوں میں ایکتا کا خیال پیدا ہوا ہے - بلکہ پہلی دفعہ یہ پولیٹکل
علم حاصل ہوا ہے - کہ ہر ایک ممبر سوسائٹی ادنےٰ یا اعلےٰ خاص پولیٹکل
حقوق رکھتا ہے - جو کوششیں گروہی یا ذاتی اغراض کو سامنے رکھکر آزادی
قائم رکھنے یا حاصل کرنے کے لئے کی گئی ہیں - وہ انگریزی حکومت کے ساتھ
ٹکرا کر چکنا چور ہوگئیں - انگریزی سمبندھ کا گہرا اثر ہند میں انسانی
پولیٹکل حقوق کی بنا پر دیش پریم کی لہر کا چلنا ہے - جو کہ قومیت کی نئی
سپرٹ ہے - یہ سپرٹ ایک آگ کی طرح ہے - جس میں ہندوؤں کے
اونچ نیچ کی تفریق اور ہندو سکھ مسلمانوں کے مذہبی تفرقات جل کر
خاک ہو جائیں گے - اور اُن کی جگہ انسانی آزادی اور یکسانیت کی خوشبو
نکلنی شروع ہوگی - اس آگ میں ہند کے صدیوں کے پاپ اور غلاظت
جلیں گے - لیکن اس آگ کو چمکانے کے لئے ذاتی خود غرضی کی
آہوتی کرنا فرض لازمی ہے -

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

۱۹۱ - کیا انگریزی راج کی غرض بدلی جا سکتی ہے -

انگریز جاتی نے ہند میں امن اور انسانی برابری پیدا کر کے لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر لیا - وقت آیا - لوگوں نے دیکھا - کہ گو وہ آپس میں ایک دوسرے کے برابر ہیں - لیکن دوسروں کے مقابلہ میں اُن کے ساتھ بہت ادنیٰ سمجھ کر برتاؤ ہوتا ہے - دوسرا یہ کہ امن کی غرض لوگوں کو ترقی دینے کا موقعہ نہیں - بلکہ انگریزی راج کو بے چینی سے دُور رکھ کر ہند سے مالی اور تجارتی فائدہ اُٹھانا مقصود ہے انگریز جاتی کے اندر ایک خیال عالمگیر معلوم ہوتا ہے - کہ ہند کے اوپر ہمیشہ کے لئے اُن کا غلبہ قائم رہے - اگر لوگوں کے دل انگریزی راج کے ساتھ ہوں - تو وہ غلبہ دوستی کی شکل اختیار کر لیتا ہے - دل ساتھ نہ ہونے سے غلبہ کی شکل غلامی میں بدل جاتی ہے - بھیشم نے یدھشٹر سے کہا - کہ راج کے چھ قلعوں میں پرجا کی محبت سب سے مضبوط قلعہ ہے - یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ آیا کوئی ایسی ترکیب ہے - جس سے لوگوں کے دل اُن کے ساتھ رہ سکیں - اس کا صرف ایک ہی علاج ہے - وہ یہ کہ انگریز جاتی کے دل میں یہاں کے لوگوں کے لئے کم از کم اتنا لحاظ اور پریم ہو جو کہ انسان کو انسان کے لئے ہونا ضروری ہے - مجھے تو یہ سوال مالی فائدہ یا ملکی بڑائی کا اتنا معلوم نہیں ہوتا - جتنا کہ عزت کا - اگر انگریزوں کی ہند کو اپنے ساتھ رکھ کر دُنیا میں پولیٹکل بزرگی بڑھتی رہے - تو اس میں ہمارے لئے کوئی دُکھ کا استھان نہیں - اگر اُن کی تجارت کو خاص فائدہ ہو تو اس میں کچھ نقصان نہیں - جیسا کہ قوموں کے اندر جماعتوں میں بیوپار ضروری ہے ویسا ہی مختلف قوموں کے درمیان باہمی تجارت بھی ضروری ہے انگریزی قوم کے اندر دھن والی جماعت موجود ہے جو کہ غریب جماعتوں سے فائدہ اُٹھاتی ہے یہ دستور دُنیا میں جاری رہیگا - جب تک کہ دُنیا میں ایکو نامک برابری قائم نہ ہو جائیگی +

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

ہمارا اُدیش صرف اتنا ہی ہے۔ کہ ہماری ہستی دُنیا سے ناش نہ ہو قومی تہذیب کو ناش کرنا اس قوم کو دُنیا سے مٹانا ہے۔ برٹش چرچ اور تہذیب کا بیج ان کا اپنا نہیں ہے۔ بلکہ اس میں یہودی، ٹرائب کے قصّے کہانیاں بھرے ہیں۔ انگریز جاتی حسب و نسب میں یہودی قبیلہ سے نہیں ملتی۔ بلکہ آریہ نسل سے۔ آریہ نسل کی ابتدائی تہذیب کو صرف ہندوؤں نے اب تک بچا رکھا ہے۔ انگریز جاتی کا بحیثیت آرین ہونے کے فرض ہے۔ کہ اس تہذیب کی حفاظت میں امداد دیں ؎

۱۹۲۔ بھاشا کا ناش جاتیتا کا ناش ہے

جہاں جہاں پر عرب لوگوں نے فتح یابی حاصل کی۔ وہاں کے لوگوں کو اپنے ساتھ وابستہ کرنے کی پالیسی مدنظر رکھ کر اُن کی تہذیب کو مٹا کر عربی تہذیب کو قائم کیا۔ مصر۔ ایران وغیرہ ممالک میں ایسا کیا گیا۔ مصر میں جہاں کہ زبان میں بہت فرق تھا۔ زبان کو مٹا کر عربی زبان کا اجراء کیا گیا۔ جرمنوں نے ایلیس اور لورین میں فرنچ زبان کی جگہ جرمن کو قومی زبان بنانے کی کوشش کی۔ آئرلینڈ میں آئرش کی جگہ انگریزی زبان کو پوری فتح ہوئی۔ یوروپی اقوام نے وحشی اقوام کے اندر تو ایسا کرنا ضروری فرض سمجھ رکھا ہے۔ انگلینڈ نے ہند میں بھی اسی پالیسی پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ انگریزی بھاشا کو عدالتوں کی وِدّیا کی زبان قرار دے کر لوگوں کو انگلے سائز (Anglacise) کرنا اپنے لئے مفید سمجھا ہے۔ بلاشبہ ایک طریقہ دوسروں کو اپنے ساتھ وابستہ کرنے کا یہی ہے۔ کہ اُن کے اندر اپنی تہذیب کے لئے محبّت پیدا کی جائے۔ مگر یہ درست ہوتا۔ اگر ہندوستانیوں کی تعداد تھوڑی سی ہوتی۔ گو انگریزی تہذیب کی فدا ایک جماعت پیدا ہوتی رہے گی۔ مگر وہ ہمیشہ سوسائٹی سے جدا ہوتی جائے گی۔ اس لئے دوسرا طریقہ جو انگریز

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

باقی ہندوستانیوں کو اپنے ساتھ جوڑنے کا استعمال کر سکتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ اپنی جاتی کے اندر یہاں کی تہذیب کے لئے پریم و محبّت اور یہاں کی زبان اور ساہتیہ کو سیکھنے کا شوق پیدا کر لے۔ ساتھ ہی اس دیش کی بھاشا اور لٹریچر کو ترقی دینے کے لئے عدالتوں اور یونیورسٹیوں میں بھاشا رائج کر دے۔ یہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ جو انگریز یہاں سرکاری ملازمت میں آئیں۔ وہ یہاں کی زبان اور ساہتیہ سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اُن کو تعلیم دینے کا مناسب انتظام ہونا چاہئے۔ ان کے دل میں ہمارے لئے محبّت ہو گی۔ اور اس محبّت سے وہ ہمارے دلوں کو تسخیر کر سکیں گے۔ یہودی لوگ اہل روما کے محکوم تھے۔ اہل یونان اور روما نے اُن سے اپنا مذہب قبول کیا۔ اور سارے یورپ کی آریہ جاتیوں کو یہودی مذہب کا پیروکار بنایا۔ کیا ہرج ہے۔ اگر انگریز اپنے محکوموں سے ابتدائی آریہ تہذیب کو اختیار کر کے پھر آریہ نسل میں اس کا پرچار کریں۔

کہتے ہیں۔ ایک شخص جا رہا تھا۔ اُسے پہاڑ کی چوٹی پر ایک بھوت سا نظر آیا۔ آگے بڑھنے پر اُس نے دیکھا۔ کہ وہ ایک آدمی تھا۔ آگے چلتے ہوئے جب ایک دوسرے سے ملے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ اُس کا اپنا بھائی تھا۔ اگرچہ فاصلہ بہت دور دراز کا زمانہ ہے۔ لیکن اگر اسی فاصلہ کو دل میں طے کر کے دیکھیں گے۔ یورپی اقوام آریہ تہذیب کو عیسائی مذہب کے مقابلہ پر اپنی پائیں گے۔

۱۹۳۔ ہندو اور مسلمانوں کے تعلّقات

اسی دیش میں مسلمانوں کی آبادی کا خاصہ حصّہ ہے۔ اب زمانہ کی تبدیلیوں سے مسلمان آبادی کے دل میں اس دیش کو اپنا وطن سمجھ کر دیش بھگتی پیدا ہو گئی ہے۔ اب تک اُن کے اندر وطن کی محبّت کے بجائے مذہبی جوش ہی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کام کرتا تھا۔ مسلمان عربی تہذیب کے مقلّد تھے۔ اس لئے اُس تہذیب کے ساتھ اسلام کا پھیلانا ہی اُن کا مشن رہا۔ وطن کی محبت نے ایک زبردست جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ کہ پولیٹیکل طور پر وہ ہندوؤں کے ساتھ ایک قوم ہیں۔ اور بحیثیت ایک قوم کے ترقی کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ اپنی مذہبی ہستی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اپنی ہستی قائم اور مضبوط رکھتے ہوئے وہ ہندوؤں کے ساتھ ایک ہو کر کام کرنے پر تیار ہیں۔ جس کی اپنی ہستی نہیں اُسے دوسروں سے اتفاق کی کیا ضرورت۔ اُسے جوش اور قربانی کی کیا ضرورت۔ دوسروں کے ساتھ میل اور قربانی اس لئے لوگ کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنی بھلائی اس میں دیکھتے ہیں۔

ہماری زندگی میں بہت سا حصّہ ہماری دُنیاوی بہتری میں خرچ ہوتا ہے۔ جاتی کی دُنیاوی بہتری میں ہر ایک ممبر کی بھلائی پائی جاتی ہے اس لئے ضروری اور مناسب یہی ہے۔ کہ متنازعہ امور کے تصفیہ کا کوئی راستہ نکال کر ہم باہمی دویش کے بھاو کو مٹانے کی کوشش کریں۔ متنازعہ امور میں سب سے پہلا تو تبدیلی مذہب ہے۔ خواہ مخواہ مذہبی فساد کی چنگاری ڈال کر باہمی نفاق پیدا کرنا فضول ہے۔ لیکن اگر مذہبی تبدیلی کی اجازت ہو۔ تو دونو مذاہب کے ہر شخص کو اُس میں پوری آزادی ہو۔ اس سوال کو کبھی قومی شکل نہ دی جائے۔ زبان کا فرق تو برائے نام ہے کیونکہ ہندی اور اُردو دونوں زبانیں اصل میں ایک ہی ہندوستانی زبان ہیں۔ صرف حروف مختلف ہیں۔ ایک کی بجائے دونو قسم کے حروف مشترکہ سمجھے جا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ اور صوبوں میں جیسے بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی کا رواج ہے۔ پنجاب میں پنجابی کو وہ درجہ ملنا چاہیئے۔ گاؤ کشی کے معاملہ میں دونو فریق کو وچار سے کام لینا چاہیئے۔ اگر کوئی مسلمان کسی مذہبی عقیدہ کے لئے قربانی ضروری سمجھیں تو ہندوؤں کے

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

دل میں دکھا کر پوشیدہ طور پر اپنی رسم ادا کر لیں۔ دکھلا کر جذبات کو بھڑکانا برا ہے۔ اس کو کم از کم قطعی بند کر دینا چاہیئے۔ گو ملک کا مشترکہ تمدنی فائدہ تو اسی میں ہے۔ کہ گائے کی ہر طرح سے حفاظت کی جائے۔

۱۹۴۔ ہندو تہذیب کی رکھشا ہمارا کرتویہ ہے۔

وید ہندوؤں کے دھرم کا نشان ہے۔ گائے اُن کے ملکی اتفاق اور تمدنی بہتری کا۔ ہندو کی تعریف بجا طور پر یہ کی گئی ہے۔ کہ ہندو وہ ہے جو گئو اور برہمن کی رکھشا کرے۔ برہمن وید کا بچانے والا ہے۔ پولٹیکل لحاظ سے نیپال ایک ہندو ریاست قدرے سوتنتر ہے۔ جہاں کہ دھرم کا یہ انگ موجود ہے۔ اُس کو موجودہ زمانہ کے مطابق لانا ہندو سبھیتا کی رکھشا کا ایک طریقہ ہے۔ سبھا (سوسائٹی) اور سبھیتا ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں۔

ہندوؤں کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر اُن کی تہذیب دُنیا سے مٹ گئی۔ تو اُن کی ہستی مٹ گئی۔ دھرم (سبھیتا) تیاگ کر کے جینا اچھا ہے۔ نہ مرنا اچھا ہے۔ مال کی پرواہ نہ کر کے جان بچا لینی چاہیئے۔ مگر جان کی پرواہ نہ رکھ کر دھرم بچانا چاہیئے۔ دھرم اور عزت ایک ہی ہیں۔

اِس جاتی کا مشن ایک ہی رہا ہے۔ کہ اُس نے سب طوفان سر پر جھیل کر دُنیا کی سب سے پرانی تہذیب کو بچایا۔ جو کہ اور کسی جاتی سے نہیں ہوا۔ غلامی بُری سمجھی جاتی ہے۔ اور پولٹیکل آزادی کی اتنی تعریف کی جاتی ہے۔ کہ کہا جاتا ہے۔ کہ اِس میں ہمیں سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ غلامی میں قومیں اپنی ہستی کھو دیتی ہیں۔ اپنی ہستی

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کو کھو دینے سے اگر آزادی مل جائے تو وہ آزادی کسی کام کی نہیں۔ورلیش کی موجودہ جدوجہد میں ہندوؤں کو سب سے بڑھکر خطرہ ہے۔ یہ جاتی اتنی پرانی اور بوڑھی ہو چکی ہے۔ کہ اس میں نہ انرجی ہے۔ نہ طاقت ہے۔ زندگی کی علامتیں ہی گم معلوم ہو چکی ہیں۔ گراوٹ اس قدر ہے۔ کہ اس کے اپنے لخت جگر اس سے اس قدر نفرت کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کے نام سے گھبراتے ہیں۔ بڑھاپے کے علاوہ ریاکاری کی خوف ناک بیماری اس کو اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے۔ جن جاتیوں کو ہم نے نیچ قرار دے کر اچھوت بنا رکھا ہے۔ وہ ہمارے پاؤں کی زنجیر کی طرح بن رہے ہیں۔ صرف ایک خیال انسان کو انسان بناتا ہے۔ کہ وہ سب کے برابر ہے اور اسے سب حقوق حاصل ہیں۔ مذہبی اور سوشل بے انصافی کے نیچے دبے ہوئے لوگوں میں ہمت اور دلیری پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب ہم انگریز جاتی سے برابری اور انصاف مانگتے ہیں۔ تو اس سے پہلے ہمیں برابری اور انصاف اپنے بھائیوں کو دینی لازمی ہیں۔ ورنہ برابری اور انصاف کی گفتگو مکاری میں شمار کی جائیگی۔ ہماری رسوم میں ریاکاری بھری ہے۔ شادی کی رسم دیکھیں۔ لڑکے اور لڑکیاں نہ بیٹھی ہیں۔ اُن کی جگہ دہرم کے اقرار کے وید منتر پروہت پڑھ دیتا ہے۔ انہیں ان کے ارتھ ہی معلوم نہیں۔ یگیوپویت سنسکار کے وقت آٹھ برس کا بچہ کھال پہن ڈنڈا ہاتھ میں لے بن میں گورو کے پاس ودیا ابھیاس کے لئے جاتا ہے۔ اور چند منٹ کے اندر سب ودیا ختم کر کے واپس آجاتا ہے۔ مورتی پوجا میں اگر کچھ اصلیت تھی۔ تو وہ اڑ گئی اور خالی ڈھانچہ سا رہ گیا۔ وہی سومنات جس کے لئے تازہ گنگا جل لانے کے لئے ہزاروں ہرکارے نوکر تھے جس کے آگے پوجا کے وقت ہزاروں لڑکیاں روز ناچ کیا کرتی تھیں۔ اگر اس پر وشواس ہوتا۔ اور نمائش نہ ہوتی۔ تو محمود کے حملہ کے وقت

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

راجپوت جانیں دے کر ڈھیر ہو جاتے۔ اسی طرح کے کئی اور تماشے اور
ٹھگیاں اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے کی جاتی ہیں یہ ٹھگیاں اُس
کے اندر گھس کر دیمک کی طرح کھا رہی ہیں۔ انگریزی بھاشا میں
Shame شیم شبد اس ریاکاری کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۹۵۔ تاریک مایوسی کی حالت میں اُمید کی کرن

صرف ایک ہی تسکین دینے والی بات ہے۔ کہ اگر یہ جاتی اور اس کی سبھیتا
اتنے یگوں کے اندر زمانہ کے آندولنوں میں ناش نہ ہوئی اور بچ نکلی ہے
تو اب آشا کی ایک ریکھا ہمارے مُردہ دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔
جاتیاں بلاشبہ بڑھتی اور تنزل کرتی ہیں۔ اگر ایک جاتی کی تہذیب
میں ایسی شکتی موجود ہے۔ کہ وہ اس جاتی کے اندر زندگی قائم رکھ
سکے۔ ڈگری سے گری ہوئی حالت میں اس تہذیب (دھرم) کے عاشق
پیدا ہوتے ہیں۔ جو کہ اپنی زندگی کی ساری طاقت مرتی ہوئی جاتی میں ڈال
دیتے ہیں۔ اور اسے زندہ کر دیتے ہیں۔ مسلمان حملوں کے وقت
ہندوؤں کی اتنی مُردہ حالت تھی۔ کہ ایک ایک پٹھان سپاہی سینکڑوں
ہندوؤں کو پکڑ کر غلام بنا کر لے جاتا تھا۔ یا اگر جی میں آیا۔ تو قتل
کر دیتا تھا۔ اس کا علاج گورو گوبند نے نکالا۔ "بڑے یگیہ" کے سر دینے
والے سنگھ پیدا کئے جن کا نام خالصہ رکھا۔ پرانوں میں بھی یہ طریقہ برتا ہوا پایا گیا ہے۔ جب
وید دھرم کا ناش ہونے لگا تھا۔ تو ایسا ہی یگیہ کر کے "اگنی کل" راجپوت
پیدا کئے گئے تھے۔ وہ نسخہ یہی ہے۔ کہ آتما کو موت کے بھے سے
اوپر کر دو۔ موت کا ڈر دور ہو جانے سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ گیتا
میں یہی گیان ارجن کے ذہن نشین کیا گیا ہے۔ کہ وہ اس آتما کو شستر

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چھید نہیں سکتے۔ آگ جلا نہیں سکتی۔ اس کو جل دُکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اس کو آندھی اُڑا نہیں سکتی۔ ارجن! تم غلطی پر ہو۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ یہ آتما مرتا ہے۔ یا اُس کو کوئی مار سکتا ہے"۔ گورو ہرگوبند کی بانی میں گیتا کا گیان بھرپور ہے۔ اُن کی چتا جب ہزار من چندن ڈال کر بنائی گئی۔ تو اُن کے چیلے جن میں دو بڑے راجپوت تھے۔ دوڑ کر اُن کی چتا میں اُن کے ساتھ جلنے کے لئے کود پڑے۔ پریم اور موت سے لاپرواہی کا ایسا نظارہ دُنیا میں کم ہی دکھائی دیا ہے۔ اس نسخہ کے برتے جانے سے بندا بہادر پیدا ہوا۔ جس نے اُنہی مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مسلمان سمجھتے تھے۔ کہ بندا ولی ہے۔ اُس نے موت جیت لی ہے اُس کے مقابلہ پر جو افسر بھیجا جاتا تھا۔ فوج لے کر واپس ہٹ جاتا تھا۔ اِنہی مردہ ہندوؤں کو بندا بیراگی نے پنجاب بھر میں فاتح قوم بنا دیا۔ وہ نڈر ہو گئے۔ بندے کو اپنے بھائیوں کے نفاق نے پکڑوا دیا۔ اور فاتح جرنیل سے دُشمن کا قیدی بنایا۔ یہ بندے کے سکھ تھے۔ جو کہ دہلی میں دوڑ کر توپ کے مُنہ میں جاتے تھے۔ بندا کا بیٹا تھا۔ جس کو چیر کر اُس کا کلیجہ نکال کر بندے کے مُنہ پر پھینکا۔ اور اُسے خود تپتی ہوئی سلاخوں سے مار کر شریر چھوڑنا پڑا مگر پرماتما کا نام اُس کی زبان پر رہا۔

۱۹۶۔ گیتا عشق کا جذبہ پیدا کر کے موت سے لاپرواہ بنا دیتی ہے

گیان تو یہ ہے۔ کہ آتما امر ہے۔ موت اسے پوچھ نہیں سکتی۔ ساتھ ہی کرشن ارجن کو صاف کہتا ہے۔ کہ تم اپنا تن من میرے پریم

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

کے ارپن کرو۔ میں تمہیں اس خوف ناک سنسار ساگر سے پار لے جاؤنگا۔
دُوسری طاقت جو نڈرتا پیدا کرتی ہے۔ وہ پریم ہے۔ عشق ہے۔ پریم
کے جذبہ کے معنی قُربانی ہے۔ جتنی قربانی زیادہ ہوگی۔ اُتنی
ہی زیادہ عشق کی سچائی معلوم ہوتی ہے۔ سچا پریم بالکل قربانی سے بنا
ہے۔ دکھاوے کی محبت خود غرضی کی بنی ہوتی ہے۔

مجنوں کا قصّہ عام لوگ جانتے ہیں۔ یہ شخص لیلا کو پیار کرتا تھا۔
اُس کا عاشق تھا۔ لیلے کے اشارے پر ایک جگہ کھڑا ہوگیا۔ بغیر خوراک
اور پانی کے وہاں کھڑا رہا۔ مُدّت گذر گئی۔ لیلےا کو اُس کا خیال آیا اس
نے ایک کٹورا دُودھ کا ایک عورت کے ہاتھ روانہ کیا۔ راستہ میں
ایک مُلّا سے اُس نے پُوچھا۔ کہ مجنوں کہاں ہے۔ اُس نے کہا کیوں؟
عورت نے بتایا۔ کہ لیلے نے دُودھ بھیجا ہے۔ مُلّا نے کہا۔ میں
ہی ہوں۔ اور دودھ لے کر پی گیا۔ کئی روز اور گذر گئے۔ ایسا ہوتا
رہا۔ لیلےا کو شک گذرا۔ اُس نے عورت سے پُوچھا۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ
مجنوں بڑا موٹا تازہ ہے۔ اور نہ اُسے کچھ اور فکر ہے۔ لیلےا نے
خالی کٹورا دیا۔ اور عورت سے کہا جاکر کہو۔ کہ آج لیلےا نے کچھ لہو
مانگا ہے۔ اُسے ضرورت ہے۔ جب اُس عورت نے مُلّا سے جاکر
لہو کے لئے کہا۔ تو جھٹ وہ بول اُٹھا۔ اوہو! مجنوں تو وہ جھاڑی
کے پاس کھڑا ہے۔ وہ مجنوں کے پاس کٹورا لے گئی۔ اور لیلےا کا
سندیسہ جا بتایا۔ مجنوں نے کٹورا پہلے چُوما۔ اور پھر اپنے سُوکھے
ہوئے پنجر سے لہو نکال کر اُس کے حوالے کیا۔

کہانی عام ہے۔ مگر اس لحاظ سے بہت خوب صُورت ہے۔ کہ پریم
کی دو قسمیں صاف واضح کرتی ہے۔ دُنیا میں دُودھ پینے والے پریمی تو
بہت مِلتے ہیں۔ خُون دینے والا کوئی شاذ و نادر ہی نکلتا ہے۔

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گیتا کا پڑھنے والا کوئی ہی ہوگا۔ جس کے دل میں کرشن کے پریم میں اپنے آپ کو ارپن کرنے کے لئے خواہش پیدا نہ ہوئی ہو۔ کرشن کیا ہے؟ ہندو جاتی کی رُوحانیّت ہے۔ رام اور کرشن دو نام ہندو جاتی کی آتما ہیں۔ ہمارا جاتیتو سب سے بڑھ کر ان دو ناموں سے بندھا ہے۔ دو نام ہم سے نکل جائیں۔ ہماری جاتی مُردہ ہے ہے۔ ہمارا کرشن سے سچّا پریم ہے۔ تو ہم نکلیں اور جاتی کے لئے خودی کو قربان کریں ::

دو پرندے درخت پر بیٹھے تھے۔ درخت کو آگ لگی تھی۔ شاعر کہتا ہے

آگ لگی اس برکھش کو جلن لاگے پات۔
تم کیوں جلواے پکھشیو! پنکھ تمہارے ساتھ۔

پھل کھایا اس برکھش کا گندے کینے پات
یہی ہمارا دھرم ہے جلینگے اس کے ساتھ ۱۱

۱۹۷ - ببرباہن کی کتھا

اس جاتی کے اندر نہایت قدیم زمانہ سے آتما کو جسم سے علیحدہ کیسے۔ امر اور نربھے سمجھا جاتا رہا ہے۔ مختلف سموں کے درشٹانت سے پرگٹ ہوتا ہے۔ مہابھارت کے یُدھ کے سمے کی ایک کتھا چلی آتی ہے ::

ایک شخص ببرباہن کا ذکر ہے۔ جسے کہ آج تک ٹیسو مہاراج بنا کر ہر سال پُوجا جاتا ہے۔ اپنے ہاتھ میں تیر کمان لئے یُدھ کی طرف جا رہا تھا۔ کرشن بھیس بدلے ہوئے اُس کے پاس پہنچا۔ کرشن نے سوال کیا۔ کدھر جا رہے ہو؟ جواب دیا۔ یُدھ کو۔ پُوچھا تیر کمان کیوں لیا ہے؟ جب وقت آئیگا میں بھی یُدھ میں حصّہ لونگا۔ پوچھا۔ کس

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

فریق کی طرف سے لڑو گے۔ جواب دیا۔ جو فریق کمزور ہو کر ہارنے لگیگا۔ اُس کی امداد کرونگا۔ تیر کمان سے کیا ہوگا؟ اُس نے کہا اِس میں ایسی شکتی ہے۔ کہ ایک تیر چلانے سے درخت کے سب پتّوں میں چھید کر دے گا۔ کرشن اس سے گھبرایا۔ اور سمجھا۔ کہ یہ تو بڑا زبردست دشمن ثابت ہوگا۔ آخر ایک تجویز نکالی۔ اس سے کہا۔ تم اتنے شُور بیر ہو۔ مانگنے پر کچھ دان دو گے؟ بیٹسو مہاراج بولے۔ مانگو۔ کیا مانگتے ہو؟ کہا پہلے اقرار کرو۔ کہ جو مانگونگا۔ وہ دے دو گے۔ پرتگیا کر لی۔ کرشن نے سر مانگ لیا۔ بیٹسو نے آہ بھری۔ کرشن بولے۔ اب کیا پرتگیا پورا کرنے میں دُکھ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا۔ اور دُکھ تو کچھ نہیں۔ صرف یہ۔ یدّھ کا تماشا دیکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے تھوڑا رنج ہُوا۔ آخر کار اُس کا سر کاٹ کر ایک اونچی جگہ پر رکھدیا گیا۔ تاکہ یدّھ کو دیکھتا رہے۔

۱۹۸۔ برہمن کالانوس کی کہانی۔

دوسرا زمانہ یہ ہے۔ جبکہ مسیح سے تین سو سال پہلے سکندر اعظم اپنی یونانی فوج لے کر ہند پر حملہ آور ہوا۔ ایک جگہ پر اُس نے ہندو یوگیوں کو دیکھا۔ اُس نے اُن کو بلا بھیجا۔ جواب ملا۔ کہ ہمیں ملنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ سپاہیوں نے تلوار دکھا کر دھمکی دی۔ وہ خاموش بیٹھے رہے سکندر کے دل میں بڑی خواہش ہوئی۔ کہ وہ یہ گیان سکھانے کے لئے کوئی نہ کوئی فلاسفر اپنے ساتھ لے جائے۔ بہتیری کوشش کی کوئی ساتھ جانے پر راضی نہ ہوتا تھا۔ آخر ایک شخص کالانوس نامی ساتھ چل پڑا۔ ایران کی حد پر اُس نے سکندر سے درخواست کی۔ کہ میرے لئے چتا طیار کی جائے۔ میں اُس شریر کو جلا دینا چاہتا ہوں۔ سکندر نے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

پوچھا - کیا بات ہے؟ اس نے کہا میری عمر اب اسّی برس سے زیادہ ہوگئی ہے - مجھے کبھی بخار یا کوئی روگ نہیں ہوا - اب مجھے بخار آیا ہے - جس سے یہ شریر اپوِتر (غلیظ) ہو گیا ہے - اور میں اسے تیاگ دینا چاہتا ہوں - سکندر نے ہر طرح سے کوشش کی - اور اُسے سمجھایا - کہ وہ اس ارادہ سے باز آ جائے - مگر جب اُس نے نہ مانا - تو چِتا تیار کی گئی - اُس کے ہاتھ میں جواہرات تھے - وہ سب طرف پھینکتا جاتا تھا - اور سیدھا جا کر چِتا پر چڑھ گیا - اور اُسے آگ لگا دی ٭

۱۹۹ - کمارل بھٹ

صدیاں اور گزر گئیں - ویدک دھرم کو بُدھ مذہب نے پیچھے ہٹا دیا - ایک راجہ کی لڑکی روتی تھی - اور کہتی تھی "کیا کروں؟ کدھر جاؤں - کون دھرم کی رکھشا کرے گا؟" کمارل بھٹ نامی ایک برہمن پاس سے گذرا - کہنے لگا "مت رو اے راج پُتری! دھرم کو کیا ڈر ہے؟ جبکہ کمارل پرتھوی پر موجود ہے" کمارل بھٹ کو بودھوں کے خلاف کام کرنا تھا - وہ اُن کے ودّیالہ میں گیا - اور اُن کے دھرم کا اچھی طرح مطالعہ کیا - اور پھر اپنا جیون اُن کے مذہب کے کھنڈن اور وید کی رکھشا میں خرچ کر دیا - کمارل بھٹ آچاریہ - اور شنکر آچاریہ دو بڑے نام ہیں - جن کی بابت کہا جاتا ہے - کہ اُن کے ودّیا بل اور پرچار سے بُدھ مذہب اس دیش سے ایک طرح نکال دیا گیا - کمارل بھٹ آچاریہ کے دل میں ہمیشہ ایک بات کا رنج رہتا تھا - کہ اُس نے بودھوں کو گورو بنانے میں ایک قسم کے دھوکے سے کام لیا - اپنے آتما سے اس داغ کو دھونے کے لئے وہ پرائشچت کرنا

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

چاہتا تھا۔ کام ختم کرنے کے بعد پرائشچت کا یہ فیصلہ کیا۔ کہ چاولوں کے چھلکوں کا ڈھیر اکٹھا کر کے اُس کی آگ میں شریر کو جلا دے۔ اُس نے چھلکے اکٹھے کئے۔ اور ڈھیر کے اندر بیٹھ کر آگ لگا دی۔ شریر کو جلا دیا۔ تا کہ آتما پر کوئی دھبّا نہ رہے ؏

۲۰۰۔ دہلی میں منی داس کی شہادت

اور صدیاں گذر گئیں۔ اورنگ زیب کا وقت آیا۔ ہندو لوگ انیائے سے تنگ آ گئے۔ کشمیر کے برہمن گورو تیغ بہادر کے پاس مدد کے لئے آئے۔ کشمیر کے برہمنوں پر ظلم اور سختی کی حد ہو گئی۔ پوتر اور پوجا کے ہو گیے ہیں وہ خاندان جنہوں نے تمام مصیبتیں سر پر جھیل لیں۔ جنہوں نے باوجود تمام کشمیر مسلمان ہو جانے کے جنیو اور ٹیکا کی لاج رکھ لی۔ گورو نے کہا۔ کہ کسی مہاں پرش کے بلیدان سے یہ انیائے دُور ہو گا۔ تیغ بہادر بولا ؎

"بندھن پڑے اور بل گیو۔ کچھ نہ ہوت اُپائے
کہو نانک اب اوٹ ہر۔ تم ہی ہو سہائے"

جس پر گورو گوبند بول اُٹھا ؎

"بندھن ٹُٹے اور بل ہو یہ سب ہی ہوت اُپائے
سب کچھ تمرے ہاتھ میں تم ہی ہو سہائے"

بادشاہ کے پاس خبر پہنچی۔ کہ ایک گورو کو مسلمان کر لینے سے سب ہندو مسلمان ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے گورو کو بلوا بھیجا۔ گورو تیغ بہادر پہلے ہی اُدھر چل پڑے۔ کوئی پانچ سو (۵۰۰) سکھ اُن کے ساتھ تھے۔ کچھ دُور جا کر انھوں نے سب کو واپس کر دیا۔ صرف پانچ ساتھ رہ گئے۔ آگرہ میں پکڑے گئے۔ اور دہلی میں نظر بند کر دیئے

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

گئے ۔اُن کے ساتھ ایک برہمن متی داس بھائی تھے ۔اِن کے پِتا بابا پراگا گورو ہرگوبند کی فوج میں جتھے دار تھے ۔ بادشاہ نے قاضی لوگ گورو کے پاس بحث مباحثہ کے لئے روانہ کئے ۔وہ گورو سے سوال کرتے تھے ۔جس پر متی داس کے دل میں جوش سا آگیا ۔ اُس نے گورو سے کہا ۔ اگر آپ آگیا دیں ۔ تو ایک کھشن میں بادشاہی کا ناش کر دوں ۔ یہ رپورٹ بادشاہ کے پاس پہنچی ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شخص کے سر پر آرا رکھ کر چیر دیا جائے ۔سر پر آرا رکھا گیا ۔ جسم کے دو ٹکڑے آہستہ آہستہ ہونے لگے ۔ دونو ٹکڑوں سے برہم نام کی آواز نکلتی تھی ۔ اُن کی آتما برہم میں لین ہوگئی ۔اُن کے لئے بادشاہی ٹھاٹھ کھشن میں ناش ہوگیا ۔ یہ ایک برہمن تھا ۔ جو دہلی شہر میں سب سے پہلا شہید ہوا ◆

شانتی! شانتی!! شانتی!!!

ختم شد

نوٹ :۔ اِس اُتم پُستک کا ہندی اور انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے ۔ جلد آرڈر بھیج دیویں ◆

لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی پبلیشر
و تاجران کتب اندرون لوہاری دروازہ ۔ لاہور

CC0, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri

زخمی پنجاب
ناٹک۔ قیمت
۱۰/

آپ بیتی

دیگر ہر قسم کی
کتابیں بار عایت
مل سکتی ہیں۔

دیوتا سروپ بھائی پرمانند جی کی آپ بیتی انکی اپنی قلم سے۔ تھانہ نولکھا سے لیکر کالے پانی تک کے نہایت درد انگیز اور پر معلومات کاماگاٹا مارو جہاز کا راز۔ امریکہ کی سازشیں۔ بھائی جی کے مقدمہ کی اصلی نوعیت اور اسی قسم کے دلآویز اور حیرت انگیز واقعات۔ جسے آنکھیں ایک ہی بار پڑھنے سے قاصر ہیں۔ سرورق پر بھائی جی کی ہتھکڑی والی تصویر ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۱ روپیہ۔ ہندی انگریزی زیر طبع

گاندھی جیون میں گیتا رہسیہ

لوگ کہتے ہیں کہ آجکل جدوجہد کا زمانہ ہے۔ شاید یہ سچ ہو لیکن ہندوستان میں تو موجودہ یگ مہاتما گاندھی کا یگ ہے۔ جدھر دیکھا جائے اور جس طرف سے دیکھا جائے مہاتما گاندھی کی طرف ہندوستان نہیں بلکہ دنیا بھر کی توجہ مرکوز ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پر سحر شخص اپنی زبان و قلم سے جادو کی پڑیاں چھڑک رہا ہے اور کہ عظمت اور اقبال کی طرف کھینچ کر ہندوستان کے پورا طریق لا رہا ہے۔ مہاتما گاندھی کو اگر گیتا کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا جائے۔ تو فی الحقیقت بنک کا سونا ثابت ہوگی۔ جو کرشن نے جو کہا ہے۔ اس کو مہاتما گاندھی کی زندگی میں روشن ستارے کی مانند دکھایا گیا ہے۔ قدم قدم پر شلوک اور دوہے دیکر دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔ اس کتاب سے اس سوال کا کامل جواب مل جائیگا۔ کہ مہاتما کی ذات میں کیا جادو ہے۔ کیا موہنی ہے کہ جو کہتے ہیں ملک بھر میں عام ہو جاتا ہے۔ پہلی ایڈیشن قریب الختم ہے

ملنے کا پتہ:- لاجپت رائے پرتھوی راج ساہنی تاجران کتب ہال بازار ......

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CCO, Gurukul Kangri Collection, Haridwar, Digitized by eGangotri